خطبا و آئمہ مساجد واعظین و مقررین کے لیے بے مثال تحفہ

خطبات زاہد

مؤلف

مولانا محمد اسلم زاہد

خطیب جامع مسجد اینڈ عثمانیہ ایجوکیشن سنٹر شیلفیلڈ، برطانیہ

چیئرمین یونائیٹڈ مارکس کونسل، برطانیہ

نائب امیر جمیعت علما اسلام، برطانیہ

بانی و چیئرمین الحبیب ویلفیئر فاؤنڈیشن، برطانیہ

ناشر

الخلیل پبلشنگ ھاؤس

دوکان نمبر B-1 فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، راولپنڈی

Ph: 051-7112253,7122152,0300-5034629

CamScanner

علماء، ائمہ مساجد، واعظین و مقررین کے لیے بے مثال تحفہ

خطبات زاہد

مؤلف

مولانا محمد اسلم زاہد

خطیب جامع مسجد اینڈ اسلامیہ ایجوکیشن سنٹر شیفیلڈ، برطانیہ

چیئرمین یونائیٹڈ مارکس کونسل، برطانیہ

نائب امیر جمعیت علماء اسلام برطانیہ

بانی و چیئرمین الحبیب ویلفیئر فاؤنڈیشن، برطانیہ

ناشر

الخلیل پبلشنگ کمپنی

[illegible] راولپنڈی

Ph: 051-5553248, 0331-5459409

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ---------------- خطبات زاہد

تالیف ---------------- مولانا محمد اسلم زاہد

مطبع ----------------

اشاعت ---------------- ۲۹ ذی القعدہ ھ بمطابق 29 جون 2022

اہتمام

الخلیل پبلشنگ ہاؤس

دکان نمبر B-1 فضل [illegible] راولپنڈی

Ph: 051-5553248, 0331-5459489

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	مقدمہ طبع ثالث	5
2	مقدمہ طبع ثانی	7
3	ایک روشن چراغ	10
4	تاثرات	12
5	تقریظ	14
6	خطبات زاہد	15
7	مختصر تعارف مصنف	16
8	تقریظ حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ	19
9	انتساب	20
10	حرف آغاز	21
11	حمد باری تعالیٰ	24
12	عبد اور معبود کے درمیان حلف وفاداری	33
13	رحمت باری تعالیٰ	44
14	کلمہ اسلام	52
15	نماز	59
16	نماز باجماعت	69
17	نماز جمعہ	79
18	عیدالفطر	88
19	عیدالاضحیٰ	98

CamScanner

20	قربانی کی حقیقت	107
21	زکوٰۃ	116
22	زکوٰۃ	124
23	رمضان المبارک	131
24	روزہ	135
25	فضیلت لیلۃ القدر	144
26	حج بیت اللہ	154
27	حاضری دربار سید المرسلین ﷺ	161
28	سیرت مصطفیٰ ﷺ	170
29	اخلاص نیت	174
30	اکرام المسلمین کی اہمیت	181
31	دعوت الی اللہ	188
32	تقویٰ، خوف خدا	195
33	والدین کے فرائض	200
34	والدین کے حقوق	206
35	فضیلت علم	212
36	فتنوں کا دور اور نجات کا راستہ	219
37	جہنم اور اس سے نجات کا راستہ	225
38	جنت اور اس کے حصول کا راستہ	233
39	ہدایت کیا ہے؟ اور ہدایت یافتہ کون ہیں؟	241
40	موت کی حقیقت	249

CamScanner

مقدمہ طبع ثالث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترمی ومکرمی قارئین!

الحمدللہ خطبات زاہد کا یہ تیسرا ایڈیشن آپ کے پیش خدمت ہے یہ میرے اور آپ کے لیے اللہ تعالی کا عظیم احسان ہے آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالی کی توفیق اور اسکی نصرت کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا ہے اس کتاب کا انداز تحریر و بیانات بہت ہی آسان اردو میں اہم موضوعات پر کتاب اللہ کی آیات بینات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں دینی تعلیمات کو سیکھنے والے ہر شخص کیلئے بہت ہی مفید ہے یہ کتاب طلباء کیلئے علماء کرام معلمین اور معلمات کیلئے ایک خاص تحفہ ہے۔

انسان کو اللہ تعالی نے اشرف المخلوقات بنایا اسکی شرافت اور برتری کا دارومدار اللہ تعالی کی معرفت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر انسان کو اللہ تعالی کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کی نعمت حاصل ہے تو پھر یہ انسان اشرف المخلوقات قرار پائے گا اگر یہ اس نعمت سے محروم ہوجاتا ہے تو پھر اسکی شرافت ختم ہوجاتی ہے اور یہ تمام مخلوقات سے بدتر قرار پاتا ہے۔ اس وقت فتنے کا دور ہے شیطان نے دنیا کی زندگی کو مزین کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیا ہوا ہے اس وقت لوگ دنیا کی محبت میں غرق ہیں آخرت سے غافل ہیں ہر طبقے کے لوگ دنیا کے کسی نہ کسی غیر ضروری کام میں اس طرح مصروف ہیں کہ وہ اپنی زندگی کے اصل مقصد کو بھول گئے ہیں۔ دور حاضر کی جدید ٹیکنالوجی کے جہاں بہت سے فوائد ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس کے نقصانات بھی بہت ہیں۔

ہر آدمی کو یہ سوچنا چاہئے کہ اس کے دن رات کن کاموں میں گزر رہے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی پوری زندگی کا حساب دینا ہوگا اس پرفتن دور میں دینی کتابیں راہ ہدایت حاصل کرنے اور دین حق کو سیکھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہیں۔

خطبات زاہد کی نشر واشاعت اور تقسیم کا مقصد اللہ تعالی کی رضا اور اللہ اور اللہ تعالی کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا حصول ہے۔ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہمارے اس عمل کو قبولیت کا اعلیٰ درجہ عطا فرمائے، اور اس کے ذریعہ مجھے اور تمام

CamScanner

معاونین ورفقاء کودنیااورآخرت کی تمام بھلائیاں اور بلند درجات عطافرمائے اور ہماری تمام حاجات کو پورافرمائے۔

اس تیسرے ایڈیشن کی اشاعت میں کچھ اہم مصروفیات خاص طور پرالحبیب ویلفیئر فاؤنڈیشن کی گوناگوں مصروفیات کے باعث اتنی تاخیرہوئی۔

الحبیب ویلفیئر فاؤنڈیشن برطانیہ میں رجسٹرڈ چیریٹی ہے جو 2005 سے آزادکشمیر کے انتہائی غریب اور پسماندہ علاقوں (باغ،مظفرآباد، دھیرکوٹ، گلگت اور چلاس وغیرہ) میں یتیموں، بیواؤں،معذوروں اور بےسہارالوگوں کےتعاون میں مصروف ہے۔

2005 کے زلزلہ میں ہماراباغ شہربہت زیادہ متاثرہواتھاجسکی وجہ سے ہم نے لوگوں کے ساتھ تعاون کا یہ کام شروع کیا،الحمدللہ متواتر ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

میں نے محسوس کیاہے کہ ایمان کے بعد خدمت خلق کا کام اللہ تعالی اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ قرب کا ذریعہ ہے۔ ہمارا کام رسول اللہ کی سنت اور صحابہ کرام اور اہل بیت کے طریقہ کے مطابق ہے ہم خودضرورتمندوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ ہرعلاقہ کےمعتمدعلماءکرام کی تصدیقات کے بعدضرورت مندوں کےساتھ تعاون کیاجاتاہے

میں اپنے تمام معاونین بھائیوں اور بیٹیوں کاشکرگزارہوں جوہرسال ہمارے ساتھ بھرپور تعاون فرماتے ہیں اورہم ہمیشہ ان کیلئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمارے ساتھ تعاون کرنے والوں کی دنیا اورآخرت کی تمام حاجات کوپورافرمائے۔ اللہ تعالی ہم سب کواس نیکی کی برکت سے اپنااوراپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاقرب نصیب فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

مولانامحمداسلم زاہد

خطیب جامع مسجداینڈعثمانیہ ایجوکیشن سنٹرشیلفیڈ

چیئرمین یونائیٹڈ مارکس کونسل

نائب امیرجمعیت علماءاسلام برطانیہ

بانی وچیئرمین الحبیب ویلفیئر فاؤنڈیشن۔

CamScanner

مقدمہ طبع ثانی
اظہار تشکر

محض فضل باری تعالی ہے کہ اس کی عنایات وانعامات ہیں، بندہ ناچیز محمد اسلم زاہد ولد میرزمان خان پرکہ ایمان کی دولت کے ساتھ علم دین کے خدام میں اللہ تعالی نے شامل فرمایا، اس میں محترم والدصاحب دامت برکاتہم کی کوشش ومحنت ہے کہ ہمارے علاقہ میں دینی تعلیم کا رجحان بہت کم تھا چونکہ والدصاحب دینی کاموں میں ہمیشہ سرگرم عمل رہتے تھے، ایک نیکی دوسری نیکی کا سبب بنتی ہے اس وجہ سے انہیں اشتیاق ہوا کہ اپنے ایک بیٹے کو حافظ وعالم بنائیں اور یہ سعادت میرے مقدر میں آئی، میرا خاندانی تعلق مغلیہ خاندان سے ہے۔ ضلع باغ میں ہمارے خاندان کی کافی تعداد ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم میں نے ''تعلیم القرآن'' باغ میں حاصل کی، ابتدائی کتب ''جامعہ قاسمیہ'' فیصل آباد اور ''جامعہ حنفیہ'' جہلم میں پڑھیں اور ''جامعۃ العلوم الاسلامیہ'' علامہ بنوری ٹاؤن میں میں نے دینی تعلیم کی تکمیل کی اور یہاں سے وفاق المدارس کی سند بھی حاصل کی جو ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کے مساوی ہے، اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن ہی میں میں نے ایمان بھی سیکھا، اپنے اکابر اساتذہ سے خاص طور پر حضرت علامہ یوسف بنوریؒ، حضرت مفتی احمد الرحمنؒ، حضرت ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ اور حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم اور دیگر اکابرین سے، 1982 میں جامعہ سے سند فراغت حاصل کی۔

1984ء میں حضرت مفتی احمد الرحمنؒ نے برطانیہ کے شہر شفیلڈ بھیجا یہاں حضرت مولانا عبدالرحمنؒ کی نگرانی میں مجھے 18 سال مکی مسجد میں دینی خدمات سرانجام دینے کی سعادت حاصل رہی، حضرت مولانا عبدالرحمنؒ کی دار باقی کی طرف رحلت کے تقریباً ایک سال بعد شعبان 1425ھ 2004ء میں شفیلڈ ہی میں ایک نئی جامع مسجد اور مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔

جامع مسجد اینڈ عثمان ایجوکیشن سنٹر کے نام سے یہ جگہ اللہ تعالی نے ہمیں اپنے فضل کرم سے عطا فرمائی جو مسلمانوں کی آبادی کے وسط میں ہے، اللہ تعالی اپنے دربار میں قبولیت عطا فرمائیں، ہماری مسجد اور مدرسہ کو ہدایت وعلم کا مرکز بنائیں، یہاں سے ہدایت کے نور کو جاری فرمائیں، اور میرے لئے اور میرے رفقاء کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں، (آمین)۔

CamScanner

''خطبات زاہد'' کا یہ دوسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے پہلا ایڈیشن اہل علم نے ہاتھوں ہاتھ لیا، علماء کرام، خطباء عظام، معلمین، طلباء اور پڑھی لکھی بہنوں نے بہت پسند فرمایا۔

2003ء میں کتاب شائع ہونے کے فوراً بعد ضلع باغ میں اہل علم نے ایک تعارفی تقریب کا اہتمام کیا جس میں علماء کرام، پروفیسر حضرات اور ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی، الحمدللہ سب نے کتاب کے مضامین، انداز تحریر اور عنوانات کی تعریف کی، یہ تقریب انٹرنیشنل ہوٹل باغ میں منعقد کی گئی، جس کے مہمان خصوصی حکومت آزاد کشمیر کے وزیر برقیات جناب سردار میر اکبر خان صاحب اور باغ کی معروف علمی اور سیاسی شخصیت میرے لئے انتہائی قابل احترام جناب میجر محمد ایوب خان صاحب تھے۔

دوسری تعارفی تقریب شفیلڈ برطانیہ میں 2004ء میں منعقد کی گئی اس کا اہتمام ''اردو بزم ادب'' نے کیا یہ تقریب انتہائی پروقار اور بارونق تھی جس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا قاری سعید الرحمن صاحب مدیر جامعہ اسلامیہ راولپنڈی تھے، صدارت ڈاکٹر مختار صاحب نے کی یہ تقریب لائبریری کے ایک بڑے ہال میں منعقد کی گئی جس میں اظہار خیال کے لئے شفیلڈ، رارھرم، ڈنکاسٹر اور ڈیوزبری کے اہل علم حضرات کو دعوت دی گئی، جن میں مولانا عبدالرشید ربانی صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء برطانیہ، مفتی محمد اسلم صاحب مفتی اعظم برطانیہ، جناب ڈاکٹر سید قیصر صاحب، ڈاکٹر شبیر صاحب، جناب نوید بابر صاحب، جناب حافظ اظہر صاحب، جناب کونسلر علی قدر صاحب، جناب سعید سید صاحب، جناب ڈاکٹر ضیاء الرحمن صاحب، مولانا قاری ممتاز صاحب مولانا محمد خالد محمود صاحب مولانا شمس الحق، جناب کونسلر نذیر صاحب، جناب طارق لون صاحب اور دیگر اہل علم نے اظہار خیال کیا، مقررین نے مصنف کی دینی خدمات کی تعریف کی اور کتاب کو برطانیہ اور یورپ کے مسلمانوں کے لئے خاص طور پر انتہائی مفید قرار دیا، کیونکہ اس میں دینی مضامین کو بہت سہل انداز سے آسان و عام فہم اردو میں پیش کیا گیا ہے، یہاں یہ بھی اعلان کیا گیا کہ اس کتاب کی ایک بڑی تعارفی تقریب عنقریب منعقد کی جائے گی جس میں اظہار خیال کے لئے پورے برطانیہ سے اہل علم کو مدعو کیا جائے گا لیکن حسن اتفاق کہ اس بڑی تعارفی تقریب کے منعقد ہونے سے پہلے ہی پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا اب انشاء اللہ دوسرے

CamScanner

ایڈیشن کے آنے کے بعد اس تعارفی پروگرام کا انعقاد کیا جائے گا، ریڈیو بی بی سی شفیلڈ پر بھی ''خطبات زاہد'' کا تعارفی پروگرام ہوا جس میں ریڈیو بی بی سی شفیلڈ کے پرڈیوسر جناب شوکت ہاشمی صاحب، محترم عفت صاحبہ، جناب محمود صاحب، جناب مشتاق طفیل صاحب اور جناب یاسین صاحب کا شکر گزار اور ان کے لئے دعا گو ہوں کہ ان کے تعاون سے میری دینی دعوت کے پروگرام بی بی سی کے سامعین تک پہنچتے رہے اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہانوں میں کامیابی کے اعلیٰ مراتب عطا فرمائیں (آمین)۔

ایک رب کائنات کا خاص انعام جس کا شکر مجھ جیسے ناچیز بندہ سے ادا نہیں ہوسکتا وہ تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کیا جارہا ہے وہ دونوں بار کتاب کی اشاعت سے قبل حج بدل کی سعادت ہے، پہلی بار بھی مسودہ حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب کے پاس ارسال کر کے حج کا سفر کیا تھا اور اب دوسری بار اشاعت کے لئے الحمدللہ انتظامات مکمل ہو چکے ہیں اور میں انشاء اللہ 12 جنوری 2005ء کو حج بدل کے لئے روانہ ہو رہا ہوں، اللہ تعالیٰ قبولیت کا اعلیٰ درجہ عطا فرمائیں اور مجھے، حج بدل کے اخراجات ادا کرنے والوں کو، اور جن کی طرف سے حج ادا کیا جارہا ہے سب کو بغیر حساب کے جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا فرمائیں آمین۔

آخر میں اپنے دو محسن استادوں کے بابرکت تذکرہ پر اختتام کرتا ہوں ایک حضرت مولانا محمد صادق ہاشمی صاحب دامت برکاتہم راولپنڈی دوسرے حضرت علامہ فیض الباری صاحب دامت برکاتہم کراچی، اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کو مکمل صحت عطا فرمائے، (آمین)۔

CamScanner

ایک روشن چراغ

ایمان، علم، عقل و دانش بصیرت وتدبر سب اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں اس ذات باری تعالیٰ نے زندگی اور وقت تو سب کو دیا لیکن اس سے استفادہ آدمی اپنے ایمان، عقل اور بصیرت کے مطابق کرتا ہے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وقت گزارنے کے لئے ان کے پاس کوئی مفید پروگرام نہیں ہوتا، کبھی کھیل کود کا سہارا لیتے ہیں کہ وقت گزر جائے اور کبھی فلموں اور ڈراموں میں شب و روز مصروف رہ کر اپنے وقت کو برباد کرتے ہیں، اسی طرح ان کے دن، مہینے اور سال گزر جاتے ہیں ان میں نہ ایمان کی حرارت پیدا ہوتی ہے اور نہ علم کی بصیرت ان کے دماغ کو روشن کرتی ہے، نہ عبادت میں ان کا جی لگتا ہے، اور نہ ہی دین حق کی طلب ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے، کیونکہ خالق کائنات غیرت کا پیدا کرنے والا ہے، وہ اپنا قرب کسی کو بغیر طلب وجد و جہد کے نہیں دیتا، وہ اپنا دوست انہی کو بناتا ہے جو اپنا سب کچھ اس پر فدا کرتے ہیں، وہ ان ہی کے لئے ہدایت کی راہیں کھولتا ہے جو حق پر چلنا اپنا نصب العین بناتے ہیں، دنیا میں یہ کچھ ہو رہا ہے اسی طرح ہر آدمی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے یہ وقت کسی کے لئے نہیں رکتا ہاں وقت کو قیمتی بنانے اور برباد کرنے کا اختیار انسان کو مکمل طور پر حاصل ہے اسی پر اس کی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار بھی ہے، اتنی بڑی تمہید ہوگئی، روشن چراغ کے تذکرہ سے پہلے، وہ روشن چراغ ہیں ایک عالم باعمل، ایک مصنف بے مثال، ایک خطیب شعلہ بیان، قافلہ حق وصداقت کے ترجمان جنہوں نے علم کے لئے اپنی زندگی کو وقف کیا اور انہوں نے اپنے آپ کو علم نبوت کے رنگ میں رنگ دیا، ان کی تحریر میں خدا تعالیٰ نے ایک خاص تاثیر رکھی جس سے مردہ دلوں کو روحانی زندگی ملتی ہے خالص دینی مضامین کو جب وہ اپنی فصاحت و بلاغت کے انداز میں پیش کرتے ہیں تو اس سے دل و دماغ کو روشنی و قوت ملتی ہے وہ روشن چراغ حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری ہیں جن کا نام ہی ان کے تعارف کے لئے کافی ہے، کون سا پاکستانی عالم، خطیب اور ادیب ہے جو انہیں نہیں جانتا، وہ علم کا روشن چراغ ہیں جن کی روشنی مشرق کو منور کرتے ہوئے مغرب تک آ پہنچی، ان کی بعض کتابیں برطانیہ کے دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں شامل ہیں، اپنے لئے اسے سعادت سمجھتا ہوں کہ اہل اللہ سے تعلق میری فطرت میں داخل ہے، خدا پرست علماء ربانیین اور اطاعت رسول ﷺ کو اپنا سرمایہ اور حب رسول ﷺ کے

CS CamScanner

رنگ میں رنگے ہوئے مشائخ سے محبت وتعلق کو میں ذریعہ نجات سمجھتا ہوں، مولانا محمد اسلم شیخو پوری دامت برکاتہم کے ساتھ میری دوستی الحمدللہ قدیم و مضبوط ہے،اس دوستی کا آغاز جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے زمانہ طالب علمی میں ان کے اس جملے سے ہوا تھا کہ ''آپ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں'' یہ بات انہوں نے مجھ سے اس وقت فرمائی جب ایک بڑے تقریری مقابلہ میں ہم دونوں نے پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کی اس وقت بھی میرے جیسے چھوٹے درجہ کے طالب علم کے لئے ایک بڑے درجہ کے ممتاز، معروف باوقار، شہرت یافتہ طالب علم کی دوستی بڑا اعزاز تھا اور یہ ان کی وسعت قلبی و وسعت علمی تھی اور آج بھی اتنی دوری کے باوجود ہمارے ربط وتعلق اخوت و دوستی جو اللہ کے لئے ہے جس کا مقصد تعاون علی البر اور دین حق کی نشر و اشاعت ہے اسی طرح جوان و مضبوط ہے، مولانا کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی سربلندی کے لئے چنا ہے، میری کتاب ''خطبات زاہد'' کی نشر و اشاعت میں بھی مولانا کا بڑا علمی تعاون ہے اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں اور اجر عظیم عطا فرمائے۔(آمین)

محمد اسلم زاہد

CS CamScanner

تاثرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ 74ء کی بات ہے میں نیو کراچی کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کی خدمات پر مامور تھا، اسی زمانہ میں میری ملاقات مولانا محمد اسلم زاہد صاحب سے ہوئی، اس وقت تک مولانا نے ملت عثمانیہ میں غالباً امامت وخطابت کے فرائض نہیں سنبھالے تھے لیکن چونکہ مولانا کے علم اور ولولہ انگیز خطابت کا میں خود بھی معترف تھا، اس لئے گاہے بگاہے انہیں اپنی مسجد میں جمعہ کی خطابت کے لئے دعوت دیا کرتا تھا، لہٰذا اس وقت ان کے علمی ذوق، جوش خطابت، اسلام اور اہل اسلام کے لئے گہری محبت اور تڑپ جو وہ اپنے دل میں رکھتے تھے، کا اندازہ لگانا مشکل امر نہ تھا، اردو کا معروف مقولہ ہے، عظیم لوگ شروع سے ہی عظیم ہوتے ہیں، بلاشبہ مولانا محمد اسلم زاہد بھی ایک نحیف مگر نفیس نفس طالب علم کا نام تھا جو کہ آج علم دین کا روشن مینارہ اور برطانیہ کی مسلمان آبادی کا محور ومرکز بن چکا ہے، آج مولانا کی زندگی مختلف اور جامع حیثیتوں کا حسین امتزاج بن چکی ہے، یہ انہی کا طرہ امتیاز ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں بہترین مصنف بھی ہیں اور مبلغ اور مقرر بھی، مفکر اور ادیب بھی ہیں اور مدبر اور مصلح بھی ہیں، معلم بھی اور اس کے ساتھ ساتھ اس مرد قلندر نے میدان قیادت میں بھی بازی نہیں ہاری۔ بلکہ دیار غیر میں موجود مسلمانوں کو اختلاف کی تمام تلخیاں بھلا کر یکجان ومتحد کرنا اور غیر مسلموں تک رشد وہدایت کی دعوت پہنچانا ان کی زندگی کا بنیادی مشن اور مقصد عظیم بن چکا ہے، لیکن اب وقت کے ساتھ ساتھ اور عمر کی پختگی نے ان کے انداز بیان میں ٹھہراؤ، الفاظ کا ردھم اور تسلسل جیسی خوبیاں پیدا کر دی ہیں، پھر یوں تو ہر کتاب کے پڑھنے سے کچھ نہ کچھ فوائد حاصل ہوجاتے ہیں مگر کچھ کتابیں ایسی ہوتی ہیں جو سراپا ہدایت ہوتی ہیں، جن میں حسن ترتیب، موضوعات کا انتخاب، الفاظ کا چناؤ اور جمود کا جوڑ توڑ اس قدر قابل رشک اور لائق دید ہوتا ہے کہ جب قاری پڑھنا شروع کردے تو ختم کئے بغیر کتاب کو ہاتھ سے چھوڑنا اس کے لئے مشکل ہوجاتا ہے۔

بلاشبہ خطبات زاہد بھی علمی گلستان کا ایک منفرد پھول ہے جو ایک طرف تو عقل سلیم اور قلب راست کو معطر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جب کہ دوسری طرف صحیح معنوں میں اسلام کی بنیادوں کو سمجھنے، دین

CamScanner

اسلام کی وسعتوں، گہرائیوں، بام عروج تک رسائی اور درحقیقت بندہ کو اس کے رب سے ملانے کا بہترین ذریعہ ہے، دراصل بات وہی ہے جو علامہ اقبالؒ نے اپنے شعر میں فرمائی:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے　　　　پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

بات دل سے نکلے تو اپنا اثر دکھا جاتی ہے، خواہ اس کا ذریعہ قلم کی نوک ہو یا زبان دوٹوک۔

اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ''خطبات زاہد'' مولانا اسلم زاہد کے علمی تعمق، مدلل انداز اور اقبال کے اسی شعر کا ایک نمایاں عکس ہے۔

اور سچی بات یہ ہے کہ ''دیدہ بینا ہوں تو پا سکتے ہیں راہ نجات اس سے'' کی مصداق یہ کتاب انتہائی سادہ اسلوب، جامع موضوعات، معنی خیز ریسرچ کو اپنے قلب میں سموئے ہوئے ہر لمحہ، ہر عالم و متعلم مرد و عورت اور خاص و عام کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور الحمدللہ یہی کتاب کی اور مولانا محترم کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت ہے، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت اور مولانا محترم کے لئے آخرت میں نجات کا سبب بنائے۔ آمین

والسلام دعا گو:　　　　حضرت مولانا قاری عطاء محمد صاحب دامت برکاتہم

ایم اے اسلامیات، ایم اے تاریخ اسلام

ایل ایل بی، خطیب ولورہمسٹن برطانیہ

CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب مولانا اسلم زاہد صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے اور بخیریت واپس پہنچ گئے ہوں گے، آپ کی کتاب ''خطبات زاہد'' کے کچھ حصہ کا مطالعہ کیا ماشاء اللہ موضوعات کی تین آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے تائید اور اقوال سلف سے استشہاد، طوالت سے گریز اور مناسب اشعار سے آراستہ خطبات کا یہ مجموعہ خطباء حضرات کے لئے بڑا مفید ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو شرف قبولیت سے نواز کر عام حضرات کی ہدایت کا ذریعہ بنائے، اور آپ کے لئے ذریعہ نجات اور دارین کی سرخروئی کا باعث ہو۔

دعاؤں کا محتاج اور طالب ہوں۔

والسلام جامعہ دارالعلوم اسلامیہ

پلندری کشمیر، برطانیہ۔

خطبات زاہد

قرآن وحدیث پر مبنی خطبات کا یہ مرقع ایک لائق تحسین کاوش ہے جس میں سادگی وسلاست سے دین اسلام کی مبادیات کو پیش کیا گیا ہے، علمی جامعیت اور مبسوط ومربوط اظہار خیال اس کا طرہ امتیاز ہے، نہایت بلیغ اور عام فہم ہونے کے سبب خاص وعام کے لئے ایک نعمت سے کم نہیں، اللہ تعالیٰ مولانا اسلم زاہد صاحب کی صلاحیتوں، عمر اور علم میں اضافہ کرے جس سے دوسرے بھی مستفید ہوتے رہیں اور یوں چراغ سے چراغ جلتا رہے، آمین۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مولوی عبدالرحیم فاضل سہارنپور

(ریٹائرڈ اورنٹیل ٹیچر محکمہ تعلیم آزاد کشمیر)

مولانا اسلم زاہد صاحب کی کتاب ''خطبات زاہد'' نظر سے گزری تو دل فرط انبساط سے جھوم اٹھا کہ کھرل ملد یالاں (باغ آزاد کشمیر) کا ایک سپوت خطیبانہ شان سے شفیلڈ (لندن) میں علوم اسلامیہ کی ضیا پاشیوں میں ہمہ تن مصروف عمل ہے، جامع مسجد باغ میں راقم ہی کی تحریک پر دیا خطبہ سنا تو یوں لگا کہ:

حسن ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے　　　انسان میں وہ سخن ہے غنچے میں وہ چٹک ہے (اقبال)

خدا مولانا کو سعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے:

کیا کرے گا کوئی اسلم زاہد کی توصیف　　　کافی اس کے واسطے ہے ان ہی کی تالیف (مراد)

پروفیسر عبدالحق مراد

(گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج باغ آزاد کشمیر)

CamScanner

مختصر تعارفِ مصنف

حضرت مولانا محمد اسلم زاہد تحصیل باغ، آزاد کشمیر کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''کھرل ملد یالاں'' میں پیدا ہوئے۔

حافظ قرآن بننے کے شوق نے آپ کو مولانا عبداللہؒ کے قائم کردہ مدرسہ تعلیم القرآن باغ پہنچا دیا جہاں استاذ القراء حضرت قاری شجاع الملک صاحب جیسے شفیق استاد کا تلمذ نصیب ہوا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور شفیق استاذ کی شفقتوں سے منزلیں آسان ہوتی گئیں اور صرف تیرہ (13) سال کی عمر میں حافظ قرآن بن گئے ، اور پھر علوم اسلامیہ کی ابتدائی تعلیم ضلع جہلم کی معروف دینی درسگاہ ''جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام'' میں عالم باعمل صوفی کامل حضرت مولانا عبداللطیفؒ کی سرپرستی میں حضرت مولانا غلام یحییٰؒ اور مولانا محمد اسماعیل ہزارویؒ سے حاصل کی۔

اور بعدازاں پاکستان کی مشہور و معروف علمی دانشگاہ ''جامعۃ العلوم الاسلامیہ'' علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں داخل ہوئے ، جہاں مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، حضرت مولانا بدیع الزمانؒ، حضرت مولانا سید مصباح اللہ شاہ شیرازیؒ، حضرت مفتی احمد الرحمنؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ اور مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی (مدیر جامعہ بنوری ٹاؤن) جیسے نادر روزگار اساتذہ کرام سے استفادہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ نے ۱۹۸۲ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن سے سند فراغت حاصل کی، جبکہ ۱۹۷۹ء سے ہی جامع مسجد ملت عثمانیہ نیو کراچی میں منصب خطابت پر فائز ہو چکے تھے، اور تقریباً چھ سال تک اپنے فرائض بحسن وخوبی ادا کرتے رہے، یہاں آپ کے درس وتدریس وعظ وتبلیغ سے بے پناہ لوگوں نے استفادہ کیا، مولانا محمد اسلم زاہد کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا ہے، موصوف نہایت متوکل طمع ولالچ سے کوسوں دور، متقی وپرہیزگار ہونے کے ساتھ ساتھ مایہ ناز خطیب، حق پرست، حق گو، بے باک، بلاخوف لومۃ لائم حق بات کہنے والے مسلک اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کے عظیم ترجمان بھی ہیں۔

ان ہی خوبیوں کی بناء پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم حضرت مولانا احمد الرحمنؒ نے آپ کو مکی مسجد شیفیلڈ (انگلینڈ) کی امامت وخطابت کے لئے منتخب فرمایا۔

مولانا اسلم زاہد ۱۹۸۴ء سے لے کر تا حال یعنی عرصہ اٹھارہ سال سے مکی مسجد شیفیلڈ میں امامت وخطابت کے فرائض بحسن وخوبی سرانجام دے رہے ہیں، مولانا ۱۹۸۴ء سے انگلینڈ میں مسلمانوں کی دینی تعلیم وتربیت قرآن وسنت کی تبلیغ، رسوم باطلہ کی تردید اور مختلف فتنوں کی سرکوبی کے لئے شبانہ روز محنت کر رہے ہیں اور یوں مسلمانوں کی مذہبی رہنمائی کا فریضہ بحسن وخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

علاوہ ازیں ریڈیو شیفیلڈ کی اردو سروس کے ذریعہ گاہ بگاہ مختلف اسلامی موضوعات پر مولانا کی تقریریں نشر ہوتی رہتی ہیں اور خاص کر رمضان المبارک میں مسلمانوں کے مذہبی مسائل سے متعلق سوالات کے براہ راست جوابات بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں دینے کے علاوہ پروگراموں کے ذریعہ بھی حج وعمرہ کے مسائل سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

یونائیٹڈ ماسکس کونسل:۔

اس تنظیم کے تحت شیفیلڈ، رادھرم اور ڈنکاسٹر کی وہ تمام مساجد جو مسلک اہلسنت والجماعت علماء دیوبند سے متعلق ہیں یونائیٹڈ ماسکس کونسل کے پلیٹ فارم پر متحد ومنظم کی گئی ہیں مساجد سے متعلق کسی قسم کا کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو یہ تنظیم فوراً اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے تاکہ مسلمانوں میں کسی قسم کا انتشار نہ ہونے پائے جب سے یہ تنظیم قائم ہوئی ہے مولانا اپنی بے لوث خدمات کے باعث اس کے چیئرمین منتخب ہوئے اور تا حال اسی عہدے پر فائز ہیں۔

جمعیۃ علماء برطانیہ:۔

انگلینڈ کی سب سے بڑی نمائندہ تنظیم ہے اپنے قیام سے لے کر آج تک جمعیۃ انگلینڈ میں بسنے والے مسلمانوں میں اتفاق واتحاد اور مذہبی مسائل کے حل کے لئے مسلسل کوشاں رہتی ہے، مولانا اسلم زاہد گزشتہ سال سے جمعیۃ علماء برطانیہ کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دے رہے ہیں، مولانا محمد اسلم زاہد کو زمانہ طالب علمی سے ہی ایک اچھے خطیب کی حیثیت سے شہرت ملی اور اس خوبی کی وجہ سے ہی آپ کو دوران تعلیم نیو کراچی کی ایک مرکزی جامع مسجد کی انتظامیہ کی طرف سے خطابت کی پیش کش ہوئی جسے مولانا نے اپنے اساتذہ کے مشورہ سے قبول کرلیا۔

CamScanner

آج مولانا اسلم زاہد کو منصب خطابت پر فائز ہوئے تقریبا چوبیس سال ہو رہے ہیں، دوستوں کے اصرار پر (جن میں احقر بھی شامل ہے) مولانا نے اپنی چوبیس سالہ خطابت کے نچوڑ کو ''جواہر الخطبات'' کے نام سے مرتب کیا ہے۔

''جواہر الخطبات'' مولانا کے خطبات کی پہلی جلد ہے خطبات کی ترتیب نہایت عمدہ ہے، سلیس ترین اور عام فہم الفاظ کا چناؤ کر کے مشکل ترین اور مغلق الفاظ سے اجتناب کیا گیا ہے، خطبوں کی زبان آسان، طرز بیان مدلل اور عالمانہ ہے، مضامین عوام وخواص کے لئے بے حد مفید ہیں، امید ہے کہ مدارس عربیہ کے طلباء اور مستقبل کے خطباء اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیں گے اور سامعین کو بھی زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائیں گے، اللہ تعالیٰ مولانا محمد اسلم زاہد کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائیں اور ان کی اس محنت کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائیں (آمین یا الٰہ العالمین)

راقم الحروف: شمس الحق مشتاق

خطیب مدنی مسجد۔ شیفیلڈ (انگلینڈ)

۲۲ ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ/25 جنوری 2003ء۔

CamScanner

تقریظ

طالب علمی کا زمانہ، سیکھنے کا شوق، ابھرنے کی امنگ، کچھ کر دکھانے کا جذبہ، پرنور ماحول، اساتذہ کی سرپرستی، ہم سفر ساتھیوں کی حوصلہ افزائی، پورے ہفتہ کی تعلیمی مصروفیات کے بعد جمعرات کا انتظار۔اس انتظار کی ترجمانی کے لئے ناچیز مذاق کے طور پر طلبہ کے سامنے یہ خودساختہ شعر پڑھا کرتا تھا

کیا ہی مزہ ہوتا کیا ہی بات ہوتی ہردن جمعہ ہوتا ہررات جمعرات ہوتی

جمعہ کی رات اپنے اپنے ذوق کے مطابق مختلف مصروفیات، تقریر و بیان کی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرنے والی مختلف انجمنوں کا انعقاد، طلبہ کا مجمع (جسے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے) مصنوعی اسٹیج، پر جوش تقریریں، یادگار مقابلے، دلچسپ مناظرے، علم افزا اور محبت خیز نوک جھونک، داد تحسین کے ڈونگرے، فلک شگاف نعرے، انعامات کی تقسیم، احباب کی مبارک بادیاں......آہ ایک معصوم زمانہ تھا جو لد گیا۔ اور کیسی مسحور کن یادیں تھے جو وقت کے غبار تلے دب گئیں، برادر گرامی مولانا محمد اسلم زاہد صاحب زید مجدہٗ کی کتاب ہاتھ میں لیتے ہی یہ ساری یادیں تازہ ہوگئیں اور سارے مناظر آنکھوں کے سامنے گھوم گئے، مولانا کے انداز بیان اور اسلوب خطابت کا زمانہ طالب علمی ہی میں شہرہ تھا، ان کی خطابت کبھی نہیں وہبی ہے، دوران تقریر وہ سراپا خطابت بن جایا کرتے تھے، ان کی صرف زبان ہی نہیں، چہرہ، آنکھیں ہاتھ بلکہ پورا جسم بولتا تھا، منحنی سا جسم خود بھی حرکت کرتا اور پورے مجمع کو بھی متحرک کر دیتا، وہ علم وعمل اور درس خطابت کی فضاؤں میں لمبی اڑانیں بھرتے رہے یہاں تک کہ ایک دن جذبہ جنون انہیں دیارِ غیر میں لے گیا، وہاں بھی وہ مسلسل مصروف عمل رہے، خطیبانہ اور عالمانہ صلاحیتوں کو انہوں نے زنگ نہیں لگنے دیا، کفر وشرک کے تاریک ماحول میں مسلسل اذانیں دیتے رہے، منبر ومحراب کو ان کے وجود سے رونق ملی اور سننے والوں کے ایمان تازہ ہوئے، ان کی تقریروں کا صحیح لطف تو خود انہی کی زبان سے سننے میں آتا ہے، لیکن جو براہ راست سماعت سے محروم ہیں، ان کے لئے کتابی شکل میں ان کا مطالعہ بھی فائدہ سے خالی نہیں، اس کتاب میں انہوں نے مستند کتابوں کی مدد سے ایسا مواد جمع کر دیا ہے جس سے عوام وخواص سب ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، ان شاء اللہ خطبات کا یہ مجموعہ ان کے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہوگا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید در مزید خدمات دینیہ کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔

محتاج دعا: محمد اسلم شیخوپوری

۱۴۲۴۔۱۔۱۳

CamScanner

انتساب

مادرِ علمی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور وہاں کے مشفق، محسن، مایہ ناز زندہ اور مرحوم اساتذہ کرام کے نام جن کی محبت، شفقت اور توجہ سے مجھ جیسے نااہل بھی کام کے اہل بن گئے اور جن کی نظر کیمیا اثر نے ہزاروں کی زندگیاں بدل ڈالیں۔

محمد اسلم زاہد

CamScanner

حرف آغاز

نگاہ مرد مؤمن

تقاریر وعظ ونصیحت دین حق کے پیغام کو انسانوں تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے، دعوت الی اللہ ایسا محبوب و پسندیدہ عمل ہے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا اصل داعی انبیاء علیہم السلام ہی تھے پھران کے اصحاب باصفا، جنہوں نے براہ راست انبیاء علیہم السلام سے علم وتزکیہ حاصل کیا پھراس کو بعد میں آنے والوں تک پوری دیانتداری ،صداقت وامانت کے ساتھ پہنچایا، اور یہ سلسلہ اس طرح قیامت تک چلتا رہے گا، جب تک حق اور اہل حق خدا کی روئے زمین پر موجود ہیں اللہ تعالیٰ کائنات کے اس نظام کو باقی رکھیں گے اور قیامت نہیں آئے گی، جب خدا کے محبوب بندے دنیا میں نہیں رہیں گے تو کائنات کا یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

بندہ ناچیز محمد اسلم زاہد نے تقاریر کے موضوع پر کتاب لکھنے کے لئے قلم اٹھایا، یہ میرے بزرگوں مربیوں کی نگاہ کا اثر تھا کہ جب بھی اپنے اساتذہ کی موجودگی میں کسی بھی موضوع پر تقریر کی جب کہ میرے علاوہ اور بھی طلباء تقاریر میں حصہ لیا کرتے تھے لیکن اکابر نے میرے انداز بیان کو پسند فرمایا اگر کسی موضوع پر تقریری مقابلہ میں حصہ لیا تو ہمیشہ پہلی یا دوسری پوزیشن حاصل کی جن میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی کے دو تقریری مقابلے میری بچپن کی یاد کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھتے ہیں جبکہ میں درجہ ثالثہ اور رابعہ کا طالب تھا، پہلے مقابلہ کا موضوع تھا پردہ کی اہمیت و برکات جس میں جامعہ کے قابل ترین طلباء کرام نے حصہ لیا عمر اور درجہ کی کوئی قید نہیں تھی جبکہ میں اس وقت درجہ ثالثہ میں تھا اور اس مقابلہ میں سادسہ اور سابعہ کے طلباء نے بھی حصہ لیا نتیجہ کا اعلان کرتے ہوئے میرے محسن ومربی، سیدی وسندی حضرت علامہ مولانا رضاء الحق صاحب نے فرمایا کہ اسلم کشمیری نے آج ایسی تقریر کی کہ پردہ کے موضوع کا حق ادا کر دیا اس لئے اس مقابلہ میں اسے پہلی پوزیشن دی جاتی ہے یہ بات میرے ایک چھوٹے درجہ کے طالب کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا جبکہ دوسرا مقابلہ سیرت طیبہ کے موضوع پر ہوا، اس وقت میں درجہ رابعہ میں تھا اس میں مجھے دوسری پوزیشن ملی ان دونوں

CS CamScanner

مقابلوں میں میرے ساتھ پہلے مقابلہ میں دوسری اور دوسرے مقابلے میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے میرے ہم نام حضرت اقدس مولانا محمد اسلم شیخو پوری تھے جو مجھ سے تین درجہ آگے ہونے کے باوجود میرے بہت ہی شفیق ومہربان دوست تھے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائیں میرے لئے میرے رفقاء کے لئے جنھوں نے اس کی اشاعت میں میرے ساتھ تعاون فرمایا باعث نجات وصدقہ جاریہ بنائے، میرے اساتذہ کو خداوند کریم اجر عظیم عطا فرمائے تمام قارئین کے لئے انتہائی نافع بنائیں۔(آمین ثم آمین)

اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی الہ وسلم کما تحب وترضی۔

معاونین ورفقاء

دنیا کو اللہ تعالیٰ نے دار الاسباب بنایا ہے اس دار الاسباب میں دین حق کی نشر واشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی سب سے برگزیدہ ہستیاں انبیاء علیہم السلام کو رب کائنات نے مبعوث فرمایا جو اپنے کمالات، قابلیت، استعداد اور معجزات میں یکتا اور بے مثال ہوتے ہیں ہر وقت تائید ربانی ان کو حاصل رہتی ہے اس کے باوجود اس عالم دار الاسباب میں انہیں اصحاب وحوارین بھی عطا کئے جو انبیاء علیہم السلام کے اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اللہ کے راستہ میں جان مال ہر وقت تیار رکھتے تھے اللہ کے راستہ میں جان، مال اور وقت خرچ کرنا سعادت منداور نیک دلوں کی نشانی ہے جو ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتے ہیں جب بھی انہیں نیکی کی ترغیب دی جائے تو فوراً لبیک کہتے ہیں یہ دنیا میں جنت کے تاجر ہیں جو زندگی کی حقیقت کو پہچانتے ہیں اصل کامیابی ان کی زندگی کا مقصد بن جاتی ہے ، وہ ہر عمل باری تعالیٰ اور آخرت کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں، مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نیک کاموں میں ایسے معاونین اور رفقاء کا تعاون حاصل رہا ہے جو نیک کاموں میں سبقت حاصل کرنے والوں میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے سچی محبت رکھنے والے اور آخرت کے طلبگار رہیں، ان میں سے خاص طور پر اس کتاب کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں جنھوں نے تعاون کیا ان میں جناب ڈاکٹر ضیاء الرحمن بھی ہیں، جو ایسے مرد مؤمن ہیں کہ ہمیشہ نیکیوں کی تلاش میں رہتے ہیں، کسی بھی نیک کام کی جب انہیں دعوت دی گئی، کبھی بھی ان کی زبان سے انکار کا لفظ نہیں سنا بلکہ ہر وقت ہماری توقع

CS CamScanner

سے بڑھ کر تعاون کیا، اسی طرح جناب حاجی حبیب اور ان کے بھائی افتخار لون نے بھی اس کتاب کی نشر و اشاعت میں جو تعاون کیا وہ ناقابل فراموش ہے، راہ حق میں مال خرچ کرنا ان کی فطرت وطبیعت میں شامل ہے، اور یہ کیوں نہ ہوتا کہ ان کے والد محترم حاجی لعل دینؒ، حضرت شیخ مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تربیت یافتہ مریدوں میں سے تھے، محترم جناب ملک لعل نے بھرپور تعاون فرمایا ہے جو نیک کاموں میں ہمیشہ سبقت حاصل کرتے ہیں، ہر کارِ خیر میں ان کا نام سرفہرست ہوتا ہے۔

ایک محترمہ نے بھی اپنے مرحوم شوہر کے ایصال ثواب کے لئے تعاون فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان کے صدقہ جاریہ کو قبول فرما کر ان کے شوہر کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ پروردگار مجھے اور میرے معاونین ورفقاء کو اپنا قرب اور دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں عطا فرمائیں۔ (آمین)

ہمارے معاونین میں ایک بے حد قابل احترام شخصیت جناب ڈاکٹر سلیم صاحب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجے کا تقویٰ عطا فرمایا ہے، ان کے اخلاق معاملات اور تعاون علی البر والتقویٰ قابل رشک ہیں کئی سالوں سے ڈاکٹر صاحب سے میرا تعلق اور اسلامی اخوت کا رشتہ قائم ہے جو ہمیشہ میں نے اعلیٰ معیار پر پایا ہے جب بھی ہماری ملاقات ہوئی میں نے ان سے اچھی بات سنی، اچھا کام کرتے ہوئے پایا ان ڈاکٹر صاحب کی جاری اور ساری نیکیوں میں ایک عظیم نیکی جواہر الخطب و العلوم کی نشر و اشاعت میں ان کا بھرپور تعاون ہے جو ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے تعاون کو قبولیت کا اعلیٰ درجہ عطا فرمائیں مجھے اور میرے رفقاء کو اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائیں۔ آمین۔

محترم جناب ڈاکٹر طارق میاں صاحب ایک انتہائی نیک دل اور شریف شخصیت ہیں ایک درس قرآن کریم کی مجلس میں میں نے ڈاکٹر صاحب سے اس کتاب کے بارے میں ذکر کیا پھر اس کے بعد آپ سے جب بھی میری ملاقات ہوتی آپ کتاب کے بارے میں ضرور دریافت فرماتے پھر جس خلوص سے انہوں نے تعاون فرمایا مجھے یوں محسوس ہوا کہ سعادت اور شرافت ان کا خصوصی امتیاز ہے، اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہاں میں کامیاب فرمائیں۔ آمین۔

CamScanner

حمد باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الطَّاہِرِيْنَ ۔اَمَّابَعْد فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ O بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ O اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ O اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ O غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ O صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ O

(ترجمہ): تمام تعریفیں اس ذات باری کو لائق ہیں جو سارے جہانوں کا مربی ہے، بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا، روز جزا کا مالک ہے، اے اللہ! ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد کے طلب گار ہیں، بتلا دیجئے ہمیں سیدھا راستہ، ان لوگوں کا راستہ جو تیرے انعام یافتہ ہیں، نہ بتلایئے گا ہمیں ان کا راستہ جو تیرے غضب کا نشانہ بنے اور نہ ہی ان کا راستہ جو تیری راہ ہدایت سے خود گمراہ ہو گئے۔

فضائل سورہ فاتحہ

مکرم سامعین! میں نے آپ کے سامنے سورہ فاتحہ مع ترجمہ تلاوت کی ہے اس کی پہلی تین آیات میں اللہ کی ربوبیت، رحمت اور مالکیت کا ذکر ہے، چوتھی آیت میں عبد و معبود کے مابین ربط کا تعلق ہے، پانچویں آیت میں عبد معبود کے دربار میں، ساجد مسجود کے دربار میں، محتاج غنی کے دربار میں، سائل معطی کے دربار میں، مملوک مالک کے دربار میں دست بستہ ہو کر اپنی معروضات پیش کرتا ہے کہ: اے مالک ومختار میں صراط مستقیم کا سائل ہوں جو تیرے مقرب ومنعم لوگوں کا راستہ ہے اور جن پر تیرا غضب نازل ہوا ان کے اور گمراہوں کے راستہ سے پناہ چاہتا ہوں، اس سے قبل کہ میں آپ کے سامنے اس اجمال کی تفصیل بیان کروں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کو سورۃ فاتحہ کے فضائل اور اسماء سے آگاہ کروں۔

امام الانبیاء علیہ السلام کا ارشاد ہے:

ما انزل اللہ فی التوراۃ ولا فی الانجیل مثل ام القرآن وھی السبع المثانی وھی مقسومۃ بینی وبین عبدی نصفین۔

ام القرآن جیسی کوئی سورۃ نہ تو رب ذوالجلال نے تورات میں اتاری اور نہ انجیل میں اور یہی وہ سات مقرر آیات ہیں جو میرے اور میرے بندہ کے درمیان تقسیم ہیں، آدھی میرے لئے ہیں یعنی ان میں میری حمد و ثناء اور میرے ساتھ بندہ کا حلف وفاداری ہے، اور آدھی میرے بندہ کے لئے ہیں یعنی ان میں بندہ میرے سامنے اپنی درخواست پیش کرتا ہے، نیک لوگوں کے راستہ کی ہدایت کا مجھ سے سوال کرتا ہے اور برے لوگوں کے راستہ سے پناہ کا طلب گار رہتا ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عندہ جبرئیل اذ سمع نقیضا فوقہ فرفع جبریل بصرہ الی السماء فقال ھذا باب قد فتح من السماء ما فتح قط قال فنزل منہ ملک فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابشر بنورین قد اوتیتھما لم یؤ تھما نبی قبلک فاتحۃ الکتاب و خواتیم سورۃ البقرۃ لم تقرا حرفا منھا الا الخ

(ترجمہ): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الرسل علیہ السلام ہمارے مابین جلوہ افروز تھے اور آپ کے پاس جبرئیل امین علیہ السلام بھی تشریف لائے ہوئے تھے اچانک اوپر سے کسی چیز کے ٹوٹنے کی سی آواز سننے میں آئی تو جبرئیل آسمان کی طرف نظر فرماتے ہوئے یوں گویا ہوئے: یہ آسمان کا دروازہ کھلا ہے جو کبھی نہیں کھولا گیا پھر اس سے ایک فرشتہ نازل ہو کر دربار نبوی علیہ السلام میں حاضر ہوا پھر فرمایا بشارت ہو آپ کو دو نوروں کی جو اس سے قبل کسی نبی کو نہیں عطا کئے گئے۔ کتاب اللہ کی پہلی سورۃ اور سورۃ البقرہ کا آخر، آپ ان میں سے جو بھی حروف پڑھیں گے اسے بارگاہ ایزدی سے یقینا شرف اجابت حاصل ہوگا، مزید ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

قال اللہ عز و جل قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین و لعبدی ما سئل فاذا قال العبد الحمد للہ رب العالمین قال اللہ حمدنی عبدی و اذ قال الرحمن الرحیم قال اللہ اثنی علی عبدی فاذا قال مالک یوم الدین قال اللہ مجدنی عبدی فاذا قال ایاک نعبد و ایاک نستعین قال ھذا بینی و بین عبدی و لعبدی ماسئل فاذا قال اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال ھذا لعبدی و لعبدی ماسئل۔

CamScanner

ترجمہ: یعنی اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ میں نے نماز کے جزء اہم یعنی فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان نصف ونصف تقسیم کر دیا ہے کہ جن اشیاء کا میرے بندہ نے مجھ سے سوال کیا وہ اسے عطا کی جائیں گی، جب بندہ کہتا ہے الحمدللہ رب العالمین سب تعریفوں کے لائق وہی ذات ہے جو سارے جہانوں کی پرورش کرنے والی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حمدني عبدي میرے بندہ نے میری حمد بیان کی۔ اور جب بندہ کہتا ہے الرحمن الرحیم وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اثني علي عبدي میرے بندہ نے میری ثناء پاکیزگی بیان کی، جب بندہ کہتا ہے وہ مالک ہے یوم جزا کا، تو ارشاد وراد ہوتا ہے، میرے بندہ نے میری تمجید و بزرگی بیان کی، جب بندہ کہتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ سے ہی استعانت و مدد کے طلب گار ہیں تو بارگاہ عزوجل سے ندا آتی ہے هذا بيني و بين عبدي و لعبدي ما سئل یہ وہ معاہدہ ہے جو میرے اور میرے بندہ کے درمیان طے شدہ ہے اور اس معاہدہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے میرا بندہ جو مانگے میں اسے عطا کروں گا اور جب بندہ کہتا ہے اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين اے میرے مالک مجھے سیدھے راستہ پر چلایئے گا ان بندوں کے راستہ پر جنھوں نے تیرے دربار سے انعام حاصل کیا، نہ چلایئے گا ان کے راستہ پر جن پر تو غضب ناک ہوا اور جو گمراہی میں مبتلا ہو گئے تو ارشاد خداوندی ہوتا ہے، هذا لعبدي ولعبدي ما سئل یہ مطلوبہ تمام چیزیں میرے بندہ کو ملیں گی اور اس کے سوال پورے کئے جائیں گے۔

اسماء سورۃ فاتحہ

اس سورۃ کے مشہور نام فاتحہ، ام القرآن، اور شافی ہیں، فاتحہ کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کا افتتاح کرنا اس سورۃ سے قرآن کریم کا آغاز ہوتا ہے اور پڑھنے والے پر رحمت خداوندی کے دروازے کھل جاتے ہیں، ام القرآن یہ اس لئے کہلاتی ہے کہ یہ پورے قرآن کا مختصر خلاصہ ہے، جو مضامین پورے قرآن کریم میں تفصیلاً وتشریحاً مذکور ہیں ان سب کا اجمال سورۃ فاتحہ ہے، شافی اس لئے ہے کہ اس میں خداوند کریم نے ظاہری و باطنی امراض کی شفا رکھی ہے۔

CamScanner

پہلی آیت کی تشریح

تشریح وتفصیل: الحمدللہ رب العالمین سب کی سب تعریفیں اسی ذات کولائق ہیں جو تمام جہانوں کی پالنہار ہے حقیقی تعریف کا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں، ہر تعریف بالآخر اسی کی طرف لوٹ جاتی ہے صرف دیکھنے کے لئے نور بصیرت کی ضرورت ہے، غور کے لئے عقل کامل درکار ہے، تفکر کے لئے قلب منیب کی حاجت ہے، پھر انسان اس نکتہ کو سمجھ سکتا ہے اس لئے کہ ساری چیزیں بلاواسطہ یا بالواسطہ اسی ذات واحد کی بنائی ہوئی ہیں، اور یہ بات ہر ذی شعور جانتا ہے کہ صنعت کی تعریف درحقیقت صانع کی تعریف ہوتی ہے، اگر کوئی انسان کوئی خوبصورت چیز بنائے تو بچہ صرف اس چیز کی تعریف کرے گا عقلِ کامل کا مالک بنانے والے کی شخصیت کو ہرگز فراموش نہیں کرے گا اگر مزید سوچے تو اس کی عقل کو داد دے گا کیونکہ بچہ سمجھا صرف چیز کا کمال، عقلمند سمجھا بنانے والے انسان کا کمال، غور وفکر کرنے والے نے کہا کہ یہ اس کی عقل کا کرشمہ ہے ورنہ اس جیسے اور بھی انسان ہیں لیکن وہ اس کمال کا مظاہرہ نہیں کر سکتے لیکن صاحب بصیرت کہتا ہے، نور ایمان کا مالک کہتا ہے، ہدایت یافتہ انسان کہتا ہے، کہ یہ سب راستہ میں بھٹک رہے ہیں ابھی منزل پر کوئی نہیں پہنچا، چیز کا کمال نہیں اس لئے کہ وہ خود نہیں بنی، اس انسان اور اس کی عقل کا بھی کوئی کمال نہیں اس لئے کہ نہ اس کا وجود ذاتی ہے اور نہ ہی اس کی عقل ذاتی ہے، اس کا وجود بھی عطائی ہے عقل وبصیرت بھی عطائی، حقیقت میں کمال اس ذات کا ہے اور حمد وستائش کے لائق بھی وہی ذات ہے جس نے انسان کو وجود بخشا اور عقل عنایت فرمائی اس لئے کہا جاتا ہے:

حمد را با تو است نسبت درست بہر در کہ رفت بر در تست

اے خالق! حمد کی نسبت تیرے ہی شایان شان ہے حمد جس در پر بھی جائے بالآخر وہ آکر تیرے ہی در کی زینت بنتی ہے معلوم ہوا کہ ہر حمد کا لائق حقیقتاً وہی رب العالمین ہے۔

پرورش کا انداز

رب اس کو کہتے ہیں کہ جو ہمہ وقت پرورش کرتا ہے ہر جگہ ہر حالت میں ہر ساعت اپنی جملہ مخلوقات کی جملہ ضروریات کی کفایت کرتا ہے، وہ سمیع ہے ہر ایک کی پکار ہر جگہ ہر وقت سنتا ہے وہ جس

CamScanner

زبان میں پکارے، وہ بصیر ہے ہمہ وقت ساری کائنات اس کی نگاہ کے سامنے ہے، وہ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ہے اسے کبھی نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ آتی ہے، اور اس کا درِ عطا سائل کے لئے درِ نصرت مظلوم و حاجت مند کے لئے اور درِ مغفرت گناہ گار کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے، وہی ہر مخلوق کی تمام ضروریات کو ہر وقت پورا کرتا ہے، انسان ہی کو دیکھ لیجئے بطنِ مادر میں کتنے مراحل طے کرتا ہے وہاں اس کی حفاظت کون کرتا ہے پھر ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلے میں اس کو کون داخل کرتا ہے وہاں اس کے اندر روح کون ڈالتا ہے پھر زندہ اس دنیا میں اسے کون لاتا ہے۔ حضرت سعدی نے کیا خوب فرمایا:

داد نطفہ را صورت چو پری   کہ کرد است بر آب نقشہ گری

انسان کی پرورش بطنِ مادر میں

وہی ذات ہے جو قطرے سے پری جیسی حسین صورت پیدا کرتا ہے اس کے سوا کون ہے جسے پانی پر نقش و نگار کرنے کی قوت حاصل ہے۔

اس کے تغیرات کو رب کریم نے یوں بیان فرمایا ہے۔

اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ۔ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا (الحج5)۔

’’ہم نے تم کو مٹی سے بنایا یعنی تمہارا آغاز مٹی سے ہوا، انسانِ اول ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی، پھر ہم نے قطرہ سے تمہاری تخلیق کی، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی اور بدون نقشہ بنی ہوئی، یہ تمام تغیرات اس لئے کئے تا کہ اپنی قدرت کی نشانیاں تمہارے سامنے کھول کر بیان کریں، اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم رحم مادر میں جتنا چاہیں ایک معین مدت تک (یعنی کم از کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو برس میں سے ہم اپنی مرضی اور حکمت کے مطابق جس کے لئے جتنا چاہیں رحم مادر کو اس کا مسکن بنا رکھتے ہیں) پھر تمہیں پیدا کرتے ہیں ہم ایسی حالت میں کہ تم بچے ہوتے ہو، تم پہنچتے ہو قوت شباب کو، اور کچھ تو تم میں سے انتقال کر جاتے ہیں اور بعض کو لوٹایا جاتا ہے ایسی عمر کی طرف جس میں انہیں کمزوری وضعف کا سامان کرنا پڑتا ہے حتی کہ وہ ایسے ہو جاتے

CamScanner

ہیں کہ بہت کچھ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں جانتے (یعنی ضعف و پیری کا اثر جسم کے تمام اجزاء پر ہوجاتا ہے حتی کہ دل ودماغ بھی اس کی تاثیر سے بالاتر نہیں رہ سکتے اور بہت سی اشیاء جو انسان کو یاد ہوتی ہیں بھول جاتا ہے۔

غور فرمائیں! یہ ہیں رب العالمین کی قدرت کاملہ کے کارنامے یہ انسان جو افضل المخلوقات ہے جسے اپنی قوت پر اپنی حسن تدبیر پر اور تحقیقات پر بڑا ناز ہے لیکن حسرت ہے اس ناداں کے لئے جس نے تغیرات کو پہچانا اور مغیر سے غافل رہا، صنعتوں کی معرفت حاصل کی صانع کو بھول بیٹھا۔

فرمان خداوندی ہے: **و فی انفسکم افلا تبصرون** (الذاریات ۲۱)

تمہارے نفوس میں تمہاری ذات میں، تمہارے اجسام میں، میری آیات ہیں میری قدرت کی نشانیاں ہیں میری ربوبیت کے کرشمے ہیں، میری معرفت کے دلائل ہیں، کیا تم غور نہیں کرتے یعنی اگر تم اپنی تخلیق پر غور وفکر کرو اپنی زندگی کے بدلتے ہوئے حالات پر نظر ڈالو تو یقیناً تمہیں میری معرفت حاصل ہوسکتی ہے۔

اس لئے اہل اللہ کا فرمان ہے **من عرف نفسہ عرف ربہ** جس نے اپنے نفس کی حقیت کو پہچانا وہ اپنے خالق و مالک کو پہچان لیتا ہے۔

مزید ارشاد خداوندی ہے:

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ م بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ O

اللہ نے تمہیں بطن مادر سے اس حالت میں پیدا فرمایا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے پھر عطا کئے تمہیں کان، آنکھیں اور دل تاکہ تم شکر گزار بنو۔

انسان کی پرورش بچپن میں

انسان جب دنیا میں قدم رکھتا ہے تو بے حد کمزور اور ناتوان ہوتا ہے اس کے کان قوتِ سماعت سے آنکھیں قوتِ بصیرت سے اور دل قوتِ تفکر سے خالی ہوتا ہے وہ نہ تو اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے چل پھر سکتا ہے نہ اپنے ہاتھوں سے کھا پی سکتا ہے نہ اپنی آرزؤں اور تمناؤں کو ظاہر کرسکتا ہے اور

CamScanner

نہ اپنی حاجات کو بیان کر سکتا ہے، اس وقت وہ رب العالمین ہی ہے جو بے حد ضعیف و کمزور انسان کی پرورش کرتا ہے، اس کو بچپن میں پیار و محبت کا گہوارا بنا دیتا ہے، ماں کے دل میں اس کی اس قدر محبت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے لخت جگر کو بے آرام اور تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی، بچے کی ذرا سی تکلیف ماں کے چین وسکون کا خاتمہ کر دیتی ہے اور باپ کو اپنا نور چشم اس قدر محبوب ہوتا ہے کہ اس کے خورد و نوش اور اس کی تعلیم و تربیت کے لئے یہ شب و روز محنت کرتا ہے اپنے خون پسینے کی کمائی سے جب اپنے بچوں کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اس کی مسرت کی کوئی انتہاء نہیں رہتی، پھر حالت طفولیت میں اس سے کسی کو بھی عداوت نہیں ہوتی چاہے اس کے آباؤ اجداد اور سارے خاندان سے کسی کو عداوت ہو تو وہ بھی اس کو اپنا عدو اور مدمقابل نہیں سمجھتا بلکہ اس کی معصومیت کے پیش نظر وہ اسے نظر شفقت سے ہی دیکھے گا پھر جب یہ انسان بڑا ہو جاتا ہے اس کے اجزاء قوی ہو جاتے ہیں اس کی قوت و فہم و عقل اپنی انتہاء کو پہنچ جاتی ہے تو یہ اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگتا ہے اس پر غفلت کے پردے طاری ہونے لگتے ہیں جن سے نجات کا واحد راستہ رب العالمین کی بندگی ہے، کبھی نماز کی صورت میں دست بستہ کھڑا ہو کر اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرتا ہے، پھر اٹھتے بیٹھتے اسی کے اکبر ہونے کا اپنے دل و زبان سے اعتراف کرتا ہے، کبھی رکوع میں اس کی عظمت کے ترانے پڑھتا ہے اور کبھی سجدے میں اسکی علویت و برتری کا ورد کرتا ہے جس سے نمازی کے دل و دماغ پر اللہ کی بڑائی اور اس کی حاکمیت کی مہر ثبت ہو جاتی ہے اور غفلت کے اس پردہ سے یہ نجات حاصل کر لیتا ہے جو اپنی بڑائی کی صورت میں اس پر مسلط ہوا تھا، کبھی روزہ کی صورت میں فرمانبردار انسان اپنی بندگی کا مظاہرہ کرتا ہے کہ رب العالمین کی خوشنودی کے لئے اپنے نفس اور شیطان کے خلاف علی الاعلان جنگ کرتا ہے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک بھوک و پیاس کی شدت کے باوجود بندہ مؤمن رضاء مولی کے حصول کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہشات کی تکمیل سے باز رہتا ہے تو ایک اور غفلت کے پردہ سے اسے نجات مل جاتی ہے جو نفس پرستی اور خواہشات کی صورت میں اس پر مسلط ہوتا ہے، اور جب مطیع انسان فریضہ زکوۃ ادا کرتا ہے تو بخل اور حبِ مال سے اسے نجات ملتی ہے اور یہ دونوں غفلت کے پردے زائل ہو جاتے ہیں، جب کہ حج کی ادائیگی سے اسے یہ سبق ملتا ہے کہ جو کچھ میں نے جمع کیا یا جمع کر رہا ہوں یہ سب کچھ عارضی ہے، جب میں اس دنیا سے

CamScanner

رحلت کروں گا تو سوائے دو یا تین چادروں کے کچھ بھی میرے ساتھ نہیں جائے گا۔

اس لئے شاعر نے کہا ہے:

سکندر جب گیا اس دنیا سے تو دونوں ہاتھ خالی تھے مہیا گو کہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

انسان جب بغاوت پر اتر آتا ہے

یہی وہ عبادات ہیں جن سے غفلتیں دور ہوتی ہیں معرفتوں کے راز کھلتے ہیں زندگی کا مقصد پورا ہوتا ہے انسان اطمینان وسکون کا سانس لیتا ہے اور اگر انسان صراط مستقیم کو اختیار نہیں کرتا رب العالمین کی بندگی سے دور رہتا ہے تو دن بدن معرفت حق سے دور ہوتا رہتا ہے، غفلتیں اس پر محیط ہوتی رہتی ہیں حتی کہ اس کے نفس پر ہوس وحرص کا قبضہ ہو جاتا ہے اور دل پر سیاہی کی مہر ثبت ہو جاتی ہے پھر وہ بغاوت وسرکشی کی اس انتہاء پر پہنچ جاتا ہے کہ اپنے مربی ومحسن حقیقی پر اعتراضات کرنے لگتا ہے وہ اپنی ماضی کی ساری کمزوریوں کو بھول جاتا ہے اور رب کریم کے سارے احسانات اور نعمتوں سے اپنے آپ کو مستغنی سمجھے لگتا ہے، اس ناشکرے انسان کے ذات حق پر اعتراض کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ۔وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ O (یسین 77،78)

کیا انسان فکر وتدبر سے کام نہیں لیتا کہ بلا ریب وتردد ہم نے اس کو ایک قطرہ سے پیدا کیا پھر اچانک وہی انسان کھلے عام حق کے خلاف میدان کارزار میں آ گیا، وہ بے بصیرت انسان ہمارے لئے مثال بیان کرتا ہے اور اس نے اپنی پیدائش کو فراموش کر دیا یعنی ذات باری تعالیٰ کو مخلوق کی طرح عاجز سمجھنے لگا اور لیس کمثله کی مثالیں مخلوق کے ساتھ دینے لگا اس کی نادانی وغفلت کی انتہاء نہ رہی کہ اپنی اصلیت کو بھی بھول بیٹھا اتنا نہیں سوچتا کہ میں ابتداء میں کیا تھا اور مجھے ترقی دے کر اس منزل پر لانے والا کون ہے کہتا ہے ''بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا''

ارشاد خداوندی ہوا:

قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ O (یسین 79)

اے پیغمبر بتلا دیجئے کہ ان ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں معرض وجود میں

CamScanner

لا یا اور وہ رب العالمین پیدا کرنے کے سارے طریقوں کو خوب جانتا ہے یعنی یہ اس کا کام ہے اور اس کی قدرت کے کرشموں کا احاطہ کرنے کی پاور انسانی عقل کے پرزے میں نہیں ہے بس اس کا کام یہ ہے کہ یہ خدا کا وفادار بندہ اور دل وزبان سے اس کی یوں حمد وثناء کرے۔

حمد باری تعالیٰ اشعار میں.

اشعار میں سورۃ فاتحہ کا خلاصہ

ساری تعریفوں کے لائق ہے وہ رب العالمین — کہ جس کی رحمت کے سمندر کا کنارہ ہی نہیں
ہم سدا کرتے ہیں تیری عبادت اے خدا — اور تجھ ہی کو سمجھتے ہیں مددگار و معین
اپنے ان بندوں کا سیدھا راستہ ہم کو دکھا — جن پر خوش تھا تو اور تیری رحمتیں ہوتی رہیں
دور رکھ ان سے جو ہیں قہر وغضب میں مبتلا — اور جن کو بھٹکاتا ہے شیطان لعین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عبداور معبود کے مابین حلف وفاداری

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم، اياك نعبد و اياك نستعين۔

(ترجمہ): ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد کے طلب گار ہیں۔

عبداور معبود کے مابین تعلق

مکرم ومحترم سامعین! آج سورۃ فاتحہ کی وہ آیت مع ترجمہ آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے جس میں عبد ومعبود کے مابین حلف وفاداری ہے، اس سے قبل تین آیات میں بندہ اللہ کی ربوبیت اس کی رحمت اوراس کی مالکیت کا اقرار کرنے کے بعد اپنے رب اپنے مہربان اور اپنے مالک کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وفاداری کا اعلان کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے معبود میری ساری عبادتیں تیری ہی ذات کے لئے مخصوص ہیں اور میرا کارساز اور مددگار بھی تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے، جب بندہ اپنی وفاداری کا اقرار کرتا ہے اس کی نگاہ ہر طرف سے مڑکر ایک ہی کی نذر ہو جاتی ہے، تو بارگاہ ایزدی سے بھی یہ اعلان ہوتا ہے: **هذا ما بيني و بين عبدي** یہ وہ عہد ہے، یہ وہ معاہدہ اور حلف وفاداری ہے جو میرے اور میرے بندہ کے مابین طے شدہ ہے۔

معراج کی شب سیدالرسل نے بارگاہ خداوندی میں کیا پیش کیا

جس کا اظہار وضاحت کے ساتھ شرح وبیان کے ساتھ سیدالرسل علیہ السلام نے معراج کی رات اس انداز سے فرمایا۔ جب آپ قرب الٰہی میں تشریف لے گئے، ندا آئی، بارگاہ رب کریم سے آواز بلند ہوئی: '**بما جئت يا حبيبي**" اے میرے حبیب ومحبوب میرے لئے کیا لائے ہو، یہ سوال بڑا عجیب تھا یہ وہ سوال تھا جو آج تک کسی نبی و رسول سے نہیں کیا گیا تھا ساری دنیا تو اللہ تعالٰی کی ذات کو اس طرح پہچانتی ہے کہ وہ دینے والا ہے اس کے در سے سب کی حاجات پوری ہوتی ہیں لیکن یہ مقام اس لئے حیرت انگیز تھا کہ اللہ تعالٰی اپنے سب سے پیارے رسول سے کچھ نذرانہ مانگ رہے ہیں، قربان جائیں حبیب کبریا کے جواب پر آپ نے وہ نذرانہ پیش کیا جو آپ کے شایان شان تھا۔

CamScanner

فرمایا: "التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات" اے میرے مالک میری قولی عبادتیں، میری بدنی عبادتیں اور میری مالی عبادتیں سب کی سب تیری ہی ذات کے لئے مخصوص ہیں یا اللہ بڑائی تیرے پاس عظمتیں تیرے پاس، کبریائی اور ساری نعمتوں کے خزانے تیرے پاس ہیں تیرے دربار میں عجز و نیاز مندی لے کر آیا ہوں۔

یاالٰہی تیری رحمت کا در فیض باز ہے
بندہ کو یہ ناز ہے کہ تو بندہ نواز ہے
بیچارگی کے وقت تو ہی چارہ ساز ہے
بندہ نیاز مند ہے اور تو بے نیاز ہے

حضور علیہ السلام نے مختصر اور جامع الفاظ میں دربار خداوندی میں اپنی بندگی کا نذرانہ پیش کیا جس پر اگر غور کیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ سمندر کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ التحیات میں ساری قولی عبادتیں داخل ہیں جنہیں آپ انفرادی طور پر ذکر وتسبیح، درود وظائف ندا و پکار سے تعبیر کر سکتے ہیں، والصلوٰۃ کا لفظ تمام بدنی عبادتوں کے نام سے یاد کرتے ہیں، اور والطیبات کا لفظ تمام مالی عبادتوں کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہے، جن میں زکوٰۃ وصدقہ نذر و نیاز عطاء و بخشش سب شامل ہیں، تاجدار رسل ہادی سبل علیہ السلام نے اپنے معبود کے دربار میں یوں نذرانہ پیش کیا کہ اے پروردگار میرا ذکر وتسبیح، میرے اوراد و وظائف، میری ندا و پکار، میری نماز و روزہ، میرا حج و اعتکاف، میرے رکوع و سجود، میرا جہاد و تبلیغ، میرے احسان و خدمت میری زکوٰۃ وصدقات میرے نذر و نیاز، میری عطا و بخشش سب تیری رضا کے لئے ہیں۔

بارگاہ ایزدی سے کیا جواب ملا:

اس پر ندائے خداوندی آئی: السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلامتی ہو تیرے لئے اے میرے نبی اور اللہ کی رحمت ہو تجھ پر اور اس کی برکتیں، تینوں قسم کی عبادتوں کو جب عبد کامل، باعث تخلیق کائنات، تاجدار رسل علیہ السلام نے ذات باری کے لئے مخصوص فرمایا اور یہی تحفہ بارگاہ خداوندی میں پیش فرمایا تو تین اعزاز و انعامات آپ کو اپنے مالک سے عطا ہوئے اور ارشاد ہوا کہ: میرے نبی! میری سلامتی میری رحمتیں میری برکتیں آپ کے لئے ہیں۔

CamScanner

سلامتی رحمتیں اور برکتیں کہاں سے ملتی ہیں

چنانچہ یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ آپ کی ذات مرجع سلامتی ہے بلکہ سلامتی منحصر ہے آپ کی ذات اقدس کے ساتھ آپ کو چھوڑ کر کوئی فرد بشر کوئی جن وانس زمینوں کی تہہ میں سمندر کی گہرائیوں میں اور فضا کی بلندیوں میں شب وروز اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے سلامتی کی تلاش میں قیامت تک مصروف رہے تو کہیں سے اسے سلامتی نہیں مل سکتی۔

دنیا میں سلامتی کا کیا اثر ہوتا ہے؟

سلامتی کا دنیاوی اثر اطمینان قلب ہے جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط (رعد ۲۸)

خبردار اللہ کی یاد ہی ایسی چیز ہے کہ جس سے دلوں کو اطمینان وسکون مل سکتا ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ (النساء ۸۰)

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی۔

معلوم ہوا کہ یاد خدا کے بغیر دنیا میں اطمینان نہیں مل سکتا اور اطاعت رسول کے بغیر اللہ کے ہاں کوئی عمل مقبول نہیں، جب اطاعت رسول علیہ السلام کے بغیر آپ ﷺ کے دامن سے وابستگی کے بغیر کسی عمل کا کوئی وزن اور اثر ہی نہیں تو اطمینان کہاں سے مل سکتا ہے۔

آخرت میں سلامتی کا کیا اثر ہوگا؟

اسی طرح سلامتی کا دوسرا اثر یہ ہے کہ اخروی نجات بھی جناب سید الرسل علیہ السلام کی اطاعت کے بغیر قطعاً حاصل نہیں ہوسکتی۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا (الفرقان 27)

اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائے گا اس کی آرزو کرتے ہوئے کہ کاش میں نے معیت رسول کو اپنایا ہوتا لیکن اس وقت حسرت کہاں نفع رساں ہوسکتی ہے اور در رسول کے ناآشناؤں اور روگردانی کرنے والوں کو سلامتی کہاں سے مل سکتی ہے اسی طرح رحمتوں اور برکتوں کا بھی وہی مستحق ہے، جس نے آپ کی غلامی کے دامن میں پناہ لی، اور اسی میں ابدی آزادی کا راز مضمر ہے۔

CamScanner

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی	خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے	اسی میں ہو اگر خامی تو ایمان نا مکمل ہے

وہ کون سا مرض ہے جو انسان کو ابدی تباہی میں ڈال دیتا ہے

اس سوال اور جواب پر غور کرنے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ بندہ کے پاس دربار خداوندی میں پیش کرنے کے لئے سب سے قیمتی سب سے افضل اور محبوب چیز توحید باری تعالیٰ ہے، اسی بناء پر حضور علیہ السلام نے اس کا انتخاب فرمایا اور رسول اکرم ﷺ کے نزدیک بھی سب سے محبوب عمل عقیدہ توحید ہے۔

آپ کا ارشاد مبارک ہے:

ثنتان موجبتان قال رجل یا رسول اللہ ما الموجبتان قال من مات یشرک باللہ شیئا دخل النار۔ من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ (راوہ المسلم)

فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں جو دو چیزوں کو واجب کر دیتی ہیں، ایک صحابیؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کون سی دو چیزیں کن دو چیزوں کو واجب کر دیتی ہیں؟ ارشاد ہوا: جس کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ وہ شرک میں مبتلا تھا اس کے لئے جہنم میں جانا واجب اور ضروری ہے، اور جو اس حالت میں خدا کو پیارا ہوا کہ اس نے کبھی شرک کا ارتکاب نہیں کیا تو ایسے وفادار کا انعام سوائے جنت کے اور کچھ نہیں اس کے لئے دخول جنت واجب ہے۔

دیکھا آپ نے! شرک کتنا مہلک مرض ہے، کتنا مبغوض مرض کتنی بری عادت ہے اور تعلیمات نبوی ﷺ میں اس سے کس قدر ڈرایا گیا ہے، پھر بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو ہم اس کے حق میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں:

ہمارا کام ہے یہاں دوستو!	ہم کرتے ہیں حق کو عیاں دوستو!
مان لو حق کا اعلان دوستو!	کہ شرک ہے مہلک جاں دوستو!

آپ ﷺ نے پیارے صحابی حضرت معاذؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

یا معاذ هل تدری ما حق اللہ علی العباد و ما حق العباد علی اللہ؟ قلت اللہ و رسولہ اعلم، قال فان حق اللہ علی العباد ان یعبدو اللہ و لا یشرکوا بہ شیئا، و حق العباد علی اللہ عز و جل ان لا یعذب من لا یشرک بہ شیئا۔

CamScanner

(ترجمہ): فرمایا: اے معاذؓ! کیا آپ جانتے ہیں اس بات کا علم رکھتے ہیں کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے، سب سے اہم اور بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ بندے صرف اسی کی عبادت اور بندگی کریں، اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ بنائیں، اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جنہوں نے داعی اجل کو اس حال میں لبیک کہا کہ وہ شرک سے پاک اور منزہ تھے اللہ اپنے ایسے وفادار اور پروقار بندوں کو جہنم سے آزادی، عذاب سے معافی اور ابدی کامیابی کی سند عطا فرمائیں گے۔

نجات کا ذریعہ عقیدہ توحید

ہر مؤمن کے دل کی گہرائی میں یہ بات منقش ہے کہ ہمارے محسن اعظم مربی کامل، معلم اکمل رسول اکرم ﷺ ہیں، آپ کی تعلیمات ہی انسانوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے واقف کرسکتی ہیں، آپ نے اس حدیث میں واضح الفاظ میں فرمایا جس میں قطعاً کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ اللہ کا بندوں پر حق ہے کہ اس کے ساتھ کسی شریک نہ کیا جائے، چاہے وہ اس کا کتنا ہی مقرب اور محبوب بندہ کیوں نہ ہو۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

کیوں گرفتار طلسم ہیچ مقداری ہے تو دیکھ تو پوشیدہ تجھ میں شوکت طوفاں بھی ہے
شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک غیر اللہ کو خوف باطل کیا، کہ ہے غارت گر باطل بھی تو

اے انسان تو اپنی ہستی کو مٹا کر ناچیز اور بے کار کیوں بن گیا ہے، تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تیرے پاس شوکت طوفاں ہے، ایمان کامل اور توحید کی وہ قوت ہے تیرے پاس جو باطل کو طوفان کی طرح بہا سکتی ہے، صرف شعلہ ایماں میں حرارت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اے توحید پرست تیری شایان شان نہیں کہ تیرے دل میں خوف باطل ہو، تو تو باطل کی غارت گری کے لئے حق کا نمائندہ بن کر اس دنیا میں آیا ہے۔

دربار رسالت میں ایک سائل کی حیثیت سے جب حضرت معاذؓ نے عرض کیا:

اخبرنی بعمل یدخلنی فی الجنۃ ویباعدنی من النار۔

CamScanner

(ترجمہ) حضور مجھے ایسا عمل بتایئے ایسے کام کی تعلیم دیجئے جو مجھے سیدھا جنت میں لے جائے، اور دوزخ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھے دور کر دے، اور میرے لئے باعث نجات بن جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ لقدسئلت عن امر عظیم ۔ اے میرے صحابی! آپ نے بہت اہم سوال کیا ، اور ایک امر عظیم کو دریافت کرلیا، و انہ یسیر علی من یسرہ اللہ علیہ اور بے شک یہ کام اپنی عظمت اور بڑائی کے باوجود مشکل نہیں ہے بلکہ اللہ کے نیکوکار اور پرہیزگار بندوں کے لئے آسان ہے جنھیں اللہ نے خاص توفیق دے رکھی ہے پھر آپ ﷺ نے اس امرِ عظیم کو یوں واضح فرمایا:

تعبداللہ و لا تشرک بہ شیئا و تقیم الصلوٰۃ و تؤدی الزکوٰۃ و تصوم رمضان و تحج البیت۔

(ترجمہ): اللہ کی عبادت و بندگی اس طرح سرانجام دیتے رہو کہ کبھی بھی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرتے رہو، زکوۃ دیتے رہو، رمضان کے روزے رکھتے رہو اور حج ادا کرو۔

شرک کی بناء پر دخول نار

اس حدیث میں دخول جنت کے لئے امام الانبیاء علیہ السلام نے پانچ ارکان کی پابندی کا حکم دیا۔ گویا آپ نے پانچ منزلیں بتائیں جن سے گزر کر آدمی سیدھا جنت میں پہنچ جاتا ہے، جن میں پہلی منزل توحید باری تعالیٰ اور شرک سے برأت کا اعلان ہے، رب کریم کے دربار میں ایسی عبادت کا کوئی وزن نہیں جس میں شرک کی نجاست موجود ہو۔ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَار (المائدہ ۷۲)

(ترجمہ): جس نے شرک کا ارتکاب کیا اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی ناصر و مددگار نہیں۔

باقی گناہوں اور شرک و کفر میں یہی فرق ہے کہ باقی گناہوں کے ارتکاب سے ایمان کی کیفیت متاثر ہوتی ہے اور ایمانی قوت کمزور پڑ جاتی ہے ایمان کی جلاء اور روشنی میں کمی واقع ہو جاتی ہے لیکن شرک و کفر ایسے گناہ ہیں جن سے صرف کیفیت ایمان میں کمی نہیں بلکہ نفس ایمان کا خاتمہ ہو جاتا ہے ، یہ دونوں برائیاں ایمان کے ساتھ ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں، یہ بات ناممکن ہے کہ آدمی ایماندار بھی ہو اور اس کے دل میں کفر و شرک کے بت خانے بھی ہوں، جیسا کہ دن کی روشنی رات کی تاریکی کے

CamScanner

ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔ آگ اور پانی کا یکجا اجتماع نہیں ہوسکتا، اسی طرح شرک وکفر کے ساتھ ایمان کا جمع ہونا بھی ناممکن ہے، اسی لئے مشرک کے حق میں دخول جنت کو حرام قرار دیا گیا ہے حالانکہ ہر ایمان دار اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد یا محض رحمت خداوندی اور شفاعت نبی علیہ السلام سے بغیر سزا پائے ضرور جنت میں جائے گا، لیکن ارتکاب شرک سے آدمی محرومی کی اس انتہاء کو پہنچ جاتا ہے کہ نہ تو وہ رحمت خداوندی کا مستحق رہتا ہے اور نہ ہی شفاعت نبی اکرم ﷺ کا مستحق بن سکتا ہے۔

شرک ایسا گناہ ہے جس کی معافی نہیں

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء ۴۸)

(ترجمہ): بے شک اللہ معاف نہیں فرماتے ارتکاب شرک کو اور معاف فرمادیتے ہیں وہ گناہ جو اس سے کم ہوں۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ شرک ایسا جرم اور خطرناک مرض ہے جس کا علاج توبہ کے سوا اور کہیں نہیں۔ اگر اور کہیں ہوتا تو رحمت خداوندی اور شفاعت نبوی ﷺ میں ضرور ہوتا، لیکن یہ آیت بتاتی ہے کہ رحمت خداوندی بھی شرک کی نجات کا ذریعہ نہیں بنے گی۔

مرتکب شرک شفاعت نبوی ﷺ سے محروم

حدیث بتاتی ہے کہ شرک کا ارتکاب کرنے والا انسان تاجدار رسل علیہ السلام کی شفاعت سے بھی محروم رہے گا۔

آپ کا ارشاد ہے:

لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی أختبئات دعوتی لشفاعۃ امتی الیٰ یوم القیامۃ فھی نائلۃ انشاء اللہ من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا۔ (رواہ مسلم)

(ترجمہ) ہر نبی کو ایک دعا ایسی دی گئی جس کی قبولیت کا وعدہ کیا گیا پھر ہر ایک نبی نے اپنی اس دعائے مستجاب کے مانگنے میں جلدی فرمائی یعنی اس کو دنیا میں ہی مانگ لیا لیکن میں نے قیامت کے دن کے لئے اس دعا کو اپنی امت کے لئے محفوظ کر رکھا ہے، انشاء اللہ مجھے عطا کی جائے گی میرے اس امتی کے حق میں جس کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ اس نے کبھی شرک نہیں کیا یا مرنے سے قبل توبہ کر لی۔

CamScanner

اس حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ شرک کا ارتکاب کرنے والا آدمی شفاعت نبی علیہ السلام کا ہرگز مستحق نہیں۔ کیونکہ رحمت عالم علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ اعلان فرمایا دیا کہ شرک کے مرتکب کے حق میں میری شفاعت نہیں ہوگی، حلف وفاداری کی شرط اول یہ ہے کہ مؤمن اپنی تمام عبادتوں کو ذات باری تعالیٰ کے لئے مخصوص کرے اور اپنی تمام مشکلات میں اسی سے مدد مانگے اس کے سوا کسی کو حقیقی مشکل کشا نہ سمجھے اس کے در سے کبھی مایوس نہ ہو، زندگی اور موت کا اسی کو مالک سمجھے، ورنہ ایسے سائل کا بارگاہ ایزدی میں کوئی مقام نہیں جو کئی دروں سے اپنی امیدوں کو وابستہ رکھے، اللہ کو بندہ کے اس عمل سے بہت پیار ہے کہ وہ اپنی ہر حاجت میں یہ کہتے ہوئے مدد طلب کرے کہ میرے مالک تیرے سوا کوئی میرا ناصر و مددگار نہیں تیرے در کے سوا کوئی در نہیں۔ جب بندہ یوں اپنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے تو رحمت حق جوش میں آ جاتی ہے۔

اتحاف میں ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ستر حج کئے، ہر حج میں جب یہ ندا بلند کرتے **لبیک اللھم لبیک** کہ حاضر ہوں، میرے مالک میں حاضر ہوں، جواب ملتا "**لا لبیک**" تیری حاضری نامنظور ہے، اسی حالت میں ستر سال گزر گئے ایک مرتبہ ایک نوجوان بھی ان کے ساتھ احرام باندھ رہا تھا اس نے بھی ان کے "لبیک" کے جواب میں "لا لبیک" کی آواز سن لی، کہنے لگا، چچا جان! آپ نے سنا نہیں آپ کے لبیک کے جواب میں لا لبیک کی آواز آئی ہے، کہنے لگے بیٹے یہ سنتے ہوئے ستر سال گزر گئے ہیں ان کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور کہنے لگے بیٹے یہی تو ایک در ہے جس کے سوا اور کوئی در نہیں اگر قبول کرے تو اس کی عنایت ہے نہ کرے تو اس پر کوئی زور نہیں، بندے کا کام تو در آقا پر حاضری دینا ہے، روتے روتے ان کی حالت غیر ہو گئی، آنسو لگاتار جاری رہے، پھر لبیک کہا تو جواب ملا، تمہاری حاضری قبول ہے، یہ جواب بھی نوجوان نے سن لیا کہنے لگا: چچا! سنا جواب؟: یہ ندا اپنی لبیک کے جواب میں سنی کہ تمہاری حاضری منظور ہے اور تمہارے پہلے بھی ستر سال کے حج منظور ہیں، یہ کہہ کر کہ: سن لیا میں نے، پھر خوشی کی حالت میں وہ بزرگ بے انتہا روئے۔

رحمتوں کی بارش

حضرت شیخ سعدیؒ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ تیس سال لگاتار اللہ کی بندگی اسی طرح کرتے

CS CamScanner

رہے کہ کبھی اپنے معمولات میں کمی نہیں کی، تیس سال کے بعد ایک دن جب وضو کر کے تہجد کے لئے مصلے پر کھڑے ہوئے آواز آتی ہے کہ تیری ساری عبادتیں بے قیمت ہیں کیونکہ تو نے بے ڈھنگے طریقے سے ادا کی ہیں، دوسرے دن اور تیسرے دن بھی یہی آواز آتی ہے، تیسرے دن خادم نے کہا: حضرت! آپ تین دن سے یہ آوازیں نہیں سن رہے اگر قبول نہیں ہوتی عبادت، تو پھر کیوں مشقت اٹھاتے ہیں اپنے آرام کو کس مقصد کے لئے خراب کرتے ہیں، حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں کہ بزرگ نے اس انداز سے جواب دیا:

تو ای اذاں دل بپسر داختن * کہ دانی کہ بے اوتواں ساختن

اس در کو چھوڑا جاتا ہے جس کے سوا کوئی دوسرا در ہو، تجھے معلوم نہیں کہ خدا کے در کے سوا کوئی در نہیں ہے۔ اس کے سوا کوئی ملجا و ماویٰ، ناصر و مددگار نہیں، پھر اس کے در کو چھوڑ کر کہاں جاؤں اس کے سوا میں کس سے لو لگاؤں۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کو اپنے بندہ کا یہ عقیدہ اتنا پسند آ گیا۔ خدا کی رحمت جوش میں آ گئی اور آواز بدل گئی اب بارگاہ ایزدی سے یوں ندا آئی:۔

قبول است گرچہ پند نیست ☆ کہ جز ما پناہ گاہ دگر نیست

اگرچہ تیری عبادت میں کوئی وزن نہیں تیری طریقہ بندگی میں کوئی خوبی و کمال نہیں ہے اس کے باوجود ہم تیری عبادت و بندگی قبول کر لیتے ہیں اس وجہ سے کہ تیری یہ بات بہت قیمتی ہے تیرا یہ عقیدہ بہت پسندیدہ ہے کہ تیرے لئے میری بارگاہ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں میرے در کے سوا کوئی در نہیں

خدا کی عنایات

سید الرسل علیہ السلام کا ارشاد ہے:

ان عبد اذنب ذنبا فقال رب اذنبت فاغفره فقال ربه اعلم عبدی ان له ربا یغفر الذنوب و یاخذ به غفرت لعبدی۔

(ترجمہ) کہ بندہ جب گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، بعد ازاں در غفار پر حاضر ہو کر اپنی برائی اور گناہ کا اقرار کرتے ہوئے معافی کی التجا کرتا ہے تو رب کریم کی بارگاہ سے ندا آتی ہے کہ میرے بندہ کو معلوم ہے کہ اس کا رب گناہ کو بخشتا بھی ہے، اور گناہ کی سزا بھی دیتا ہے میری بخشش کی امید لے کر اور میرے عذاب سے خوف زدہ ہو کر میرا بندہ حاضر ہوا ہے میں نے اپنے بندہ کی مغفرت کر دی۔

CamScanner

اسی طرح جب دوسری مرتبہ، تیسری مرتبہ حتیٰ کہ جتنی مرتبہ بھی وہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے اس کی مغفرت کا اعلان ہوتا رہتا ہے، لیکن یہ ساری عطائیں اس وقت ہیں جبکہ دل وزبان سے بندہ اس بات کا اقرار وتصدیق کرے کہ حق کے سوا میرے لئے کوئی در نہیں پھر ایسے بندہ کے لئے یوں ندا آتی ہے:

باز آ باز آ ہر آنکہ ہستی باز آ گر گبر وکافر و بت پرستی باز آ
کہ ایں درگاہ ما درگاہ ناامیدی نیست صد بار گر توبہ شکستی باز آ

اے میرے بندہ! معافی کا طلب گار بن کر برائیوں سے باز آ جا، تو جیسا کیسا بھی ہے فکر مت کر کوئی مجوسی ہو کافر ہو بت پرست ہو یا سو بار توبہ توڑ چکا ہو، اسے معاف کرنے کے لئے تیار ہوں، میرا در تو ایسا در ہے جہاں کسی بھی سچے سائل اور طلب گار کے لئے کسی قسم کی مایوسی اور ناامیدی نہیں ہے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امیدوں سے بھرا ہوا پیارا ارشاد ہے جو کہ تمام مایوسیوں کا یکسر خاتمہ کر دیتا ہے ہر سیاہ کار کے دل میں امید کی کرن پیدا کر دیتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا ابن آدم انک ما دعوتنی ورجوتنی غفرت لک علی ما کان فیک ولا ابالی یا ابن آدم لو بلغت ذنوبک عنان السماء ثم استغفرتنی غفرت لک ولا ابالی یا ابن آدم انک لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئا لاتیتک بقرابها مغفرة (رواہ ترمذی)

اے ابن آدم! تو مجھ سے جو بھی دعا کرتا ہے اور جس معاملے میں بھی تو اپنے کئے ہوئے پر نادم ہو کر اپنی امیدیں لے کر میرے دامن رحمت کو دستک دیتا ہے میں تیری معافی کا اعلان کر دیتا ہوں تیرے جتنے بھی گناہ ہوں اور تو جتنی بھی سیئات میں مبتلا ہو میری مغفرت ان سب کا خاتمہ کر دیتی ہے، اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ پہلے تو کیسا تھا اور تیرے اندر کیا کیا برائیاں تھیں، اے ابن آدم! اگر تیری سیئات اتنی زیادہ ہوں کہ جتنے آسمان کے بادل ہوتے ہیں، پھر تو بخشش ومغفرت کا سائل بن کر آجائے میرے در اقدس پر، تو میں تیری ساری سیئات کو یک دم مٹا کر نیست ونابود کر دیتا ہوں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ گناہ اتنے زیادہ کیوں ہیں اے ابن آدم! اگر تو مجھ سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ تیری خطاؤں سے روئے زمین کا دامن پُر ہو جائے لیکن میری توحید کے بارے میں تیرا عقیدہ اتنا مضبوط ہو اور تو مجھے اس حالت میں ملے کہ تو نے شرک نہ کیا ہو تیرا خاتمہ توحید پر ہو تو میں ملاقات کے وقت تجھ پر اتنی بخشش کروں گا جو روئے زمین کے سارے خلا کو پُر کر دے۔

CamScanner

عقیدہ توحید علامہ اقبالؒ کی نظر میں

علامہ اقبالؒ نے عقیدہ توحید اور عبد و معبود کے مابین تعلق کو کتنے پیارے انداز میں بیان فرمایا ہے۔

گر خدا داری زغم آزاد شد — از خیال بیش و کم آزاد شد
قوت ایماں حیات وافزایدت — ورد لا خوف علیہم بایدت
چو کلیمے سوئے فرعون رود — قلب او از لا تخف محکم شود
ہر کہ رمز مصطفی فہمیدہ است — شرک را در خوف مضمر دیدہ است

اے مؤمن اگر تیرا واقعۃً خدا سے تعلق ہے اور اسکی ذات پر کامل بھروسہ ہے پھر اس کی شرط اول یہ ہے کہ تو غیر اللہ کے خوف سے آزاد رہ، اور کمی اور زیادتی کے خوف سے بھی تجھے آزاد رہنا چاہیے، اگر تجھ پر اللہ نعمتوں کی فراوانی ہے تو شاکر بن جا، اگر وہ فقر میں ڈال کر تیرا امتحان لیتا ہے تو تو صابر بن جا، ہر حالت میں اس کی ذات پر مکمل بھروسہ کر، تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ بارگاہ خداوندی سے کسی اللہ کے مقرب کو جتنا اعلیٰ مقام ومرتبہ مل جائے اس کے باوجود بھی وہ خدا تعالیٰ ہی کے در کا سائل رہتا ہے، اور اس کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کو دعوت حق و صداقت پہنچانے جا رہے تھے اس وقت اپنے مالک کے سامنے یہ التجا کی:

قَتَلْتُ مِنْهُم نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَقْتُلُوْن۔ (القصص ۳۳)

(ترجمہ) اے پروردگار مجھ سے ان کا یعنی قوم فرعون کا ایک آدمی قتل ہو گیا تھا اس لئے مجھے ڈر ہے کہ وہ فرعون مجھے قتل کریں گے۔

پھر ساری مخلوق کے ناصر و پروردگار نے اپنے کلیم کو لا تخف کہہ کر تسلی دی اور ان کے دل کو مضبوط تر کر دیا جو شخص مصطفی کریم ﷺ کی رمز سے آشنا ہو جائے وہ خوب جانتا ہے کہ شرک ایسی خطرناک بیماری ہے جو انسان کے باطنی سرمایہ یعنی ایمان اور توحید کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

رحمت باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (الفاتحہ آیت ۲)

(ترجمہ): وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

معزز سامعین! آج آپ کے سامنے سورۃ فاتحہ کی دوسری آیت تلاوت کی گئی ہے جس میں رحمت خداوندی کا ذکر ہے، اس آیت مبارکہ کی روشنی میں مجھے چند چیزوں پر روشنی ڈالنا ہے، رحمت خداوندی سے مراد کیا ہے، رحمت خداوندی کا تصور سابقہ ادیان میں کیا تھا۔ رحمت خداوندی کا تصور اسلام میں کیا ہے، ہمیشہ کے لئے ہم رحمت خداوندی کے مستحق کس طرح بن سکتے ہیں۔

رحمت خداوندی سے مراد اللہ کی وہ مہربانیاں وہ احسانات وہ بخشش وعطا کے انبار ہیں جن سے ہم لیل ونہار کے ہر لحہ میں برابر مستفید ہوتے جارہے ہیں، جن کے بغیر کسی ذی روح کے لئے ایک سانس لینا بھی ناممکن ہے، دنیا میں یہ رحمتیں عام بارش کی طرح لگاتار جاری وساری ہیں، جن سے تمام مخلوق، بہائم، انس وجن، مسلم وکافر، مطیع وعاصی، اپنے اور غیر سب بلا امتیاز مستفید ہورہے ہیں، جبکہ آخرت میں ان رحمتوں کے مستحق صرف اور صرف مؤمن ہوں گے۔

کائنات کا نظام رحمت خداوندی سے ہی چلتا ہے

آخرت رب کریم کا وہ نعمتوں سے پر دسترخوان ہے جس پر ہر وہ چیز ہوگی جس کی تمنا انسان کرے گا، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ اشیاء بھی ہوں گی جن کا نہ کبھی انسانی آنکھوں نے مشاہدہ کیا، نہ انسانی کانوں نے دنیا میں ان کے تذکرے سنے، اور نہ ہی اس کے دل سے کبھی اس کا تصور گزرا ہوگا جن کی سید الرسل علیہ السلام نے یوں بشارت سنائی:

قال اللہ تعالیٰ: اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت و لا اذن سمعت و لا خطر علیٰ قلب بشر و اقرأوا إن شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔

(ترجمہ) ارشاد خداوندی ہے: میں نے اپنے فرمانبردار اور نیکوکار بندوں کے لئے وہ آرام و آرائش کا ساز وسامان تیار کر رکھا ہے جس کا نہ کسی آنکھ نے مشاہدہ کیا، نہ کسی کان نے اس کا تذکرہ سنا، اور

CamScanner

نہ ہی کسی دل میں اس کا تصور گزرا، ارشاد ہوا: اگر چاہتے ہو تو اس ارشاد خداوندی کی تلاوت کرلو، یعنی اگر دنیا میں ان نعمتوں کے تذکرہ سے مسرور ہو کر آخرت کے استحضار سے اپنی زندگی کو پرسرور بنانا چاہتے ہو تو اس آیت شریفہ کی تلاوت میں مصروف ہو جاؤ جس میں ارشاد رب ذوالجلال ہے، کوئی نفس وہ سامان عیش و آرام نہیں جانتا جو پوشیدہ مخفی رکھا گیا اس نفس مطیع کی آنکھوں کی ٹھنڈک لئے۔

اگر غور کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا میں خدا کی ربوبیت و پرورش کا مدار صرف اور صرف اس کی رحمت پر ہے، یہی وجہ ہے جس کی بناء پر سورۃ فاتحہ میں خداوند کریم نے اپنی ربوبیت کے بعد اپنی رحمت کا ذکر کیا انسان کا فرو باغی تو درکنار انسان مطیع و فرمانبردار بھی اپنی عبادت و بندگی سے اللہ کی نعمتوں کی قیمت نہیں ادا کر سکتا، قیمت ادا کرنا تو بہت بڑی بات ہے انسان تو اس سے بھی عاجز ہے کہ وہ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡن کے احسانات کو شمار کر سکے۔

اسی لئے ارشاد خداوندی ہے:

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ۔

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو پورا نہیں کر سکو گے یعنی شکر ادا کرنا تو بڑی بات ہے تم اس سے بھی عاجز ہو کہ میری نعمتوں کو گن سکو اور ان کے اعداد و شمار کو جان سکو، اسی لئے آخر میں فرمایا بے شک اللہ رحمن و رحیم ہے، یہ اس کی رحمت ہی کا کرشمہ ہے کہ وہ بلا استحقاق متواتر دیتا چلا جاتا ہے اگر رحمت باری تعالیٰ شامل حال نہ ہو تو نافرمان انسانوں کی بغاوتیں ہمہ وقت ساری انسانیت بلکہ ساری کائنات کی تباہی و بربادی کا باعث بن سکتی ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَلَوۡ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوۡا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهۡرِهَا مِنۡ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنۡ يُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (فاطر ۴۵)

(ترجمہ) اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے اعمال و اکتساب کی بناء پر گرفت کرے تو زمین کی پشت پر کسی بھی چلنے والے کو نہ چھوڑے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو مہلت دیتے ہیں ایک معین وقت تک یعنی دنیا میں انسان خلیفۃ اللہ اور باعث تخلیق کائنات ہے جب یہ ہی اپنے مقصود اصلی سے غافل ہو جائے خدا پرستی

CamScanner

چھوڑ کر نفس پرستی اختیار کرے اطاعت رسول ﷺ کے بجائے اپنی خواہشات اور غیروں کی اطاعت کا دل وجان سے شیدائی ہو جائے عبادت کے بجائے خرافات میں اطمینان وسکون کو ڈھونڈتا پھرے ایسی صورت میں اس کی بغاوت کی وجہ سے ساری کائنات کی تباہی کا فیصلہ ہو جاتا، لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ جو مہلت عطا فرمارہے ہیں یہ محض اس کی رحمت ہے۔

رحمت کا تصور سابقہ ادیان میں

انبیاء علیہم السلام کی صحیح تعلیمات تو یہی تھیں کہ خدا کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے رحمت کے دروازے ہمہ وقت کھلے ہیں جب بھی کوئی آکر دامن رحمت میں پناہ لے گا درِحق پر نادم ہوگا اس کی معافی کا اسی وقت فیصلہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندہ کی دعاؤں کو سنتے ہیں چاہے وہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو آخر اسی کا تو بندہ ہے اس کا در اس کے لئے اگر بند ہو جائے تو پھر کہاں جائے گا لیکن سابقہ انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کے ناخلف پیروی کے دعویداروں نے ادیان میں تحریف وتغیّر شروع کردیا جہاں اور بہت سی چیزوں میں تحریف کی وہاں اس خدائے عزوجل کی رحمت کے غیر متناہی سمندر کو بھی تنگ کرنے کی کوشش کی، اور عوام کو یہ بتلایا کہ خدا بلاواسطہ کسی کی نداوپکار نہیں سنتا چاہے وہ بندہ جس قدر بندگی کرے یا عاجزی وزاری کرتا رہے، جیسا کہ بغیر وکیل کے عدالت نہیں جاسکتے اور بغیر سیڑھی کے بلندی کے مراحل نہیں طے کرسکتے اسی طرح بلاواسطہ خدا تک بھی رسائی نہیں ہوسکتی، پھر مشرکین نے واسطہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وحضرت اسماعیل علیہ السلام اور تین سو ساٹھ بتوں کی پرستش کو قرار دیا، یہود نے واسطہ حضرت عزیر علیہ السلام، اور نصاریٰ نے واسطہ حضرت مسیح علیہ السلام کی عبادت کو قرار دیا اور اس سے وہ شرک میں مبتلا ہو گئے گمراہی کے راستہ پر گامزن ہو گئے۔

اسلام اور رحمت خداوندی

اسلام نے آکر تمام باطل نظریات کی تردید کی انسانوں کی مایوسی کا خاتمہ کیا ان کے خود ساختہ دلائل کے مدلل جواب دیے۔

ارشاد خداوندی ہوا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَاتُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔

CamScanner

(ترجمہ) اور اس میں کسی قسم کے شک وتردد کی گنجائش نہیں کہ ہم نے انسان کی تخلیق فرمائی اور ہم ہی اس کے نفس میں گردش کرنے والے خیالات وساوس سے بھی باخبر ہیں اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اقوام سابقین کے نظریات باطلہ کی تردید کی گئی ہے جنہوں نے ذات باری تعالیٰ کو مخلوقات کے ساتھ تشبیہ دی، اس علیم وخبیر ذات پاک کی عدالت کو دنیاوی انسانوں کی عدالتوں کی طرح سمجھا، اس ذات رحیم وکریم اور اس کے بندوں کے درمیان بُعد وجدائی پیدا کرنے کی کوشش کی، انسان کو مایوسی کے جال میں جکڑ کر دِرِ حق سے دور کیا اور خود معبود بن بیٹھے۔

ارشاد ہوا: ہم انسان کے خالق ومربی ہیں، اور اس کے نفس میں ابھرنے والے تصورات و وساوس سے بھی باخبر ہیں میری عدالت دنیاوی عدالتوں کی طرح نہیں ہے جو صحیح وغلط اور حق وباطل کی پہچان کے لئے وکلاء کی ضرورت محسوس کرتی ہیں جب کہ میرا علم ہر شئے کو محیط ہے میں افعال واعمال تو درکنار دل کی دھڑکنوں کو بھی جانتا ہوں، جو خیالات انسان کے دل ودماغ میں گردش کرتے ہیں وہ پہلے ہی میرے علم میں ہوتے ہیں اور میرے قرب کی حد یہ ہے کہ میں اپنے بندہ کی رگ حیات سے بھی قریب تر ہوں جتنی منزل بلند ہوتی ہے اتنی ہی سیڑھیاں لگائی جاتی ہیں جو ذات شہ رگ سے بھی قریب تر ہے اس تک رسائی کے لئے کہاں سیڑھیوں کی گنجائش ہے۔

مزید ارشاد ہوا:

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل ۷۴)

(ترجمہ) اللہ کے لئے مثالیں مت بیان کرو اللہ کا علم ساری کائنات پر محیط ہے اور تم صفات باری تعالیٰ کا کامل ادراک نہیں کرسکتے، لیس کمثلہ شئی۔ اس ذات عزوجل کے مثل کوئی چیز نہیں ہے، پھر یہ خود ساختہ ومن گھڑت تصور کہ اللہ نیکوکاروں کی سنتا ہے، گناہگاروں کی نہیں سنتا، اولیاء، پارساؤں، عابدوں اور زاہدوں کی کوئی دعاو پکار رد نہیں کرتا اور اگر فاسق وفاجر گناہگار وبدکار یہ چاہے کہ بلاتوسل معافی حاصل کرے یہ نہیں ہوسکتا اس کی براہ راست کوئی دعا نہیں سنتا وہ اگر رضاء الٰہی حاصل کرنا چاہے تو اس کا واحد راستہ یہ ہے کہ وہ پہلے ان پارساؤں کی رضا حاصل کرے ان کے در پر جھکے ان کے گھر کا طواف کرے اس کے بعد اسے خدا تک رسائی ہوسکتی ہے۔

CS CamScanner

مؤمن خدا کی رحمت پر بھروسہ کرتا ہے

ارشاد خداوندی ہوا:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ۔

کہہ دیجئے میرے پیغمبر میرے بندوں سے، انہیں سبق پڑھایئے اور بتلا دیجئے، یا اللہ کن سے کہوں؟ انبیاء سے اولیاء سے از کیا سے، اتقیاء سے، عابدوں سے، زاہدوں سے، فرمایا نہیں یہ تو ویسے ہی میرے انعام یافتہ اور مقربین ہیں، یا اللہ پھر کن سے کہوں؟ حکم ہوا: اَلَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اپنی جانوں پر زیادتیاں کرنے والوں سے کہیے، گناہگاروں سے کہیے۔ ظلم وستم کرنے والوں کو بشارت سنا دیجیے، یا اللہ کیا ارشاد ہے؟ کس چیز کی بشارت ہے؟ فرمایا: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ انہیں یہ خوشخبری سنائیں کہ وہ رحمت خداوندی سے ناامید نہ ہوں، وہ مایوس نہ ہوں اس لئے کہ میرا در جائے مایوسی نہیں ہے، میری رحمت کا سمندر تنگ نہیں ہے، میری عطائیں کوئی کم نہیں ہیں، کوئی مانگنے والا بنے میں دینے کے لئے تیار ہوں، کوئی سائل آئے تو سہی میری بخششوں کے دروازے ہروقت کھلے ہیں۔

اسی آیت پر جب حضرت فریدالدین عطار کی نظر پڑی تو بارگاہ ایزدی میں حاضر ہو کر بے ساختہ یوں گویا ہوئے:

گناہگار بندہ حصول رحمت کے لئے دوڑتے ہوئے رب کریم کے درعطا پر حاضر ہوا، گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے وہ اتنا نادم ہے کہ اس کے آنسو لگاتار جاری ہیں، تیرے لطف وکرم سے وہ مغفرت کا امیدوار ہے اتنی واثق وقوی امید بخشش کی اس لئے ہے کہ میرے مولیٰ آپ نے خود فرمایا ہے کہ: لَا تَقْنَطُوْا میری رحمتوں سے مایوس نہ ہونا آپ کی رحمت کے سمندر کی کوئی انتہا نہیں ہے اور اسکے باوجود بھی جو تیرے در سے اپنی امیدوں کو وابستہ نہ کرے اور مایوسی کا شکار ہے تو وہ بندہ نہیں ہے بلکہ شیطان ہے ان اشعار میں گناہگار بندہ سے حضرت نے اپنے آپ کو تعبیر کیا ہے۔

یا اللہ حصول رحمت کا طریقہ کیا ہے ارشاد ہوا: وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ۔

حصول رحمت کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے وفادار بندے بن جاؤ جس طرح کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے فرمایا تھا اَسْلَمْنَا ہم

CamScanner

تیرے وفادار ہیں پھر آپ نے دیکھا کتنی کتنی سخت آزمائشیں آئیں کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن حق کے ساتھ وفاداری کا دونوں باپ اور بیٹے نے وہ نمونہ پیش کیا جو وفاداری کا اعلان کرنے والے بندوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

خلیل اللہ کو حکم ہوا میری رضاء کے لئے اپنے لختِ جگر کو میری راہ میں قربان کردو تو دونوں فوراً تیار ہو گئے، باپ خلیل اللہ ہیں اور بیٹا ذبیح اللہ ہیں۔ باپ نے یہ ثبوت انسانیت کو فراہم کیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ماں باپ کو اولاد سے بڑا پیار ہوتا ہے بالخصوص جب دونوں کی دعاؤں کا ثمرہ اور پورے گھر کی رونق ایک ہی نور نظر ہو، اور وہ بھی کئی سال کے بعد ملا ہو، اس سے ماں باپ کو کتنا پیار ہوگا لیکن جو بندہ اللہ سے وفاداری کا اعلان کر دیتا ہے اس کے نزدیک اس کے حکم سے بڑھ کر کسی چیز کی قیمت نہیں ہوتی، رضائے مولی سے بڑھ کر اسے کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی اور بیٹے نے انسانیت کو یہ سبق پڑھایا کہ بے شک انسان کو اپنی جان بڑی عزیز ہوتی ہے اس کی حفاظت کے لئے انسان ہمہ وقت اور سرگرم عمل رہتا ہے لیکن ایک مسلم انسان جو حق جَلَّ وَعَلیٰ کی وفاداری کا اعلان کر دے اس کی وفاداری کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ حکم خداوندی کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھے صرف زبان سے نہیں بلکہ عملاً اس کا ثبوت فراہم کرے جیسا کہ میں نے حکم خداوندی کے سامنے اپنا سر خم کیا اور قربانی کے لئے اپنی گردن پیش کر دی، ایسے ہی مطیع و فرمانبرداروں کو علامہ اقبال اپنی اصطلاح میں مردِ مومن سے تعبیر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے	جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا	سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو	عجب شے ہے یہ لذت آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن	نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

یہی ہوتا ہے، درحقیقت رجوع الی اللہ جس پر رحمت خداوندی بندہ کو اپنے دامن میں لے لیتی ہے معیت حق اس کے ساتھ ہو جاتی ہے اور اس کا دل یادِ حق سے ہمہ وقت آباد رہتا ہے۔

CamScanner

جس کا علامہ اقبالؒ نے یوں اظہار کیا ہے:

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا		خبر میں نظر میں اذان سحر میں
طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو		وہ سوز اس نے پایا انہیں کے جگر میں

رحمت کا دروازہ

جب انسان رجوع الی اللہ کرتا ہے تو اللہ کی رحمتیں اس کو اپنے دامن میں لے لیتی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف)

اور میری رحمت کی وسعت تمام اشیاء سے بڑھ کر ہے یعنی میں نے تمام اشیاء کو وجود بخشا اور بعض کو وسعت بھی عطا فرمائی جیسا کہ ہوا کو وسعت حاصل ہے ہر جگہ ہر نفس کو ملتی ہے ہمہ وقت اور بلا مطالبہ ملتی ہے لیکن سب سے بڑھ کر رحمت خداوندی کو وسعت حاصل ہے، اور اسی رحمت حق کے سہارے پر ساری کائنات کا نظام چل رہا ہے ارشاد ہوا: لکھ دوں گا میں اپنی رحمت انہیں کے لئے جو مجھ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور میری آیات پر یقین رکھتے ہیں۔

رحمت باری تعالیٰ کی وسعت کی تو کوئی انتہا نہیں ہے لیکن ملتی طلب گاروں کو ہے اگر چہ دنیا میں اس کے لامتناہی سمندر سے سب ہی مستفید ہو رہے ہیں لیکن آخرت میں ایسا نہیں ہوگا وہاں حصول رحمت کے لئے ایک معیار اور میزان ہے جو اس پر پورا اترے گا وہ خوانِ رحمت سے مستفید ہوگا جو اس معیار پر پورا نہیں اُترے گا اسے ناشکری وغفلت، بغاوت وسرکشی کی سزا کے لئے جیل میں ڈالا جائے گا جس کا نام جہنم ہے۔

اس آیت مبارکہ میں تین چیزیں بیان کی گئی ہیں (1) خوف خدا (2) زکوٰۃ کی ادائیگی (3) اللہ کی آیات پر مکمل یقین رکھنا۔

خوف خدا ایمان کی وہ بنیاد ہے جس پر اسلام کی ساری عمارت قائم ہے یہ ہی وہ عقیدہ ہے جو انسان کو تنہائی وخلوت میں بھی ہر برائی سے باز رکھتا ہے۔

ادائیگی زکوٰۃ سے مؤمن اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ مال ودولت میرے پاس امانت ہے

CamScanner

میں خود، اور میرا سب کچھ خدا کا ہے اس کا وفادار بندہ ہوں میرا کام اس کے ہر حکم کی اطاعت ہے۔

آیات خداوندی پر یقین رکھنے والا انسان نفس و شیطان کے خلاف نبرد آزما ہوتا ہے وہ علی الاعلان جنگ کرتا رہتا ہے نہ تو وہ نفسانی خواہشات کی کبھی اطاعت کرتا ہے اور نہ ہی شیطان کے دامن فریب میں آتا ہے جب کوئی مؤمن ان تینوں خوبیوں کو اپنے اندر پیدا کرتا ہے تو رحمت خداوندی اسے اپنے دامن میں لے لیتی ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

CamScanner

کلمہ اسلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ (۲۴) تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ م بِاِذْنِ رَبِّھَا | وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ O (سورۃ ابراھیم ۲۵،۲۴)

(ترجمہ): کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ نے کیسی اچھی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ زمین کے اندر دھنسی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اوپر آسمان کی طرف جا رہی ہوں اور وہ درخت اللہ کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہو اور اللہ تعالیٰ مثالیں اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ لوگ خوب سمجھ لیں۔

اس آیت مبارکہ کے پیش نظر چند چیزیں آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی۔

۱...... کلمہ طیبہ کی اہمیت کیا ہے؟

۲...... کلمہ طیبہ کی فضیلت کیا ہے؟

۳...... کلمہ ہم پر کون سی ذمہ داریاں عائد کرتا ہے؟

۴...... ان ذمہ داریوں کی تکمیل کرنے پر ہمیں کیا ملے گا؟

۵...... ان ذمہ داریوں کی تکمیل نہ کرنے کے نقصانات کیا ہیں؟

کلمہ طیبہ کی اہمیت

پہلی چیز کہ کلمہ کی اہمیت کیا ہے؟ یہ کلمہ اسلام کی بنیاد ہے اس آیت مبارکہ میں اسی کلمہ طیبہ اور کلمہ توحید کی اہمیت بیان کی گئی ہے یہی کلمہ پڑھ کر انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے، اسی کلمہ کی بنیاد پر اعمال قیمتی بنتے ہیں، جہنم سے نجات ملتی ہے جنت میں داخلہ ملتا ہے، جہنم سے نجات و گناہوں کی معافی ہوتی ہے، حتی کہ انسان خدا کا مقرب بن جاتا ہے، اس کلمہ میں یہ تاثیر ہے کہ مجرم کو محترم، کافر کو مؤمن، باغی کو مطیع، ذلیل کو معزز بنا دیتا ہے۔

اس آیت شریفہ میں کلمہ توحید کی مثال ایک عجیب انداز سے بیان فرمائی گئی، رب کریم نے

CS CamScanner

فرمایا: اے انسان تیری عقل وبصیرت میں یہ بات نہیں آئی کہ کلمہ طیبہ اس بے مثل پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ زمین میں دھنسی ہوئی ہو، شاخیں آسمان پر ہوں اور بحکم خداوندی ہمیشہ پھل دیتا رہتا ہو، رب ذوالجلال مثالیں اس لئے بیان فرماتے ہیں تا کہ لوگ ہدایت ونصیحت کا سبق سیکھیں۔

اس مثال سے معلوم ہوا کہ کلمہ اسلام کا وہ درخت ہے جس کی جڑیں مؤمن کے دل میں ایمان ،عقیدہ توحید باری تعالیٰ، حب خدا، اور حب رسول کی صورت میں مرکوز ومضبوط ہیں، جو تلاوت قرآن کریم، ذکر الٰہی، فکر آخرت سے ہمہ وقت سیراب رہتی ہیں، جس کی وجہ سے وہ شجر ایمان کبھی خشک نہیں ہوتا اس کی بہار کبھی ختم نہیں ہوتی، اس کے پھل گناہوں کی معافی، حسنات کی قبولیت اور ہر اچھے عمل پر اجر وثواب ملنے کی صورت میں نہ صرف یہ کہ ہر وقت باقی رہتے ہیں بلکہ ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، اتنے عالی شان اور قیمتی درخت کی نشاندہی خداوند کریم نے فرمادی اب لوگوں کو چاہئے کہ اس کی تلاش میں فکر مند ہو جائیں اور اسے حاصل کئے بغیر چین نہ لیں۔

دوسری مثال اس کلمہ ایمان اور اعمال صالحہ کی یوں سمجھیں جیسا کہ بجلی کا نظام وسلسلہ ہے بجلی کے بٹن کھولتے اور آن کرتے ہی بلب، پنکھے، ہیٹر اور مشینیں چلنے لگتی ہیں، اب غور طلب بات یہ ہے کہ یہ چیزیں خود نہیں چلتیں بلکہ کرنٹ کی طاقت ان کو چلا رہی ہے اور کرنٹ تب ان تک پہنچا جبکہ بٹن کو آن کیا گیا اسی طرح ایمان کی طاقت اور روشنی سے تمام اعمال مقبول ومنظور ہوتے ہیں اور ایمان تب آتا ہے جب دل کے یقین واعتقاد سے کلمہ پڑھا جائے، معلوم ہوا کہ بغیر کلمہ کے ایمان نہیں مل سکتا اور بغیر دولت ایمان کے ساری نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں جیسا کہ بجلی پر چلنے والی ہر چیز بغیر کرنٹ کے نافع اور مفید نہیں ہوتی۔

قرآن کریم کی دوسری آیۃ مبارکہ میں کلمہ توحید کو عدل کہا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان۔ بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں عدل واحسان کا۔

امام المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے اس آیت مبارکہ میں عدل سے مراد کلمہ توحید ہے، اور احسان سے مراد وہ احکام ہیں جو خداوند کریم نے اہل ایمان پر فرض کئے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ توحید ایمان لانا عدل ہے اور اس کا انکار کرنا ظلم ہے۔

CamScanner

اسی لئے ارشاد خداوندی ہے:

وَالْكَافِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ کافر ہی تو درحقیقت ظالم ہیں۔

کیونکہ ظلم کا مطلب ہے حقدار کو اس کا حق نہ دیا جائے اور عبادت و بندگی صرف اللہ کا حق ہے ،جس نے انسان کو پیدا کیا وہی اس کا معبود و مسجود، مالک اور ناصر ہے، اس کا حق دوسروں کو دینا سب سے بڑا ظلم ہے، کلمہ توحید میں انسان اسی ظلم سے توبہ کر کے اپنے حقیقی مالک کی وفاداری کا اقرار کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میرا سر اسی کے سامنے جھکے گا جو اس کا مالک ہے، میری آنکھیں اسی کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر منور ہوں گی، میرے کان اسی کی بڑائی کے ترانے سنیں گے، میری زبان اسی کی بڑائی کا پرچار کرے گی، میرا چہرہ اسی کے حکم کی طرف توجہ کرے گا، میرا دماغ اسی کی بڑائی کے تصور میں ڈوبا رہے گا، میرے ہاتھ اسی کی اطاعت میں حرکت کریں گے، میرا دل اسی کی یاد سے روشن رہے گا میری حیثیت اسی کے حکم کے تابع رہے گی، حتیٰ کہ وہ اپنی جان بھی راہ حق میں کٹوا کر فخر کرتا ہے اور یہ کہتا ہے:

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہی کلمہ گو مؤمن درحقیت عادل ہے اور اسی سچے کلمہ گو کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (توبہ ۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے، یہ ہی کلمے کی حقیقت ہے کہ مؤمن اپنا سب کچھ خدا کا سمجھے اس کے راستہ میں سب کچھ لٹا کر فخر کرے۔

کلمہ کی فضیلت

دوسری چیز یہ کہ اس کلمہ کی فضیلت کیا ہے؟ کلمہ کی فضیلت میں بہت ساری آیات اور احادیث وارد ہیں جن میں سے چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال :قال موسیٰ علیہ السلام یا رب علمنی شیئا اذ کرک بہ و ادعوک بہ فقال یموسیٰ قل: لا الا اللہ۔ فقال:یا رب کل عبادک یقول ھذا، قال قل: لا الہ الا اللہ قال: انما ارید شیئا تخصنی بہ قال یموسیٰ لو ان السموات السبع و الارضین السبع فی کفۃ و لا الہ الا اللہ فی کفۃ مالت بھن لا الہ الا اللہ (نسائی)

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں التجاء و درخواست کی کہ اے پروردگار مجھے کوئی ورد تعلیم فرما دیجئے جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور پکارا کروں، حکم ہوا لا الٰہ الا اللہ کہا کرو، عرض کیا: اے پروردگار یہ تو تیرے سارے بندے پڑھتے ہیں، پھر ارشاد ہوا لا الٰہ الا اللہ کہا کرو، عرض کیا: اے رب کریم مجھے کوئی مخصوص ذکر عنایت فرمائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور دوسرے پلڑے میں لا الٰہ الا اللہ رکھ دیا جائے تو لا الٰہ الا اللہ والا پلڑا سب پر بھاری ہو جائے گا۔

دوسری روایت میں ارشاد نبوی ہے:

اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامة من قال لا الٰہ الا اللہ خالصا من قلبه او نفسه

قیامت کے دن سب سے بڑھ کر میری شفاعت سے وہ شخص نفع اٹھائے گا اور مستفید ہوگا جس نے خلوص دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو۔

ایک اور روایت میں آپ کا فرمان ہے:

من قال لا الٰہ الا اللہ مخلصا دخل الجنة قیل و ما اخلاصها قال ان تحجزه عن محارم اللہ۔

جس نے اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ پڑھا وہ جنتی ہے، کسی نے عرض کیا حضور اخلاص کی علامت و نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اخلاص کی علامت یہ ہے کہ کلمہ بندہ کو حرام کاموں سے روک دے۔

مزید آپ کا فرمان ہے:

ماقال عبد لا الٰہ الا اللہ مخلصا قط الا فتحت له ابواب السماء حتی یفضی الی العرش ما اجتنب الکبائر۔

کوئی بندہ ایسا نہیں جو لا الٰہ الا اللہ پڑھے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جائیں حتی کہ یہ کلمہ عرش الٰہی تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس کی اس درجہ مقبولیت کے لئے شرط یہ ہے کہ کلمہ پڑھنے والا کبیرہ گناہ نہ کرتا ہو۔

CamScanner

آپ کا ارشاد ہے:

جددوا ایمانکم، قیل یا رسول اللہ کیف نجدد ایماننا قال اکثروا من قول لا الٰہ الا اللہ۔

اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو، صحابہ نے عرض کیا حضور ایمان کے تازہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ ارشاد ہو لا الہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھا کرو۔

کلمہ کی ہم پر ذمہ داریاں

تیسری چیز کلمہ پڑھنے سے ہم پر کون سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کلمہ میں ہم دو باتوں کا عہد کرتے ہیں، پہلی بات لا الہ الا اللہ دوسری بات محمد رسول اللہ ہے۔

لا الہ الا اللہ میں ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، ایک اللہ ہی میرا معبود ہے، اس کی عبادت اور ہر حکم مجھے منظور ہے، اس کے حکم کو اپنی خواہشات پر، اپنے مفادات اور تمام تقاضوں پر ترجیح دوں گا، اور محمد رسول اللہ ہیں، ہم یہ اقرار و عہد کرتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ تعالی کے مبعوث کردہ رسول ہیں، آپ کی ہر بات درحقیقت اللہ تعالی ہی کی بات ہے، آپ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، اللہ تعالی کی رضا، جنت کی نعمتیں، جہنم سے نجات، دنیا میں آرام وچین کی زندگی، کفار پر غلبہ، حقیقی عزت و اعلی مقام ہمیں آپ ہی کی اطاعت سے حاصل ہوسکتا ہے۔

کلمہ ایک حلف وفاداری ہے جس کے پڑھنے کے بعد ہم تمام احکام اسلام کے پابند ہو جاتے ہیں، یہ اختیار کسی کو نہیں کہ کچھ احکامات پر عمل کرے اور کچھ کو ترک کردے۔ کچھ امور کی تائید اور کچھ پر تنقید کرنے والا وفادار نہیں رہتا بلکہ وہ باغی ہو جاتا ہے، اس نے حلف وفاداری کو توڑ دیا، اس نے خدا کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی، آج کل مسلمانوں میں یہ کفر یہ مرض بہت پھیل گیا ہے بہت سے لوگ اپنی لاعلمی کی بنیاد پر یا مغرب زدہ ذہنیت کے پیش نظر قرآن کریم کے بعض صریح احکامات پر تنقید کر کے اپنے اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، پھر بھی بزعم خود سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، دوسرا مرض یہ ہے کہ کچھ لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ شاید اسلام ہمارا محتاج ہے اسلام اور اللہ تعالیٰ کو ہماری بڑی ہی ضرورت ہے ہمارے بغیر اس کا نظام کون چلائے گا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس رجعت پسندانہ اور فرسودہ خیال کی واشگاف الفاظ میں تردید کی ہے۔

CamScanner

ارشاد باری تعالیٰ:

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا۔ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ O (الحجرات)

وہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان جتلاتے ہیں اے پیغمبر! ان سے فرمادیجئے کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر مت احسان جتلاؤ بلکہ اگر تم سچے مسلمان ہو تو اللہ کا احسان مانو جس نے تمہیں ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

ذمہ داریوں کی تکمیل پر ہمیں کیا ملے گا؟

اے اہل ایمان اس آیت میں خوب غور فرمائیں اسے اپنے دلوں پر منقش فرمائیں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ خدا، رسول اور دین حق ہماری خدمات کے محتاج نہیں ہیں، بلکہ ہم محتاج ہیں کہ اپنی عاقبت کو بہتر بنانے کے لئے اس عہد کی تکمیل کریں جو ہم نے کلمہ کے ضمن میں خدا اور رسول اللہ علیہ السلام سے کیا ہے، ورنہ ہمارا انجام کیا ہوگا؟ یہ بھی قرآن کی زبان سے سماعت فرمالیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ O (المائدہ آیۃ ۵۴)

(ترجمہ) اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے مرتد ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا فرمادیں گے جو اللہ کے محبوب و پیارے ہوں گے اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھیں گے مؤمنوں کے حق میں نرمی کریں گے کافروں کے مقابلہ میں سخت ہوں گے راہ خدا میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ مذکورہ بالا خوبیاں اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ وسیع علم والا ہے۔

غور فرمائیں اس آیت شریفہ میں اہل ایمان کو کتنی زبردست وارننگ اور تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر تم نے دین حق کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ کا نقصان نہیں بلکہ تم اپنا نقصان کرو گے اپنے آپ کو ہلاکت کے

CamScanner

گڑھے میں ڈال کر مردود و مقہور ہو جاؤ گے، خدا کو تمہاری کیا پرواہ ہے وہ تو صمد ہے، بے نیاز ہے اور وہ قادر مطلق ہے، وہ اپنی قدرت کاملہ سے تمہاری جگہ ایسی برگزیدہ و قابل قدر قوم کو کھڑا کر دے گا جو اسلام کو احسان جتلانے کے لئے نہیں قبول کریں گے بلکہ خدا کی محبت کی بناء پر وہ مسلمان بنیں گے، اور وہ خود بھی خدا کے محبوب ترین ہوں گے وہ آپس میں نہیں لڑیں گے بلکہ آپس میں ایک دوسرے پر شفیق و مہربان ہوں گے اور کفر کی طاقت انہیں کبھی سرنگوں نہیں کر سکے گی، بلکہ وہ اپنی ایمانی قوت، جذبہ جہاد اور ذوق شہادت کی بنیاد پر کفر کے لئے قہر الٰہی ثابت ہوں گے، ان کا مشن جہاد فی سبیل اللہ ہو گا اور کبھی معترضین کی باتوں کو خاطر میں نہیں لائیں گے، ان سب خوبیوں کے باوجود وہ خدا کے بے حد شکر گزار ہوں گے اور یہ سمجھیں گے کہ یہ خوبیاں خدا ہی کی عنایات ہیں ورنہ ہم اس قابل کب تھے؟ ایسے ہی باذوق حق پرستوں کی ترجمانی علامہ اقبالؒ نے یوں کی ہے:

نہ خواہم ایں جہاں و آں جہاں را		مرا ایں بس کہ دانم رمز جاں را
سجودی دہ کہ از سوز و سرورش		بوجد آرم زمین و آسمان را

اے میرے محبوب میں تو تیری محبت میں گرفتار ہوں میری عبادات کا مقصد دنیا اور آخرت کی نعمتوں کا حصول نہیں بلکہ تیری خوشنودی، تیری رضا و خوشنودی کا طالب ہوں اے میرے مالک مجھے اس بات کی توفیق عطا فرما کہ میں اپنے نفس کو پہچان لوں اور پھر مجھے ایسا ذوق عبادت عطا فرما جس کی لذت اتنی زبردست ہو کہ نہ صرف یہ کہ میں خود بلکہ زمین اور آسمان بھی اس لذت کو محسوس کریں، اللہ تعالیٰ کلمہ کی حقیقت کو ہمارے دلوں میں اتاریں اور ہمیں سچا و پکا مسلمان بنائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

CamScanner

نماز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

(البقرۃ:153)

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ سے مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ذریعہ سے بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

سامعین کرام! جو آیت مبارکہ آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے یہ دوسرے پارہ کے تیسرے رکوع کی پہلی آیت ہے اس آیت میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ صبر اور نماز کے توسل سے تم تائید خداوندی ہر آن حاصل کرو، نصرت باری تعالیٰ ہم جن دو خوبیوں کی بنیاد پر حاصل کر سکتے ہیں ان میں سے ایک نماز ہے، نماز ہی کے سلسلہ میں مجھے چند چیزیں عرض کرنی ہیں۔

۱...... نماز کی اہمیت کیا ہے؟

۲...... نماز کی فضیلت کیا ہے؟

۳...... نماز چھوڑنا کتنا بڑا جرم ہے؟

نماز کی اہمیت

پہلی چیز نماز کی اہمیت کیا ہے؟ نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے دوسرا رکن ہے، کلمہ کے بعد سب سے اہم رکن نماز ہے۔ اگر کلمہ مؤمن کے ایمان پر قولی ثبوت ہے تو نماز ایمان کا عملی ثبوت ہے، نمازی اپنے عمل سے یہ شہادت دیتا ہے کہ میں حقیقت میں خدا کا بندہ ہوں جب اس کی بندگی وعبادت کے لئے مجھے بلایا گیا تو میں نے اپنے کاروبار کو چھوڑ دیا اور اس کے منادی مؤذن کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے نماز کے لئے مسجد کی طرف چل پڑا، ایسے ہی سچے مؤمن کی تعریف جس نے اپنے ایمان کا عملی ثبوت فراہم کیا خداوند کریم نے ان الفاظ میں فرمائی۔

CamScanner

نماز اہل ایمان کی علامت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (سورۃالنور:37)

یعنی وہ اللہ کی عبادت و بندگی کرنے والے ایسے خدا پرست ہیں کہ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت غافل نہیں کرتی، اللہ کو یاد کرنے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے وہ اس دن کی حاضری سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے دل الٹ جائیں گے یعنی کلیجے منہ کو آ جائیں گے اور آنکھیں اسی منظر کی طرف دیکھتی رہ جائیں گی کہ ادھر ادھر کی ہمت بھی نہ ہوگی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حقیقت میں ایسے ہی لوگوں کا ایمان معتبر ہے، جنھیں دنیا کی مشغولیت یادِ الٰہی اور نماز جیسی اہم عبادت سے غافل نہ کر سکے نمازی عملی طور پر اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ اس کے دل میں اللہ کی محبت اپنے کاروبار اپنی تمناؤں اپنے مال و اولاد حتی کہ ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ اہل ایمان کے دلوں میں اللہ کی محبت بہت ہی پختہ ہوتی ہے وہ ساری محبتوں کو خدا کے لئے قربان کر دیتے ہیں، کسی چیز کی محبت انہیں احکام خداوندی کی بجا آوری سے نہیں روک سکتی، ایسے ہی لوگ درحقیقت کامیاب و کامران ہیں، ہر آدمی کامیابی کا طلب گار ہے اور کامیابی کے حاصل کرنے کے لئے وہ اپنی بصیرت اپنے علم و دانش اور اپنے فہم و فراست کے مطابق کوشش کرتا ہے وہ کامیابی کا راستہ اپنے لئے خود متعین کرتا ہے اور اس کے حصول کے لئے طریقے بھی خود ایجاد کرتا ہے لیکن نمازی کی کامیابی کی شہادت خود خالق کائنات نے دی ہے۔

کامیاب مؤمن کی علامت

ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

تحقیق مؤمن کامیاب ہیں جن کی پہلی علامت و نشانی یہ ہے کہ وہ خشوع کے ساتھ نماز ادا

CS CamScanner

کرتے ہیں اس آیت میں مؤمنوں کی خوبیوں اور اوصاف میں سے پہلا وصف وخوبی دلی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ نماز ادا کرنا ہے۔

خشوع کی تشریح امام الانبیاء علیہ السلام نے یوں بیان فرمائی ہے:

ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

اللہ کی عبادت وبندگی اس کیفیت وتصور کے ساتھ کرو گویا کہ تم رب کریم کے دیدار کا شرف حاصل کر رہے ہو اور اگر یہ کیفیت نہیں ہے تو پھر یہ سمجھو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

وہ نماز کتنی وزنی اور قیمتی ہوگی جس میں اول سے آخر تک یہ ہی تصور دل ودماغ پر رہے کہ میں اس ذات کے دربار میں حاضری دے رہا ہوں جو احکم الحاکمین ہے، تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے وہ میرا خالق ہے میرا رازق ہے مجھ سے سلامی لے رہا ہے اور میری حرکات وسکنات پر اس کی نظر ہے جو میں پڑھ رہا ہوں وہ سنتا ہے۔

آیت بالا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز کو چھوڑ کر نہ تو کوئی شخص کامیابی حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی مؤمن بن سکتا ہے، کامیابی کی طرف جو منزل جارہی ہے اس کی پہلی سیڑھی نماز ہے اگر بے نمازی کو مال ودولت میں جاہ وجلال میں، عہدہ اور منصب، شوکت وبادشاہت میں، آرام وراحت میں کامیابی نظر آرہی ہے تو یہ کامیابی دھوکہ ہے، حقیقی کامیابی نہیں ہے، موت سے جب اس کی آنکھ بند ہوگی تو پھر حقائق پر نظر پڑے گی اور یوں پکار اٹھے گا:

رَبِّ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ O

اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں سب کچھ تیری راہ میں خرچ کر کے تیرے نیک بندوں میں داخل ہو جاتا، یعنی اپنا مال ودولت اور وقت سب کچھ تیرے حکم پر قربان کردوں گا صرف تھوڑی سی زندگی اور بڑھا دے، لیکن آپ جانتے ہیں وقت آنے کے بعد کسی کو مہلت نہیں ملتی اس وقت آدمی کو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی کامیابی کس چیز میں ہے اور ہمیشہ کام آنے والی دولت کون سی ہے، نماز عبادات میں سے اتنی اہم عبادت ہے جس کی حفاظت اور پابندی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس کا وارث قرار دیتا ہے۔

CamScanner

ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ O اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ O الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ O

اور جو لوگ نمازوں کی حفاظت و پابندی کرتے ہیں وہی جنت کے وارث ہیں جن کی میراث جنت الفردوس ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

جنت الفردوس جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے جس کے بارے میں ارشاد نبوی ہے جب اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔

نماز نصرت خداوندی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے

نماز ہی ایسا عمل ہے جس کے توسل سے ہم ہر مشکل اور کٹھن وقت میں نقد اللہ کی نصرت حاصل کر سکتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (سورۃ البقرۃ:45)

مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ذریعہ سے بے شک نماز بھاری اور مشکل ہے لیکن جن کے دلوں میں خوف خدا ہے ان کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

اس آیت مبارکہ سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ نماز سے ہم نصرت خداوندی حاصل کر سکتے ہیں اللہ کی ذات بندوں پر کتنی مہربان ہے جس نے اپنے بندوں کو مدد مانگنے کا طریقہ خود ہی تعلیم فرما دیا اور جب اس طریقہ پر مدد طلب کی جائے تو مدد کرنے کا وعدہ بھی فرمایا۔

ارشاد ہوتا ہے:

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ O

(ترجمہ) تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ تم مومن ہو۔

یعنی خدا کا فیصلہ ہے کہ عزت، سربلندی، غلبہ اور اور زمین کی خلافت اہل ایمان کو دوں گا، لیکن وہ ایمان جس کی بنیاد پر دنیا میں بھی خدا کی مدد ہر قدم پر اترتے ہوئے مسلمانوں کو نظر آئے تب

CamScanner

حاصل ہوگا جب نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی مکمل تابعداری کی جائے، اور نماز کو پابندی کے ساتھ باجماعت ادا کرنا اتباع رسول کا اہم جز ہے۔

دوسری چیز اس آیت سے یہ معلوم ہوئی کہ نماز مشکل ضرور ہے لیکن جب انسان کا دل خوفِ خدا سے آباد ہو، خدا کے سامنے حاضری کا منظر اس کے سامنے ہو، موت، قبر، حشر اور پل صراط کے مناظر اس کے سامنے ہوں اور اسے مکمل یقین ہو کہ میری یہ تمام مشکل سے مشکل منازل خدا کی بندگی سے آسان ہو جائیں گی تو ایسی صورت میں اسے وہ سکون اور لذت ملے گی جو دنیا کے کسی ماکول و مشروب میں نہیں ہے جس کی نشاندہی نبی علیہ السلام کے اس ارشاد سے ہوتی ہے **قرۃ عینی فی الصلوۃ**، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اولیاء اللہ کو نماز میں جو سکون ولذت حاصل ہوتی ہے اس سے ہر وہ شخص آگاہ ہے جو اہل اللہ کی سیرت کا مطالعہ کرتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالواحد لاہوری سے کسی نے پوچھا کہ جنت میں بھی نماز ہوگی؟ انہوں نے جواب دیا کہ جنت میں نماز نہیں ہوگی کیونکہ جنت بدلہ لینے کی جگہ ہے، عبادت کی جگہ نہیں ہے، اس پر مولانا رونے لگے اور فرمایا کہ جنت میں بغیر نماز کے وقت کیسے گزرے گا۔

جس کی نماز صحیح ہو وہ جنتی ہے

دوسری چیز یہ کہ نماز کی فضیلت کیا ہے؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ فخر دو عالم علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند کریم کا ارشاد ہے:

افترضت علی امتک خمس صلوات و عهدت عندی عهدا انه من حافظ علیهن لوقتهن ادخلته الجنة و من لم یحافظ علیهن فلا عهد له عندی۔ (ابن ماجه)

میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو ان پانچوں نمازوں کی حفاظت کرے گا یعنی ہر نماز پابندی کے ساتھ اپنے وقت پر باجماعت ادا کرے گا اس کو میں اپنی ذمہ داری سے جنت میں داخل کروں گا اور جو شخص ان پانچ نمازوں کی حفاظت نہیں کرے گا مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

مزید فرمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ارئیتم لو ان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمسا ھل یبقی من درنہ شیئ، قالو الا یبقی من درنہ شیئ قال فذالک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بھن الخطایا۔ (مشکوٰۃ ص۵۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے صحابہ یہ بتاؤ اگر کسی کے دروازہ کے سامنے ایک نہر بہہ رہی ہو اور وہ آدمی اس نہر میں ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو کیا اس کے بعد اس شخص کے جسم پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نہیں حضور کسی قسم کا میل باقی نہیں رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی بھی یہی مثال ہے اللہ تعالی پانچ نمازوں کی وجہ سے اسی طرح گناہوں کو ختم فرمادیتے ہیں اور نمازی گناہوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے جس طرح کہ وہ غسل کرنے والا گندگی سے پاک ہوگیا۔

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ من عملہ صلوتہ، فان صلحت فقد افلح و انجح، و ان فسدت فقد خاب و خسر۔

نماز چھوڑنا نفاق کی علامت ہے

بندہ کے اعمال میں سے سب سے پہلے قیامت کے دن نماز کا حساب کتاب ہوگا اگر نماز صحیح ثابت ہوگی تو وہ آدمی کامیاب اور کامران ہوگا اور نماز کے حساب کتاب میں بندہ ناکام اور ناقص ثابت ہوا تو ایسا شخص خسارہ اور نقصان میں ہوگا یوں سمجھیں کہ نماز ایسا لازمی پرچہ ہے کہ جس پر آخرت کے امتحان کا تمام نتیجہ موقوف ہے۔

نبی علیہ السلام کا فرمان ہے:

لیس صلوٰۃ اثقل علی المنافقین من صلوٰۃ الفجر و العشاء و لو یعلمون ما فیھما لاتوھما و لو حبوا۔ (بخاری)

فجر اور عشاء سے زیادہ کوئی نماز منافقوں پر بھاری اور مشکل نہیں ہے اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نمازوں کو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کا کتنا اجر وثواب ہے تو جماعت کو کبھی نہ چھوڑیں اگرچہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر مسجد آنا پڑے۔

CamScanner

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں اول یہ کہ عشاء اور فجر کی ترک جماعت کو علامت نفاق قرار دیا گیا ہے تو بالکل نماز ہی کو ترک کرنا کتنا بڑا گناہ ہوگا، ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ خود اپنا محاسبہ کرے۔

دوئم یہ معلوم ہوا کہ عام لوگوں کی عقل وبصیرت انبیاء علیہم السلام کی بصیرت اور علوم کے سامنے اس سے بھی کم ہے جیسا کہ دانائے زمانہ کے سامنے ایک ناسمجھ بچہ ہوتا ہے جسے موتی اور جواہرات کی خبر نہیں اس کے نزدیک سب سے قیمتی چیز وہ مٹھائی ہے جسے وہ پسند کرتا ہے وہ اپنی پسندیدہ مٹھائی کے بدلے قیمتی موتی کو فروخت کر کے یہ سمجھے گا کہ میں نے بڑا مفید سودا کیا اگر دانا آدمی کہے کہ اس میں تمہیں نقصان ہے یہ اس کی سمجھ میں نہیں آئے گا لیکن ہر باشعور جانتا ہے کہ بچے نے گھاٹے کا سودا کیا اور دانائے زمانہ کی بات درست ہے۔

میرے محترم! ہماری اور آپ کی عقل وبصیرت فخر اولین وآخرین کی عقل وبصیرت اور علوم کے سامنے اس سے بہت کمتر ہے جتنی کہ بچے کی سمجھ دانائے زمانہ کے سامنے ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ نبی علیہ السلام کے ہر فرمان پر اس سے بھی بڑھ کر ایمان ویقین رکھیں جتنا کہ ہمیں اپنے مشاہدہ پر ہوتا ہے۔

تیسری چیز یہ کہ نماز چھوڑنا کتنا بڑا گناہ ہے، جو چیز جس قدر اہم اور ضروری ہوتی ہے اس کا ترک کرنا اتنا ہی بڑا گناہ ہوتا ہے، مثلاً کلمہ اسلام کی بنیاد ہے تو بغیر کلمہ کے کوئی عمل مقبول نہیں ہوسکتا، اسی طرح کلمہ کے بعد سب سے اہم عبادت نماز ہے اور اس کا ترک کرنا بہت بڑا گناہ ہے یہی وجہ ہے کہ جب جنتی لوگ اہل جہنم سے دریافت کریں گے اور کہیں گے: مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ۔ تم کس وجہ سے جہنم میں پہنچ گئے ہو، اور کس عمل کی بنیاد پر تم اس زبردست عذاب وسزا کے مستحق ٹھہرے۔ وہ جواب میں اہل جنت سے یوں گویا ہوں گے:

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۔ (آیت ۴۳ سورۃ مدثر) کہیں گے ہم نمازی نہیں تھے۔

اس سوال وجواب مکالمہ اور گفتگو سے جو اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان قیامت کے دن ہوگی اور خدا پاک کی مہربان ذات نے ہمیں دنیا میں ہی اپنے مقدس کلام کے ذریعے بتلا دیا تا کہ ان

CamScanner

عیوب اور خامیوں سے ہم باز رہیں جن کی وجہ سے لوگ جنت سے محروم ہو کر جہنم کا ایندھن بنیں گے، اس آیت کی روشنی میں ہمارے سامنے واضح ہو گیا کہ اہل جہنم کہیں گے سب سے پہلی وجہ ہمارے جہنم میں آنے کی یہ ہے کہ ہم نماز کے تارک تھے۔

نماز کے تارک حشر میں ذلیل ہوں گے

دوسری جگہ سورۃ قلم کے دوسرے رکوع میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ (سورۃ قلم آیت ۴۲)

(ترجمہ) وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے جس دن ساق کی تجلی ظاہر فرمائی جائے گی اور لوگوں کو سجدے طرف بلایا جائے گا تو کچھ لوگ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔

گویا قیامت کے دن ایک عظیم امتحان ہوگا جس سے واضح ہو جائے گا کہ خدا کے وفادار کون ہیں؟ بے وفا کون ہیں؟ نمازی کون ہیں؟ اور نماز سے روگردانی کرنے والے کون ہیں؟ اس وقت ساری مخلوق کے سامنے وہ لوگ ذلیل وخوار ہوں گے جو دنیا میں خدا کی نعمتیں خوب اڑاتے تھے لیکن اپنے منعم حقیقی کی شکر گزاری اور بندگی سے غافل رہے، امتحان یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کی تجلی ظاہر فرمائیں گے اور لوگوں کو حکم دیں گے کہ خدائے عزوجل کے سامنے سجدہ کرو، اور جھک جاؤ، اس وقت سب لوگ خدا تعالیٰ کی بندگی کرنے والے جھک جائیں گے، لیکن کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو باوجود کوشش کے سجدہ نہ کر سکیں گے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ان کی کمر تختہ کی طرح سخت ہو جائے گی وہ اس امتحان میں ناکام ہو کر خدا اور اس کی ساری مخلوق کے سامنے ذلیل ورسوا ہوں گے، آگے والی آیت میں اللہ تعالیٰ خود بتلاتے ہیں کہ ان کی اس وقت کیفیت کیا ہوگی اور وہ کون لوگ ہوں گے جو اللہ کے روبرو ذلیل ہوں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ۔

انکی آنکھیں شرمندگی سے جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوگی۔

یعنی نہ وہ خدا کو منہ دکھانے کے قابل ہوں گے اور نہ ہی بندگان خدا کے سامنے نگاہیں اوپر اٹھا سکیں گے، اللہ ہر ایک کو اس ذلت سے بچائیں، یہ بہت مشکل وقت ہوگا۔

CamScanner

یہی وجہ ہے کہ شیخ سعدیؒ نے لکھا ہے کہ کسی نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو دیکھا کہ آپ خانہ کعبہ میں بارگاہ الٰہی میں سربسجود تھے اور یوں روکر التجا کر رہے تھے کہ اے پروردگار میرے گناہوں کو معاف فرما، اور اگر میرے گناہ ناقابل معافی ہیں تو بروز قیامت مجھے اندھا اٹھا تا کہ میں تیرے نیکوکار بندوں کے سامنے رسوا نہ ہوں۔

آگے اس ذلت و رسوائی کی وجہ بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ۔ (سورۃ القلم آیت ۴۳)

اور آج سجدہ سے محروم اور باوجود کوشش کے سجدہ نہ کر سکنے کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں انہیں سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ صحیح سلامت ہوتے ہوئے بھی سجدہ نہیں کرتے تھے، یعنی اذانوں کے ذریعہ انہیں نماز کی دعوت دی جاتی تھی وہ باوجود اس کے کہ عبادت پر پوری قدرت رکھتے تھے لیکن پھر بھی نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

متعدد احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہمیشہ کلمہ کے بعد نماز کا حکم دیا جاتا تھا کسی غیر مسلم پر نہ تو نماز فرض ہے اور نہ ہی اسے نماز کی دعوت دی جاتی ہے اس لئے اس سزا کا مصداق وہ کلمہ گو ہوں گے جو باوجود مسلمان ہونے کے نماز جیسی اہم اور بنیادی عبادت سے غافل رہتے تھے۔

چنانچہ سورۃ ماعون میں ارشاد ہوتا ہے: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (آیت ۵، ۴)

ہلاکت و بربادی ہے ایسے نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں کو بھلا بیٹھتے ہیں، مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے ہاں ایسے نمازیوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، جو نمازوں کو اپنی طبیعت اور مرضی کے تابع بنا دیتے ہیں، جب طبیعت چاہے پڑھ لیتے ہیں ورنہ چھوڑ دیتے ہیں، اپنی دنیاوی ضرورتوں کو مقدم رکھتے ہیں، ان سے وقت بچ گیا تو پڑھ لیتے ہیں ورنہ چھوڑ دیتے ہیں، نماز کی ہی پرواہ نہ کرنا یا بے وقت پڑھنا یا پڑھتے ہوئے دل و دماغ کو دنیاوی کاموں کی طرف متوجہ کئے رکھنا یہ سب باتیں غفلت اور بے پرواہی کہلاتی ہیں۔

سرور کائنات علیہ السلام کا فرمانا ہے کہ: صلوا كما رأيتموني اصلي آپ نے اپنے اصحاب باصفا، مریدان باوفا، سرداران اتقیا و اولیاء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو اسی طرح تم بھی اپنی نمازیں ادا کیا کرو۔

CamScanner

علامہ اقبالؒ نے ان ہی خدا اور رسول کے سچے عاشقوں کا یوں ذکر کیا ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے		جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا		سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو		عجب شے ہے یہ لذت آشنائی

اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

CamScanner

نماز باجماعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّابَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ O۔

(ترجمہ) اور قائم کرو نماز تم اور ادا کرو زکوٰۃ اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

محترم سامعین! یہ جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے یہ پہلے پارہ کے پانچویں رکوع سے ہے، اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تین کاموں کا حکم دیتے ہیں، نماز قائم کرنے کا، زکوٰۃ ادا کرنے کا، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کا۔

اس آیت میں دیا گیا تیسرا حکم یعنی رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ یہ نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم ہے، کیونکہ رکوع کرنے والوں کی جماعت میں آپ تب ہی شامل ہو سکتے ہیں جبکہ جماعت سے نماز ادا کریں ورنہ ہر آدمی تنہا نماز پڑھنے والا تو اکیلا ہی رکوع کرتا ہے یہ اس کا رکوع جماعت راکعین کے ساتھ نہیں ہوتا، اس آیت کی روشنی میں مجھے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بارے میں چند چیزیں آپ کے سامنے عرض کرنی ہیں۔

۱...... جماعت کی اہمیت کیا ہے؟

۲...... جماعت کی فضیلت کیا ہے؟

۳...... جماعت ترک کرنا کتنا بڑا گناہ ہے؟

جماعت کی اہمیت

پہلی چیز جماعت کی اہمیت ہے جو اس آیت سے بھی واضح ہوتی ہے یہاں ہمیں نماز ادا کرنے کے ساتھ ساتھ جماعت کے اہتمام کا بھی حکم دیا گیا ہے حکم خداوندی کی پوری تکمیل تب ہی ہوگی جبکہ ہم باجماعت نماز ادا کریں، باجماعت نماز ادا کرنا ایک نیکی یا صرف ایک اجر وثواب کا کام ہی نہیں ہے بلکہ یوں سمجھیں کہ یہ نیکیاں کمانے کا کارخانہ ہے، مسلمانوں کا امتیازی تمغہ ہے، ازلی دشمن شیطان کے خلاف جہاد کرنے کا بہترین محاذ ہے، خدا کی فوج میں شامل ہونے کا عملی ثبوت ہے، حقیقی مساوات اور اخوت اسلامی کا ایک مظہر ہے۔

CamScanner

باجماعت نماز ادا کرنے پر اجر و ثواب کی کثرت

ارشادات نبوی علیہ السلام کی روشنی میں آپ سماعت فرمائیں کہ باجماعت نماز ادا کرنا کس طرح نیکیاں کمانے کا کارخانہ ہے آپ نے فرمایا:

من غدا الی المسجد او راح اعد اللہ لہ نزلہ من الجنۃ کلما غدا او راح۔ (بخاری)

جو بندہ صبح یا شام مسجد جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر صبح اور ہر شام کے بدلے جنت میں ایک ضیافت اور مہمانی تیار فرماتے ہیں۔

غور فرمائیں ابھی مسجد کی طرف صرف چلا ہے کہ احکم الحاکمین کا مہمان بن گیا، اور ایک ایسی ضیافت اس کے لئے تیار ہوگئی جس کا تعارف خود سید المرسلین علیہ السلام نے یوں کروایا ہے، حدیث قدسی کے الفاظ ہیں:

اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رات، و لا اذن سمعت، و لا خطر علی قلب بشر (بخاری)

رب کائنات فرماتے ہیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ عیش و عشرت آرام و راحت کا سامان تیار کر رکھا ہے جن کا دیدار کسی آنکھ نے نہیں کیا جن کا تذکرہ کسی کان نے نہیں سنا اور جن کا تصور بھی کسی انسان کے دل میں نہیں گزرا۔

یہاں کان، آنکھ اور دل سے مراد افرادِ امت کے کان آنکھیں اور دل ہیں، ورنہ امام الانبیاء علیہ السلام نے تو معراج کی رات جنت کی سیر فرمائی تھی۔

یہ تو صرف خدا کے گھر میں وفادار بندہ کے مطیع و فرمانبردار بن کے آنے کا اجر و ثواب ہوا، اب گھر سے تیاری کر کے مسجد کی طرف چلنے کے بارے میں سنئے: سید الرسل علیہ السلام کا ارشاد ہے:

من تطهر فی بیته ثم مضی الی بیت من بیوت اللہ لیقضی فریضة من فرائض اللہ کانت خطوتاہ إحداھا تحط خطیئة و الاخری ترفع درجة (مسلم)

جو نمازی اپنے گھر سے اچھی طرح وضو کر کے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف فرض نماز ادا کرنے کے لئے جاتا ہے تو پہلے قدم سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور دوسرے قدم سے اس کے درجات کی بلندی شروع ہو جاتی ہے۔

CamScanner

مزید آپ کا فرمان ہے:

بشر المشائين في الظلم الى المساجد بالنور التام يوم القيامة (شرح ریاض الصالحین)

اندھیروں میں مسجد میں بکثرت جانے والوں کو یہ بشارت وخوشخبری دے دو کہ قیامت کے دن انہیں مکمل نور عطا کیا جائے گا۔

اس نور تام کو یوں سمجھیں کہ پل صراط عبور کرنے کا ایک ٹکٹ ہوگا جو اہل ایمان کو عطا کیا جائے گا، جن کے پاس وہاں نور ہوگا وہ پل صراط جو پندرہ سو سال کا راستہ ہے طے کر کے جنت میں پہنچ جائیں گے، اور جو اس نور سے محروم ہوں گے وہ نہ تو پل صراط سے گزر سکیں گے اور نہ ہی انہیں جنت میں جانا نصیب ہوگا، نور تام کا قیامت کے دن اہل حق کی علامت ہونا اور اسی نور کی بناء پر جنت میں داخل ہونے کی رب کریم نے یوں وضاحت فرمائی ہے:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم

اور اس دن دیکھیں گے آپ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا۔

قیامت کے دن جب جہنم پر پل صراط قائم کیا جائے گا اور لوگوں کو حکم ہوگا کہ اس کے اوپر سے گزرو اس وقت وہاں کوئی روشنی نہیں ہوگی ہر طرف اندھیرا ہوگا، صرف ایمان نماز اور دیگر اعمال صالحہ وہاں تام اور مکمل روشنی کی صورت اختیار کر کے عمل کرنے والوں کے سامنے صرف یہ نہیں کہ کھڑے ہونگے کہ انہیں ہاتھ میں لے کے چلنا پڑے بلکہ وہ خود جنت کی طرف خوب دوڑ کر چلنے لگیں گے اور وہ نور اہل ایمان کے سامنے ہوگا تا کہ وہ راستہ دیکھیں اور داہنی طرف بھی ہوگا تا کہ دوسرے لوگ جان لیں کہ یہ داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال پانے والے جنتی کامیابی کے ساتھ جنت کی طرف جارہے ہیں۔

غور فرمائیں اس سے بڑی اور کیا سعادت ہوگی کہ مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کرنے کا اپنا معمول بنانے والوں کو اس حدیث شریف میں بشارت سنائی گئی ہے کہ انہیں قیامت کے دن نور تام عطا کیا جائے گا یہ تو ہوا صرف مسجد میں نماز کی نیت سے آنے کو ثواب جب نمازی مسجد میں آکر بیٹھ جاتا ہے اور جماعت کا انتظار کرتا ہے یا ایک نماز ادا کرنے کے بعد مسجد میں دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے صرف اس انتظار پر رب کریم اسے کیا کچھ عطا فرماتے ہیں زبان نبوت سے سماعت فرمائیں۔

CamScanner

آپ نے فرمایا:

لا یزال احدکم فی صلوٰۃ مادامت الصلاۃ تحبسہ لا یمنعہ ان ینقلب الی اھلہ الا الصلوٰۃ

(صحیح مسلم)

جب تک تم میں سے کوئی شخص نماز کے انتظار کے لئے مسجد میں ٹھہرا رہتا ہے اور صرف اسی لئے گھر نہیں جاتا تاکہ وہ باجماعت نماز ادا کرے تو جتنی دیر وہ انتظار کرے گا اسے نماز کا ثواب ملتا رہے گا اور انتظار میں صرف ہونے والا سارا وقت نماز میں شمار کیا جائے گا۔

مزید فرمان سید المرسلین ﷺ ہے:

الملئکۃ تصلی علی احدکم مادام فی مصلاہ الذی صلی فیہ مالم یحدث تقول اللھم اغفر لہ اللھم ارحمہ۔

جو شخص نماز کے بعد وہاں ہی اپنی جگہ بیٹھا رہتا ہے وہ ذکر وعبادت کے لئے بیٹھے یا دوسری نماز کے انتظار کے لئے جب تک وہ باوضو بیٹھا رہے گا فرشتے اس کے لئے یوں دعا گو رہیں گے اے اللہ اسکی بخشش فرما، اے اللہ اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔

غور فرمائیں! وہ احکم الحاکمین ذات اپنے بندوں پر کس قدر مہربان ہے جس نے اپنے معصوم وپاک فرشتوں کی ڈیوٹی لگادی کہ اے فرشتو تم میرے ان بندوں کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کیا کرو جو نماز کے بعد وہاں ہی بیٹھ کر مجھے یاد کرتے ہیں ان احادیث سے جو آپ کے سامنے بیان کی گی ہیں جن میں مسجد میں آنے، گھر سے باوضو ہو کر چلنے، نماز کا انتظار کرنے اور نماز ادا کرنے کے بعد وہاں بیٹھے رہنے کا اجر وثواب بیان کیا گیا ہے ان سے واضح ہو گیا کہ باجماعت نماز ادا کرنا ایک نیکی نہیں ہے بلکہ نیکیوں کا کارخانہ ہے۔

دوسری وجہ جماعت کی اہمیت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مسجدوں کے آباد کرنے کو اہل ایمان کی علامت اور وصف خاص کے طور پر بیان فرمایا ہے جبکہ مشرکین مکہ نے اس بات پر فخر کیا کہ ہم مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں اور حجاج کو پانی پلاتے ہیں تو اللہ نے ان کے اس خیال کو باطل قرار دیا اور فرمایا کہ تمہارے اندر اس کی اہلیت اور صلاحیت ہی نہیں ہے کہ میرے مقدس وپاکیزہ گھر کو آباد کرو، صلاحیت کی شرط اول تو ایمان ہے جس سے تم محروم ہو۔

CamScanner

ارشاد ہوتا ہے:

مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ شٰھِدِیْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ بِالْکُفْرِ اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ وَفِی النَّارِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ O (التوبۃ17)

مشرکین اس قابل ہی نہیں کہ وہ اللہ کے گھروں کو آباد کریں کیونکہ وہ اپنے کافر ہونے کا خود اقرار کرتے ہیں اس کفر کی وجہ سے ان کے تمام اعمال برباد ہو گئے ہیں اور وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔

پھر آگے ارشاد ہوتا ہے کہ کون لوگ مسجدیں آباد کرنے کے اہل ہیں وہ اللہ کی منتخب اور برگزیدہ جماعت کون سی ہے جسے خدا نے خود فرمایا کہ تم میرے پاک گھروں کو آباد کرنے کے قابل ہو۔

فرمایا:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ O (التوبۃ18)

ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی نہیں ڈرتے عنقریب یہ لوگ اپنی کامیابی کی منزل پر پہنچ جائیں گے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مسجدیں آباد کرنا اہل ایمان کی علامت اور نشانی ہے اور ان دونوں آیتوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ احکم الحاکمین ذات نے مشرکین کو نا اہل قرار دے دیا اور فرمایا کہ جب تک تم ایمان نہ لاؤ اس وقت تک تم اس قابل نہیں ہو کہ تم سے سلامی لی جائے اور ساتھ یہ بھی اعلان فرما دیا کہ صرف اہل ایمان کو میں نے تمام بندوں میں سے منتخب کر لیا ہے اپنی سلامی کے لئے اور اپنے گھروں کو آباد کرنے کے لئے۔

با جماعت نماز ادا کرنے کی فضلیت

تیسری چیز جماعت کی اہمیت کی یہ ہے کہ جماعت پر اللہ کی مدد اور نصرت کا ہاتھ ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے: **ید اللہ علی الجماعۃ** نصرت خداوندی جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔

CamScanner

ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ O بے شک اللہ صابرین کی جماعت کے ساتھ ہیں۔

پابندی سے نماز ادا کرنا صبر علی الاطاعت ہے یعنی اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری پر ڈٹے رہنا یہ بھی ایک قسم کا صبر ہے۔

فرمان باری تعالی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ O (سورۃ النحل آیت ۱۲۸)

بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور احسان کرنے والوں کی جماعت کے ساتھ ہیں۔

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کی جماعت مل کر کوئی نیک کام سرانجام دیتی ہے تو نصرت خداوندی اس جماعت کے ساتھ ہوتی ہے اور باجماعت نماز ادا کرنے سے بڑا نیک کام کون سا ہوگا

دوسری چیز یہ کہ باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت کیا ہے؟

ارشاد نبوی ہے:

صلاة الجماعة افضل من صلاة الفذ بسبع و عشرين درجة (صحیح ابن حبان)

باجماعت ادا کی گئی نماز کو بغیر جماعت کے پڑھی جانے والی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ برتری وفوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔

آپ یوں سمجھیں کہ ایک وہ کارخانہ اور فیکٹری ہے جہاں مزدور کو ستائیس روپے ایک گھنٹے کے ملتے ہیں اور دوسرے کارخانے میں ایک روپیہ فی گھنٹہ ہے ہر آدمی کوشش کرے گا کہ اسے وہاں کام ملے جہاں ستائیس روپے وہ ہر گھنٹے کے کما سکے لیکن آخرت کے معاملے میں ہم اتنے حریص نہیں ہیں جتنی کہ ہمیں دنیا کی حرص ہے۔

کیا خوب فرمایا رب ذوالجلال نے:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ـ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ـ (الاعلی ۱۶ـ۱۷)

بلکہ تم تو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

دنیا کی محبت اگر فکر آخرت سے غافل کردے تو وہ زہر قاتل ہے جس کا علاج ضروری ہے اگر

علاج کئے بغیر انسان دنیائے فانی سے رخصت ہوگیا تو پھر ہمیشہ حسرت وافسوس کے آنسو بہاتا رہے گا۔

مزید فرمان سید المرسلین علیہ السلام ہے:

والذی نفسی بیدہ لقد ھممت ان آمر بحطب یحتطب ثم آمر بالصلوٰۃ فیوذن لھا ثم آمر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الیٰ رجال فاحرق علیھم بیوتھم (بخاری)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بلا شبہ میں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو کہوں کہ وہ اذان دے پھر کسی کو متعین کروں جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود جا کر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھتے ہیں اور جماعت کی نماز میں شریک نہیں ہوتے۔

یہ روایت بخاری اور مسلم شریف کی ہے، اور ترمذی شریف میں آپ کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں اور بچوں کی وجہ سے آپ نے اس ارادہ کی تکمیل نہیں فرمائی کیونکہ عورتوں اور بچوں کے لئے جماعت میں حاضر ہونا ضروری نہیں ہے۔

اس حدیث شریف کو ایک مثال کی روشنی میں ذہن نشین فرمائیں مثلاً ایک بہت ماہر سرجن ہے جو مریض کو دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس کا مرض خطرناک ہے آپریشن کے سوا اس کا علاج ممکن نہیں لیکن ہم اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا عزیز یا دوست بالکل ٹھیک ٹھاک ہے ہم سے باتیں کرتا ہے اپنا کام باقاعدگی سے سرانجام دیتا ہے دیکھنے میں صحتمند اور تندرست نظر آتا ہے اس کے باوجود ہم کبھی بھی ماہر ڈاکٹر سے اختلاف رائے نہیں کرتے اس کے معاملہ میں مداخلت نہیں کرتے اس کی نگاہ پر کامل اعتماد کرتے ہیں اسکے جسم کاٹنے اور آپریشن کرنے کو مریض کے لئے باعث صحت یقین کرتے ہیں ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرتے ہیں اسے ہزاروں روپے معاوضہ دیتے ہیں حالانکہ ظاہری طور پر اس نے ہمارے صحیح سلامت آدمی کو زخمی کر دیا لیکن ہماری نظر انجام پر ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ وقتی تکلیف عارضی ہے اس کا انجام صحت اور تندرستی ہے بالکل یوں ہی جان لیں ک ہم نے صرف دنیا کو دیکھا ہے آخرت ہمارے سامنے نہیں ہے، کس گناہ کی آخرت میں کیا سزا ہے ہم نے اس کا مشاہدہ نہیں کیا، کون سی عبادت ترک کرنے کا کتنا بڑا عذاب ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کو نہیں دیکھا، لیکن امام الانبیاء علیہ السلام نے شب معراج میں ان سب چیزوں کا مشاہدہ فرمایا باوجود اس کے کہ آپ رحمۃ اللعالمین ہیں آپ نے

CamScanner

گالیاں سن کو لوگوں کو دعائیں دیں، آپ نے پتھر برسانے والوں کی تیارداریاں کیں، آپ نے ہمیشہ برائی کا بدلہ نیکی سے دیا، لیکن پھر بھی با جماعت نماز نہ ادا کرنے والوں پر آپ اس قدر ناراض اور غضب ناک ہیں کہ ان کے گھروں کو آگ لگانے کا ارادہ فرمایا کیونکہ آپ اپنے علم کامل سے اپنی بے مثل بصیرت سے جانتے ہیں کہ جماعت ترک کرنے کی سزا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے کئی گنا زیادہ ہے جو کسی آدمی کو اس کا گھر جل جانے پر پریشانی نقصان اور حسرت ہوتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں آپ کا فرمان ہے:

من صلی العشاء فی جماعۃ فکانما قام نصف الیل، و من صلی الصبح فی جماعۃ فکانما صلی الیل کلہ (مسلم شریف)

جس شخص نے عشاء کی نماز با جماعت ادا کی اس کے لئے اتنا اجر و ثواب ہے کہ گویا اس نے نصف رات اللہ کی عبادت و بندگی میں گزار دی اور جس نے فجر کی نماز با جماعت پڑھ لی اسے ساری رات کی عبادت کا ثواب مل گیا۔

دیکھ لیجئے! کریم ذات نے اپنی عطاؤں کے دروازے اپنے محبوب ﷺ کی امت کے لئے کھول دیئے ہیں اب ہمارا کام ہے کہ دامن پھیلائیں اور نیکیوں کے انبار سمیٹ لیں۔

ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لو یعلم الناس ما فی النداء و الصف الاول، ثم لم یجدوا الا ان یستھموا علیہ لاستھموا (بخاری)

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ پہلی صف میں نماز ادا کرنے اور اذان پڑھنے کا کتنا اجر و ثواب ہے تو لوگوں کو پہلی صف میں جگہ حاصل کرنے کے لئے اور اذان دینے کے لئے اس قدر ہجوم ہو جائے کہ قرعہ اندازی کے ذریعے اپنا نمبر حاصل کریں۔

جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں

من سرہ ان یلقی اللہ غدا مسلما فلیحافظ علی ھؤلاء الصلوات حیث ینادی بھن

(مسلم)

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ کل دربار خداوندی میں مسلمان بن کر حاضر ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ نمازیں پابندی کے ساتھ ایسی جگہ ادا کرے جہاں اذان ہوتی ہو یعنی مسجد میں باجماعت نمازیں ادا کریں۔ تیسری چیز یہ ہے کہ:

جماعت ترک کرنا کتنا بڑا گناہ ہے؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ما من ثلثة فی قریة ولا بدو لا تقام فیھم الصلوٰة الاقد استحوذ علیھم الشیطان فعلیکم بالجماعة فانما یاکل الذئب القاصیة (مشکوٰۃ، ابوداود و نسائی)

جس بستی اور گاؤں میں تین مسلمان مرد ہوں اور وہ باجماعت نماز نہ ادا کریں تو شیطان ان پر مسلط ہو کر انہیں قابو میں لے لیتا ہے، تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم جماعت کی پابندی کرو کیونکہ بکریوں سے جو بکری الگ تھلگ راہ اختیار کر لیتی ہے وہ آخرکار بھیڑیوں کا لقمہ بنتی ہے۔

اس حدیث شریف میں آپ نے واضح فرمایا کہ ایمان اور اعمال صالحہ کی حفاظت کرنے کے لئے جماعت کی پابندی بے حد ضروری ہے کیونکہ جماعت چھوڑ کر شیطان کے حملوں کا مقابلہ کرنا مشکل ہے شیاطین انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے متحد اور منظم رہتے ہیں ان کے باقاعدہ لشکر ہیں جو انسانوں کے ایمان اور اعمال صالحہ پر حملہ کرنے کے لئے ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِھِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ (الانعام)

اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے رہتے ہیں کہ وہ تم سے لڑائی جاری رکھیں، گویا کہ بڑے شیطان چھوٹوں کو تربیت دے کر انہیں اہل ایمان پر حملہ کے لئے ہر وقت تیار رکھتے ہیں۔ اب اگر اہل ایمان بھی بصورت جماعت ان کا مقابلہ کریں تو انہیں شکست دے کر اپنا ایمان اور عمل محفوظ کر سکتے ہیں ورنہ فرد واحد کے لئے دشمن کے لشکر کا مقابلہ کرنا مشکل ہوتا ہے، اس لئے اس حدیث میں محسن کائنات علیہ السلام نے فرمایا: **علیکم بالجماعة** جماعت کی ضرور پابندی کرو **فانما یاکل الذئب القاصیة** منفرد بکری کو تو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔ اسی طرح تارک جماعت کو بھی انسانوں کا بھیڑیا شیطان ہلاک کر دے گا۔

CamScanner

دوسری حدیث میں رحمۃ اللعالمین علیہ السلام کا ارشاد ہے:

من سمع المنادی فلم یمنعہ من اتباعہ عذر قالوا وما العذر؟ قال خوف او مرض، لم تقبل منہ الصلوٰۃ التی صلاھا (مشکوٰۃ، ابو داؤد)

جو شخص موذن کی اذان سنے اور بغیر کسی عذر کے مسجد میں جا کر با جماعت نماز ادا نہ کرے اور گھر میں نماز پڑھ لے تو اس کی نماز مقبول نہیں ہوگی، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: کہ اے اللہ کے رسول ﷺ عذر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عذر کا مطلب یہ ہے کہ اسے جماعت میں حاضر ہونے سے کسی قسم کا ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو یا وہ بیمار ہو۔

جماعت کی قدر و منزلت صحابہ کی نظر میں

نبی علیہ السلام کے تربیت یافتہ صحابہؓ تو اس قدر جماعت کا اہتمام فرماتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے: **ولقد رایتنا ما یتخلف عنھا الا منافق معلوم النفاق۔**

اور ہم نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ اس قدر جماعت کی پابندی اور اہتمام فرماتے تھے کہ ان میں سے ایک بھی عمداً جان بوجھ کر جماعت کو نہیں چھوڑتا تھا، ہاں صرف وہ لوگ جو کھلے منافق تھے جماعت کو ترک کرتے تھے۔

غور فرمائیں! کہ صحابہ کرامؓ سے ہم عملی طور پر کتنے پیچھے ہیں ہم یہ تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہو کر دنیا میں مار کھا رہے ہیں اللہ کی مدد کیوں نہیں اترتی، لیکن ہم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہمارا ایمان کتنے درجہ کا ہے؟ کیا ہمارے اعمال اس قابل ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مدد کو اتروا سکیں؟

کیا خوب کہا شاعر نے:

جب میں کہتا ہوں کہ یا الٰہی مرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامہ اعمال دیکھ

اللہ تعالیٰ ہمیں پابندی کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

CS CamScanner

نماز جمعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد یعنی نماز اور خطبہ کی طرف فوراً چل پڑا کرو، اور خرید وفروخت کو چھوڑ دیا کرو، یہ تمہارے لئے خیر، بہتری اور بھلائی کا کام ہے اگر تمہیں کچھ سمجھ ہے تو اس کا بہتر ہونا تم جان سکتے ہو کہ ایک طرف دنیا فانی کے منافع ہیں اور دوسری طرف آخرت کی کامیابی وکامرانی جو کہ دائمی غیر متناہی اور غیر فانی ہے۔

معزز ومکرم سامعین! جو آیت مبارکہ آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس سے نماز جمعہ کی اہمیت اور فضیلت واضح ہوتی ہے اس آیت مقدسہ کی روشنی میں مجھے آپ کے سامنے چند چیزیں عرض کرنی ہیں۔

۱...... نماز جمعہ کی اہمیت کیا ہے؟

۲...... نماز جمعہ کا ترک کرنا کتنا بڑا گناہ ہے؟

جمعہ کی اہمیت

پہلی چیز یہ کہ نماز جمعہ کی اہمیت کیا ہے اس مذکورہ بالا آیت سے تین طرح جمعہ کی اہمیت ہمیں معلوم ہوتی ہے، آیت کے ابتدائی حصے میں ارشاد ہوا کہ اے اہل ایمان جب نماز جمعہ کی اذان کہی جایا کرے، اور جمعہ کی ادائیگی کے لئے تمہیں بلایا جائے تو تم اللہ کو یاد کرنے کے لئے بلا تاخیر چل پڑو، یہاں تاخیر کرنے سے بھی منع فرمایا کہ کہیں یہ تاخیر عظیم عبادت سے محرومی کا سبب نہ بن جائے، آپ جانتے ہیں کہ جتنا ضروری اہم اور مفید کام ہوتا ہے اتنی ہی اس کے لئے مالک اپنے غلاموں کو زبردست تاکید کیا کرتے ہیں اس طرح یہاں بھی احکم الحاکمین نے اپنے بندوں کو تاکید فرمائی ہے۔

CS CamScanner

جمعہ کے لئے کاروبار چھوڑنے کا حکم

آیت کے دوسرے حصہ میں فرمایا **وذروا البیع** کاروبار چھوڑ دو کہ تمہارے کاروبار جن کے منافع تمہیں نظر آتے ہیں میری یاد سے غافل نہ کریں۔

اور آیت کے آخر میں فرمایا کہ دنیا کے کاروبار کو چھوڑ کر میری یاد کے لئے آنا تمہارے لئے بہتر ہے اوراس میں تمہاری بھلائی ہے۔

جمعہ تمام دنوں سے افضل کیوں ہے؟

رب کریم نے بندوں کو اپنے جود و کرم سے نوازنے کے لئے اورتھوڑی محنت پر زیادہ اجر و ثواب دینے کے لئے پورے ہفتہ میں ایک دن مقرر فرمایا اور وہ دن جمعہ ہے۔

امام الانبیاء علیہ السلام کا ارشاد ہے: **خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعة فیہ خلق آدم و فیہ ادخل الجنة و فیہ اخرج منہا و فیہ تقوم الساعة** (البدایہ والنہایہ)

جمعہ کا دن تمام دنوں سے بہتر، افضل اور اعلیٰ ہے کیونکہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اور اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا تھا، اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر خداوند کریم نے اپنی خلافت کے لئے زمین پر اتارا تھا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ اللہ کے خاص انعامات اور اہم فیصلوں کا دن ہے، انسان دنیا میں اللہ کا خلیفہ ہے جس کو خداوند کریم نے صرف اپنی عبادت و بندگی کے لئے پیدا کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ** (الذاریات آیت ۵۶)

میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

باقی ساری کائنات زمین وآسمان، شمس وقمر، لیل ونہار، بر و بحر، شجر و حجر، آب وہوا اور جو کچھ بھی زمین کے نیچے اور زمین کے اوپر ہے سب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے نفع کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اللہ ہی نے زمین میں جو کچھ ہے سب کا سب تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔

CamScanner

جمعہ کا دن اس لئے اہم ، ارفع اعلیٰ اور برتر ہوا کہ اس میں اس مخلوق کو پیدا کیا گیا جو تخلیق کائنات کا سبب اور ذریعہ ہے۔

ایک دوسری روایت میں نبی علیہ السلام کا فرمان ہے:

نَحۡنُ الۡاٰخِرُوۡنَ السَّابِقُوۡنَ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ بَیۡدَ اَنَّھُمۡ اُوۡتُوا الۡکِتَابَ مِنۡ قَبۡلِنَا وَ اُوۡتِیۡنَا مِنۡ بَعۡدِھِمۡ ثُمَّ ھٰذَا یَوۡمُھُمُ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡھِمۡ یَعۡنِیۡ یَوۡمَ الۡجُمۡعَةِ فَاخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ فَھَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ فَھُمۡ لَنَا فِیۡهِ تَبَعٌ اَلۡیَھُوۡدُ غَدًا وَّ النَّصَارٰی بَعۡدَ غَدٍ۔ (مسلم شریف)

ہم دنیا میں سب سے آخر میں آئے ہیں کہ قیامت کے دن ہم سب سے آگے ہوں گے یہ الگ بات ہے کہ دوسری قوموں کو کتابیں ہم سے پہلے دی گئیں اور ہمیں کتاب یعنی قرآن کریم ان کے بعد دیا گیا پھر اس مقدس دن کو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی فرض کیا یعنی انہیں حکم ہوا کہ جمعہ کے دن کو عبادت کا خاص اہتمام کریں لیکن انہوں نے اختلاف کیا اور اس مقدس دن کے تعین کی غلطی کی البتہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو اس دن کے بارے میں صحیح ہدایت فرمائی اور دوسرے لوگ ہم سے پیچھے رہے افضل دن کی تلاش میں یہود نے جمعہ کے ایک دن بعد یعنی ہفتہ کو افضل دن قرار دیا اور نصاریٰ نے جمعہ کے دو دن بعد یعنی اتوار کو فضیلت والا دن قرار دیا۔

اور مشکوٰۃ ، ترمذی اور نسائی کی روایت ہے ، حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب ؓ سے ملاقات کی اور انہیں نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد سنایا کہ سب سے بہتر دن جمعہ کا دن ہے اسی دن حضرت آدم ؑ کو پیدا کیا گیا اور اسی دن انہیں زمین پر اتارا گیا اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اسی دن حضرت آدم ؑ نے وفات پائی اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی یہی وجہ ہے کہ جن و انس کے علاوہ تمام مخلوق جمعہ کی صبح سے لے کر طلوع شمس تک قیامت کی منتظر اور خوفزدہ رہتی ہیں۔

جمعہ میں ایک خاص گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے

جمعہ کے دن ایک ایسی اجابت وقبولیت کی گھڑی اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے کہ جو بھی مسلمان بندہ اس گھڑی میں نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا والتجا کرے خداوند کریم اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں اور جو کچھ وہ مانگتا ہے عطا کرتے ہیں۔

CS CamScanner

مزید فرمان سید الرسل علیہ السلام ہے:

ان من افضل ایامکم یوم الجمعة، فیه خلق آدم ،و فیه قبض ،وفیه النفخة ،وفیه الصعقة ،فاکثروا علی من الصلوٰة فیه، فان صلوٰتکم معروضة علی، قالوا :یا رسول اللہ و کیف تعرض صلوتنا علیک و قد ارمت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔

تمہارے لئے جو دن افضل وارفع قرار دیئے گئے ہیں ان میں سے ایک جمعہ کا بھی دن ہے جسے برتری اور فوقیت حاصل ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن ان کی وفات بھی ہوئی اور اسی دن پہلی دفعہ صور پھونکا جائے گا جس کی وجہ سے ہر جان دار پر موت طاری ہو جائیگی اور اسی جمعہ کے دن ہی دوسری بار صور پھونکا جائے گا جس کی وجہ سے مردے زندہ ہو جائیں گے، آپ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضور! آپ کے وصال کے بعد جب جسم اقدس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو درود کے پیش ہونے کی کیا کیفیت ہوگی؟ یعنی اس وقت پیش کئے جانے کا طریقہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام کیا ہوا ہے۔ (مشکوٰۃ ۱۲۰)

اس حدیث مبارک سے جمعہ کی اہمیت کی چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

جمعہ کے دن پہلی بار صور پھونکا جانا جس سے ساری جاندار چیزوں کی موت واقع ہو جائے گی گویا کہ جمعہ سارے عالم کی موت کا دن ہے اور دوسری بار صور پھونک کر سارے عالم کو زندہ بھی اسی دن کیا جائے گا۔

ارشاد نبوی علیہ السلام ہے: اَنْتُمْ تَمُوْتُوْنَ کَمَا تَحْیَوْنَ۔

کہ تم جس طرح زندگی گزارو گے ویسے ہی تمہاری موت بھی ہوگی۔

وَتُحْشَرُوْنَ کَمَا تَمُوْتُوْنَ۔

اور تمہیں اسی طرح اٹھایا جائیگا جس طرح تم مرو گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصل اعتبار خاتمہ کا ہے جن کا خاتمہ اچھا ہوا ان کا انجام بھی اچھا ہے اور

CS CamScanner

جن کا خاتمہ برا ہوا ان کا انجام بھی برا ہے، جب یہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ ایک جمعہ ایسا ہے کہ جس دن کوئی مخلوق زندہ نہیں بچے گی سب پر موت طاری ہو جائے گی، اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ موت کے وقت جو عمل کریں گے اس پر حشر کا دارومدار ہے، اور یہ بات کسی کو معلوم نہیں کہ کون سے جمعہ کو قیامت واقع ہو گی کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ (سورۃ لقمان)

بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم۔

یعنی یہ کسی کو معلوم نہیں کہ قیامت کب واقع ہو گی البتہ یہ معلوم ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو گا اس لئے ساری مخلوق جمعہ کے دن خوفزدہ رہتی ہے سوائے جن وانس کے، ان احادیث اور آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا اہتمام کرنا از حد ضروری ہے۔

جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنے کا حکم

مزید اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن امام الانبیاء علیہ السلام کی ذات اقدس پر کثرت سے درود شریف بھیجنا چاہیے کیونکہ بکثرت درود پڑھنے والوں کا خاتمہ نیکی اور سعادت پر ہوتا ہے، اس لئے جمعہ کے دن زیادہ درود پڑھنے کا حکم ہوا۔

اور اس حدیث شریف یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کو دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اپنے روضہ اطہر میں اعلیٰ و احسن حیات حاصل ہے اس لئے جو کوئی آپ کے روضہ مبارک پر درود شریف پڑھے آپ خود سماعت فرماتے ہیں اور جو کسی اور جگہ درود شریف پڑھے تو فرشتے اس کا درود نبی علیہ السلام کی ذات اقدس تک پہنچاتے ہیں۔

دوسری حدیث میں آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

ان یوم الجمعة سید الایام و اعظمها عند اللہ و هو اعظم عند اللہ من یوم الاضحی و یوم الفطر (مشکوۃ ص ۱۲۰)

جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک تمام دنوں سے اعلیٰ، برتر، فوق اور ارفع ہے حتی کہ خدائے ذوالجلال کے نزدیک اس کی فضیلت وعظمت عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑی ہے۔

CamScanner

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں جمعہ کا اتنا اہتمام کرنا چاہیے کہ جتنا دونوں عیدوں کا کرتے ہیں بلکہ اسلام میں جمعہ کی اہمیت دونوں عیدوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

اسی حدیث کے آخر میں آپ کا فرمان ہے.

لا یسئل العبد فیھا شیئا الا اعطاہ إیاہ مالم یسئل حراما و فیہ تقوم الساعة ما من ملک مقرب ولا سماء ولا ارض ولا ریاح ولا جبال ولا بحر الا ھو مشفق من یوم الجمعة ان تقوم فیہ الساعة۔ (مشکوٰۃ ۱۲۰)

جمعہ کے دن مؤمن بندہ جو کچھ اپنے رب کریم سے مانگتا ہے وہ اس کو عطا فرماتے ہیں البتہ اگر کوئی کسی ناجائز اور حرام مقصد کی تکمیل کے لئے دعا کرے تو ایسی دعا قبول نہیں ہوگی ،اور اسی دن قیامت واقع ہوگی ،جس کی وجہ سے جمعہ کے دن سارے خدا کے مقرب فرشتے ، زمین وآسمان ، ہوا، پہاڑ اور سمندر سب خوفزدہ اور غمگین ہوتے ہیں۔

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ قیامت کی خاص گھڑی کا علم اللہ تعالی نے اپنے مقرب فرشتوں کو بھی نہیں عطا فرمایا ، یہی وجہ ہے کہ ہر جمعہ کو دوسری مخلوقات کی طرح اللہ کے مقرب فرشتے بھی خوف میں مبتلا رہتے ہیں کہ کہیں آج ہی قیامت نہ واقع ہو جائے ، دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ خدا کے مقرب فرشتے جو کہ پاک اور معصوم ہیں جن پر نہ کوئی گناہ ہے نہ ہی ان سے باز پرس ہے، اسی طرح زمین وآسمان ، ہوا، پہاڑ اور سمندر سب غیر مکلف ہونے کے باوجود قیامت کا بے حد خوف رکھتے ہیں جس کا ظہور جمعہ کے دن خاص طور پر ہوتا ہے، انسان کے لئے کیونکر مناسب ہے کہ وہ جمعہ کے دن بے خوف وخطر اپنے کاروبار اور مشغلوں میں مصروف رہے اور اللہ کی عبادت سے غافل رہ کر اپنے لئے حسرت و پریشانی کا سامان مہیا کرے۔

ایک روایت میں آپ کا ارشاد ہے

ما من مسلم یموت یوم الجمعة او لیلة الجمعة الا وقاہ اللہ فتنة القبر (مشکوٰۃ ۱۲۱)

جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو وفات پاتا ہے خداوند کریم اسے عذاب قبر سے نجات عطا فرماتے ہیں۔

CamScanner

غور فرمائیں جمعہ کہ کس قدر عظمت وفضیلت ہے کہ آخرت کا سب سے پہلا مرحلہ اس کے لئے آسان ہوجاتا ہے جو اس دن یا اس کی رات میں وفات پاتا ہے، اور ظاہر ہے کہ اجروثواب اس کے لئے ہے جس نے جمعہ کی قدر کی اور اس کے حقوق کو ادا کیا ورنہ اس بابرکت دن جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اور نماز جمعہ کی ادائیگی میں غفلت کرے وہ تو اللہ کا مجرم ہے جس کے لئے خدا کے ہاں سزا ہے نہ کہ انعام۔

پورے ہفتہ کے گناہوں کی معافی

ایک روایت میں نبی کریم علیہ السلام کا فرمان ہے:

من اغتسل ثم اتی الجمعة فاستمع و انصت غفر له ما بينه و بين الجمعة و فضل ثلاثة ايام (مشکوۃ ۱۲۲)

جو شخص غسل کر کے جمعہ پڑھنے آتا ہے پھر خطبہ وتقریر خاموشی سے بیٹھ کر سنتا ہے اسکے گزشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک کے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور تین دن کی مزید عبادت کا اجروثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔

چھ شرائط کے ساتھ جمعہ ادا کرنے والوں کے لیے ہر قدم پر ایک سال کے نفلی روزوں اور ایک سال کی نفلی عبادت کا ثواب

مزید آپ کا ارشاد ہے:

من غسل يوم الجمعة و اغتسل و بكر و ابتكر و مشى و لم يركب و دنى من الامام و استمع و لم يلغ كان له بكل خطوة عمل سنة اجر صيامها و قيامها۔

جس نے جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کیا اور گھر والوں کو بھی غسل کرنے کا حکم دیا، خود صبح سویرے اٹھا اور گھر والوں کو بھی اٹھایا، پھر پیدل چل کر نماز جمعہ ادا کرنے گیا جا کر مسجد میں امام کے قریب بیٹھ کر تقریر وخطبہ سنا اور کوئی لغو اور بیہودہ بات بھی نہیں کہی، ایسے شخص کو ہر قدم کے عوض ایک سال نفلی روزے رکھنے، ایک سال نفلی نمازیں پڑھنے کا اجروثواب عطا کیا جاتا ہے۔

اس حدیث شریف میں چند چیزوں کے اہتمام کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے پر بہت بڑے

CamScanner

اجر کا وعدہ ہے بندہ ہر حالت میں محتاج ہے اور خدا تعالیٰ کی عطاؤں کی کوئی انتہاء نہیں ہے وہ اپنے بندہ کے کسی عمل پر خوش ہو کر جتنا چاہے اجر دے دے، اس مہربان ذات نے اپنی کتاب مقدس قرآن کریم میں خود اعلان فرمایا ہے۔

وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ (البقرۃ ۲۶۱)

اللہ جس کے لئے چاہیں اور جتنا چاہیں اجر و ثواب بڑھا دیتے ہیں۔

یہ وہ احادیث تھیں جن سے جمعہ کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

ترک جمعہ کے نقصانات

اب اس کے بارے میں سماعت فرمائیں کہ نماز جمعہ ترک کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔

ہمارے آقاء نامدار علیہ السلام کا ارشاد ہے:

لینتھین اقوام عن و دعھم الجمعات او لیختمن اللہ علی قلوبھم ثم لیکونن من الغافلین (مشکوٰۃ ۱۲۱)

لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ نماز جمعہ کا اس قدر اہتمام کریں کہ کبھی ان سے یہ نماز نہ چھوٹنے پائے ورنہ جمعہ جان بوجھ کر ترک کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے پھر ان کا شمار غافلوں اور نافرمانوں میں ہونے لگے گا۔

مزید آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

من ترک ثلاث جمع تھاونا بھا طبع اللہ علی قلبہ (مشکوٰۃ ۱۲۱)

جو شخص جان بوجھ کر غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے تین جمعہ ترک کر دیتا ہے خداوند کریم ایسے آدمی کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔

مزید آپ کا فرمان ہے:

من ترک الجمعۃ من غیر ضرورۃ کتب منافقا فی کتاب لا یمحی و لا یبدل (مشکوٰۃ ۱۲۱)

جو بغیر کسی اشد ضرورت کے جمعہ چھوڑ دیتا ہے اسے ایسی کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے جو نہ تو مٹائی جاتی ہے اور نہ ہی تبدیل کی جاتی ہے۔

CamScanner

مزید آپ کا فرمان ہے:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فعلیہ الجمعة یوم الجمعة الا مریض او مسافر او امراة او صبی (مشکوۃ ۱۲۱)

جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ ادا کرے البتہ بیماروں، مسافروں، عورتوں اور بچوں پر جمعہ فرض نہیں ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

CS CamScanner

عید الفطر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ،یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ o

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر آدمی کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

محترم ومکرم سامعین! میں نے قرآن کریم سورۃ حشر کی اٹھارہویں آیت مبارکہ مع ترجمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے آج ہم رب کریم کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ جس کی ذات نے ہمیں رمضان مبارک کا مہینہ اور عید کا مبارک دن عطا فرمایا مجھے اس عظیم ومبارک دن کی مناسبت سے آپ کے سامنے دو چیزیں عرض کرنی ہیں۔

۱...... یہ کہ عید کے دن کی اہمیت کیا ہے؟

۲...... عید کا دن ہمیں کیا سبق دیتا ہے؟

عید الفطر کی اہمیت

عید کی اہمیت کے بارے میں ارشاد نبوی علیہ السلام ہے۔

لکل قوم عید و ھذا عیدنا

آپ نے عید کے موقع پر فرمایا کہ ہر قوم کی کوئی عید ہوتی ہے اور کوئی ایسا دن ہوتا ہے جس میں وہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور فرمایا یہ ہماری عید ہے۔

رمضان کے اختتام پر مسلمانوں کو یہ عید عطا فرمائی گئی جس میں ہمیں یہ تعلیم وتربیت دی گئی کہ دنیا کی اقوام کی خوشی ومسرت کے مختلف اسباب ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر وہ اپنے لئے خوشی کا دن متعین کرتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کو بھی کچھ اسباب کی بنیاد پر دو عیدیں دی گئی ہیں، عید الفطر کا سبب خدا کی رضاجوئی اور خوشنودی کے لئے خواہشات کو قربان کرنا ہے، جب خدا کے پیاروں نے اپنے مولیٰ کے حکم پر اپنی تمناؤں کو چھوڑ دیا، بھوک اور پیاس کی شدت کو رضاء الٰہی کے لئے برداشت کیا تو بطور انعام انہیں

یہ رحمتوں اور بے شمار انعامات پر مشتمل دن عطا کیا گیا جس کی برکتوں کو امام الانبیاء علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے۔

آپ کا ارشاد ہے:

اذا کان یوم الفطر الازھر یطلع اللہ علی کافۃ الانام و ینشر رحمتہ فتعم الخاص و العام۔

جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے اس دن اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق پر نظر رحمت فرماتے ہیں اور ہر عام و خاص رحمت خداوندی سے بھرپور استفادہ کرتا ہے اور دامن بھرتا چلا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ رحمت خداوندی موسلا دھار بارش سے بھی تیز اہل زمین پر برستی ہے اب زمین کی طرح لوگ بھی مختلف ہوتے ہیں، کوئی تو زرخیز زمین کی مانند اس باران رحمت سے خوب سیراب ہو کر اپنی نجات کا سامان جمع کر لیتے ہیں ان کے دل حب الٰہی سے آباد، ان کی زبانیں ذکر الٰہی سے سرشار، ان کے کان قرآن کریم کی سماعت کے خوگر، ان کا باطن نور ہدایت سے منور اور ان کا ظاہر اعمال صالحہ کا مجسمہ نظر آتا ہے، وہ اپنی آخرت کے لئے خوب سرمایہ جمع کر لیتے ہیں، جنت کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس فرشتے ان کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں، لیکن کچھ لوگ بنجر زمین کی مانند خدا کی رحمت کی اس قدر زبردست بارش سے بھی فائدہ نہیں حاصل کرتے بلکہ ان کی حالت دن بدن ابتر ہوتی چلی جاتی ہے، ان کے دل فکر آخرت سے غافل ہیں، ان کی زبانیں ذکر الٰہی کی لذت سے بے خبر ہیں، ان کے کان حق کی سماعت سے بے خبر ہیں، ان کے ظاہر و باطن پر شیطان کا تسلط ہے، انہوں نے اپنی آخرت کو برباد کیا، اور ہر دن موت کے قریب اور اپنے خالق و مالک سے دور ہوتے چلے گئے، اتنے بابرکت دن میں بھی رحمت الٰہی سے محروم ہونا ان کی اپنی نالائقی اور ناقدری کی وجہ سے ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے دلوں کو مسلسل بغاوتوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے پتھر کی چٹانوں سے بھی سخت بنا دیا۔

عام معافی کا دن

مزید فرمان نبوی علیہ السلام ہے۔

ویباھی ملٰئکۃ فیقول یا ملٰئکتی ما جزاء اجیرٍ فی عملہ قالوا ربنا جزاہ ان یوفی

اجرہ فیقول یا ملٰئکتی عبیدی و امائی قضوا فریضتی علیھم ثم خرجوا یعجون فی الدعاء وعزتی وجلالی و کرمی و علوی و ارتفاع مکانی لا جیبنھم فیقول ارجعوا قد غفرت لکم و بدلت سیاٰتکم حسنات فیرجعون مغفورا لھم۔

عید الفطر کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے نیک بندوں کے اعمال پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے فرشتو! کیا اجر و بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنی مزدوری پوری کر لے ،فرشتے عرض کرتے ہیں: اے پروردگار اس کا بدلہ یہ ہے کہ اسے پوری اجرت دی جائے ،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے فرشتو! تم گواہ رہو میرے جن بندوں اور بندیوں نے میرے فرض کئے ہوئے احکام کی تکمیل کی پھر وہ عید گاہ یا مسجد میں پہنچ گئے اور میرے دربار میں عاجزی وانکساری کے ساتھ ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں، مجھے اپنی عزت کی قسم، اپنے جلال کی قسم، اپنے کرم، اپنے بلند مرتبے، اپنی اونچی شان اور اپنے مقام برتر و بالا کی قسم ہے میں ان کی دعاؤں کو ضرور قبول کروں گا، پھر ارشاد ہوتا ہے: اے میرے بندو اب جاؤ! میں نے تمہاری مغفرت کر دی، اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا، فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ وہ لوگ عید گاہ سے، مسجد سے اس حال میں واپس لوٹتے ہیں کہ وہ بالکل گناہوں سے پاک وصاف ہوتے ہیں۔

آنے والے کل کی تیاری

دوسری چیز یہ کہ عید کا دن ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ مؤمن کی حقیقی خوشی ومسرت خدا اور رسول اللہ علیہ السلام کے احکام کی بجا آوری میں ہے، جس طرح رمضان میں خدا اور رسول اللہ علیہ السلام کی اطاعت کرنے والے آج عید کی خوشیاں منا رہے ہیں اسی طرح دنیا میں دین حق کی پیروی کرنے والے، حق کی خاطر تکلیفیں اٹھانے والے، کل قیامت کے دن خوش ہوں گے، وہاں اہل ایمان کو ایسی خوشی حاصل ہوگی کہ جس کے بعد کبھی غمی اور پریشانی میں وہ مبتلا نہیں ہوں گے، انہیں ایسی جوانی ملے گی جس کے بعد کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا اور ایسی صحت ملے گی کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوں گے، اور انہیں ایسی طویل اور پر مسرت زندگی ملے گی جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہوگی۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہی دن مؤمنوں کے لئے حقیقی عید کا دن ہوگا، قرآن کی

جو آیت میں نے شروع میں تلاوت کی ہے اس میں اہل ایمان کو یہی حکم خداوندی ہے کہ وہ غور وخوض کریں کہ کل کے لئے کیا ساز وسامان آگے بھیج رہے ہیں۔

آخرت کی تیاری

امام الانبیاء علیہ السلام کا فرمان ہے:

الدنیا مزرعة الآخرة۔

کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں جو بیج ڈالیں گے آخرت میں اس کا پھل پائیں گے یہاں سے جیسا سرمایہ آگے بھیجیں گے ویسا ہی معاملہ ہمارے ساتھ کیا جائے گا۔

ارشاد خداوندی ہے: **اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ، وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ**۔ (الانفطار ۱۳۔۱۴)

بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور یقیناً نافرمان وباغی دوزخ میں جائیں گے۔

جنت کی عالی شان کامیاب وکامران زندگی کے حصول کے لئے ہمیں اس دنیا میں دو اعمال کرنے ہوں گے جو جنت میں جانے کا ذریعہ اور سبب ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ (٦) فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ (٧) وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ (٨) فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ (٩) (القارعة)

بہر حال جن کے نیک اعمال کے پلڑے بھاری اور وزنی ہوں گے وہ آرام کی زندگی میں خوش وخرم رہیں گے اور جن کی نیکیوں کے پلڑے خفیف و ہلکے ہوں گے ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

قیامت کے دن پانچ سوالوں کے جواب

دنیا میں ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جو کچھ ہمیں حاصل ہو رہا ہے یہ ہماری ملکیت ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں، دربار خداوندی میں مسئول ہوں گے۔

ہمارے آقا نامدار علیہ السلام کا ارشاد ہے:

لا تزول قدما ابن أدم یوم القیامة حتی یسأل عن خمس عن عمره فیما افناه و عن شبابه فیما ابلاه و عن ماله من این اکتسبه و فیما انفقه و ما ذا عمل فیما علم (مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

قیامت کے دن انسان اپنی جگہ سے ایک قدم بھی حرکت نہیں کر سکے گا جب تک وہ پانچ سوالوں کے جواب نہیں دے گا، پہلا سوال یہ ہوگا کہ اپنی عمر کو تو نے کہاں خرچ کیا؟ دوسرا جوانی کہاں خرچ کی؟ تیسرا مال کہاں سے کماتا رہا؟ چوتھا مال کو کہاں کہاں خرچ کرتا رہا؟ پانچواں تو جو کچھ جانتا تھا اس پر تو نے کتنا عمل کیا؟

غور فرمائیں ہماری ملکیت کے سارے دعوے جھوٹے اور بے بنیاد ہیں نہ ہم اپنی حیات و زندگی کے مالک ہیں، نہ جوانی اور قوت وطاقت کے مالک ہیں، نہ ہمارا مال ہماری حقیقی ملکیت ہے، اور نہ ہمیں یہ اختیار حاصل ہے کہ جیسا چاہیں اپنی زندگی اور اپنے مال و دولت میں تصرف کرتے پھریں۔ بلکہ ہمارا سب کچھ خدا کی عطا کردہ نعمت اور امانت ہے جس کے بارے میں ہمیں بارگاہ الٰہی میں پورا پورا حساب دینا ہے، بلکہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہمارے پاس امانتیں ہیں ہم انہیں غنیمت جانیں، اور صحیح استعمال کر کے اپنی آخرت بہتر بنائیں۔

ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ھرمک و صحتک قبل سقمک و غناک قبل فقرک و فراغک قبل شغلک و حیاتک قبل موتک۔

پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو، جوانی کو غنیمت سمجھ بڑھاپے سے پہلے، صحت کو غنیمت سمجھ بیماری کے آنے سے پہلے، دولت کو غنیمت جانو فقر و احتیاج کے آنے سے پہلے، فراغت کو غنیمت جانو مشغولیت کے آنے سے پہلے، اور زندگی کو غنیمت سمجھو موت کی آمد سے پہلے۔

انسان کے پاس پانچ سرمائے ہیں، پانچ خزانوں کی کانیں ہیں جنہیں اگر وہ صحیح استعمال کرے تو ان کے عوض میں اپنے لئے جنت خرید سکتا ہے بلکہ اسے دنیا میں بھی اتنی پرسکون زندگی مل سکتی ہے جو کسی مادی ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی صرف عبادت خداوندی اور روحانی ذرائع سے ہی حاصل کی جا سکتی ہے، اس حدیث شریف میں وہ پانچ سرمائے ہمیں بتلائے گئے اور انہیں قیمتی بنانے کا حکم دیا گیا اور وہ پانچ سرمائے اور قیمتی خزانے یہ ہیں۔ (۱) جوانی (۲) صحت (۳) مال و دولت (۴) وقت (۶) زندگی۔

ناکام انسان کی پریشان حالی

اس دور میں یہ بات کس قدر افسوسناک ہے کہ مسلمان کی جوانی لہو ولعب، کھیل کود، ٹی وی اور ویڈیو کی نذر ہو چکی ہے، مسلمان دنیا کے ہر کام کے لئے وقت نکال رہا ہے لیکن جب اسے اللہ کی عبادت وبندگی کی دعوت دی جاتی ہے، مسجد میں آکر نماز ادا کرنے کو کہا جاتا ہے، خدا کے دین کی نشر واشاعت کے لئے وقت صرف کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے تو مسلمان دوٹوک الفاظ میں یہ کہتا ہے کہ جی! میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں تو بہت مصروف ہوں، وہ خدا جس نے اسے پیدا کیا، اسے خوبصورت انسان بنایا، اسے اسلام کی دولت سے نوازا، اسے اپنے محبوب پیغمبر علیہ السلام کا امتی بنایا، اسے سماعت کے لئے کان، بصارت کے لئے آنکھیں، تفکر کے لئے دل، چلنے کے لئے پاؤں، اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے ہاتھ دیئے، اس کا عطا کردہ ہر نفس اور ہر سانس ایک عظیم نعمت ہے ارض وسماء، لیل ونہار، بحر وبر، بلکہ کائنات کی ہر چیز اس انسان کی خاطر پیدا کی، لیکن یہ بے وفا انسان، یہ سرکش اور اپنے آپ پر ظلم کرنیوالا انسان، اس کے دیے ہوئے وقت کا معمولی حصہ بھی اس کی بندگی اور اطاعت کی خاطر صرف کرنے کو تیار نہیں ہے یہ اپنی زبان سے آخرت پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اس کے تمام اوقات، اس کی ساری صلاحیتیں، اس کی ساری کوششیں اور فکریں فانی اور عارضی دنیا کو سنوارنے کے لئے وقف ہیں، آخرت کی ابدی اور دائمی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے اس کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے، اور یہ اس بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ میں آزاد ہوں جیسا چاہوں زندگی گزاروں جبکہ فرمان خداوندی کی روشنی میں یہ آزاد و خودمختار نہیں ہے اسے اپنی مرضی چلانے کا کوئی اختیار نہیں۔

فرمایا رب کریم نے:

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی (سورۃ القیامۃ آیت ۳۶)

کیا انسان خیال کرتا ہے کہ اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا۔

دوسری آیت مبارکہ میں اس کے اس گمان کو باطل قرار دیا اور فرمایا کہ جب حقائق کا یہ مشاہدہ کرے گا جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا، جب اپنے باطل عقائد و بدعملی کا بدلہ اسے ملنے لگے گا، اس وقت یہ نافرمانی کرنے والا، بغاوت وسرکشی میں زندگی گزارنے والا انسان التجا ودرخواست کرے گا کہ

مجھے دنیا میں واپس بھیجا جائے تو میں تمام آیات خداوندی پر ایمان لاؤں گا، اس کے کسی حکم کا انکار نہیں کروں گا اور میں کامل مؤمن بن کر زندگی گزاروں گا لیکن اس وقت کی حسرت اسے کوئی نفع نہیں دیگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (سورۃ انعام آیت ۲۷)

کاش انہیں اس وقت دیکھو جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ کاش ہمیں دنیا میں پھر لوٹا دیا جائے تو اللہ کی آیات کا انکار نہیں کریں گے اور مؤمن بن کر رہیں گے۔

دوسری آیت میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ (سورۃ فاطر آیت ۳۷)

وہ جہنم میں چلائیں گے کہ اے پروردگار ہم کو نکال دیجئے اب ہم نیک عمل کریں گے اور وہ عمل نہیں کریں گے جو پہلے کرتے تھے، جواب ملے گا: کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں نصیحت کا طلب گار نصیحت حاصل کر لیتا اور تمہارے پاس ہوشیار کرنے والے بھی آئے اب اپنے کیے کا مزہ چکھو، ظالموں کا کوئی مددگار و ناصر نہیں ہے۔

دیکھ لیجئے! اللہ کی آیات کی روشنی میں ہم پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہم کسی چیز کے مالک نہیں، ہماری مرضی، ہماری حیات، اوقات، مال و جائیداد، گھر بار اور اولاد کسی میں بھی نہیں چل سکتی ہم ہر آن حکم خدا اور رسول کے پابند ہیں اور اسی پابندی کے بدلے نجات کا وعدہ کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (سورۃ توبہ ۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم مؤمن ہیں تو اسکے بعد ہماری ہر چیز پر خدا کا حکم اور اس کی مرضی چلے گی ورنہ ایمان کا دعویٰ محض زبانی ہے جس میں کوئی حقیقت نہیں اور نہ ہی ایسے بے بنیاد دعووں کی اللہ

کے ہاں کوئی قدر و قیمت ہے، اور یہی وجہ ہے کہ ہم دنیا میں کفر کے ظلم اور تشدد کا نشانہ بنے ہوئے ہیں ہم نے اپنے اندر وہ اوصاف وہ کمالات اور خوبیاں نہیں پیدا کیں جن کی بنیاد پر اہل ایمان کو نصرت خداوندی حاصل ہوتی ہے، اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جب تک ہم مکمل دین پر عمل نہیں کریں گے خدا اور رسول علیہ السلام کے احکام کی کامل اتباع اور پیروی نہیں کریں گے نہ تو ہمیں دنیا میں عزت و سربلندی مل سکتی ہے اور نہ ہی ہم آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔

کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ بقرہ ۸۵)

اور یہ کیا بات ہے کہ تم اللہ کی کتاب کے بعض احکام تو مانتے ہو اور بعض کا انکار کر دیتے ہو ہاں جو تم میں ایسی حرکت کریں گے ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں انہیں ذلت اور رسوائی میں مبتلا کیا جائے اور قیامت کے دن انہیں سخت عذاب میں ڈالا جائے اور جو کام تم کرتے ہو خدا اس سے غافل نہیں ہے۔

اور نبی علیہ السلام کا فرمان ہے:

یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلة الی قصعتها فقال قائل و من قلة نحن یومئذ قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن الله من صدورکم المهابة منکم ولیقذفن فی قلوبکم الوهن قال قائل یا رسول الله وما الوهن قال حب الدنیا و کراهیة الموت (مشکوۃ ۴۶۹)

اے میری امت کے لوگو! ایک وقت آئے گا کہ دیگر اقوام تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جیسا کہ کھانا کھانے والے اس برتن کی طرف لپکتے ہیں جس میں کھانے کی چیزیں رکھی ہوئی ہوتی ہیں، ایک صحابیؓ نے عرض کیا: کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس وقت تھوڑے ہوں گے؟ جس کی وجہ سے ہم کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بنیں گے، آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تمہاری تعداد اس وقت بہت ہوگی لیکن تم

CamScanner

اس قدر کمزور غیر مستحکم اور بے وزن ہو گے جیسے کہ پانی پر جھاگ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا ڈر اور خوف نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں وہن داخل ہو جائے گا، کسی صحابیؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول وہن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت کا ڈر۔

اس وقت ہم مسلمان دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کی وجہ سے یہاں بھی ذلیل وخوار ہیں اور اپنی آخرت بھی برباد کر رہے ہیں، اگر ہم خدا اور رسول علیہ السلام کی مکمل اطاعت کریں، اپنے اوقات کو جس طرح دنیا کی زندگی کو بنانے کیلئے صرف کرتے ہیں اسی طرح دینی احکام کی تکمیل کیلئے بھی صرف کریں، اللہ تعالیٰ کے تمام فرائض کی پابندی کریں تو ہم خدا کی رحمتوں اور اس کی نصرت کی وجہ سے تمام مصائب سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

ان اللہ یقول: ابن أدم تفرغ لعبادتی املأصدرک غنیٰ و اسدُ فقرک و ان لا تفعل ملأتُ یدک شغلاً و لم اسد فقرک (مشکوٰۃ ص ۲۲۰)

آپ نے فرمایا ارشاد خداوندی ہے اے ابن آدم! تو میری عبادت و بندگی کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا، اور تیری فقر و احتیاج کا خاتمہ کر دوں گا، اور اگر تو ایسا نہیں کریگا اور میری عبادت سے منہ موڑے گا تو میں تجھے دنیا کے کاموں میں خوب مشغول کیے رکھوں گا اور تیری فقر و احتیاج کا بھی خاتمہ نہیں کروں گا۔

دنیا تو اس حالت میں گزرے گی اور جب خدا کے دربار میں حاضر ہوگا تو اس وقت اسے انتہائی ذلت وخواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔

چنانچہ ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

یُجاء بابن أدم یوم القیامة کانه بذج فیوقف بین یدی اللہ فیقول اللہ له اعطیتک و خولتک و انعمت علیک فما ذا صنعت فیقول رب جمعته و ثمرته و ترکته اکثر ما کان فارجعنی أتک به فیقول له ارنی ما قدمتَ فیقول رب جمعته و ثمرته و ترکته اکثر ما کان فارجعنی أتک به کله فاذا عبد لم یقدم خیر اً فیمضی به الی النار۔ (ترمذی)

کچھ لوگوں کو قیامت کے دن انتہائی ذلت وخواری کی حالت میں بارگاہ خداوندی میں پیش کیا جائے گا جیسا کہ بکری کا بچہ بے سہارا اور بے سروسامان ہوتا ہے، پھر انہیں اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تجھے نعمتیں دیتا رہا اور تجھ پر احسانات کرتا رہا اور تجھے طرح طرح کے انعامات دیتا رہا تو نے کیا کیا؟ بندہ کہے گا: اے پروردگار میں نے مال جمع کیا اس سے طرح طرح کے فوائد حاصل کئے اور اس کا اکثر حصہ میں دنیا میں چھوڑ آیا؛ مجھے واپس بھیج دیجئے میں سب آپ کی راہ میں خرچ کر دوں گا، ارشاد باری تعالیٰ ہوگا، مجھے وہ عمل دکھاؤ جو تم نے آگے بھیجا ہے دنیا میں رہتے ہوئے، جو کچھ میری خوشنودی کے لئے کیا ہے وہ میری دربار میں پیش کرو، بندہ پھر جواب دہرائے گا کہ اللہ میں مال دولت جمع کرتا رہا اس کے فوائد حاصل کرتا رہا اور اپنی ملکیت کا اکثر حصہ میں دنیا میں چھوڑ کر آگیا مجھے پھر دنیا میں بھیج دیجئے میں سب کچھ تیری راہ میں خرچ کر دوں گا، نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب بندہ نے آخرت کے لئے کچھ بھی نہیں کیا ہوگا اس نے نیکیوں کا کوئی سرمایہ آگے نہیں بھیجا ہوگا تو اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو عذاب آخرت سے نجات عطا فرمائیں۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

CamScanner

عیدالاضحیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ O (سورۃ الانعام ۱۶۲۔۱۶۳)

ترجمہ: کہہ دیجئے بے شک میری نماز اور میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے احکام خداوندی کی فرمانبرداری کرنے والا ہوں.

مؤمن کی قربانی اور موت وحیات صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے.

معزز سامعین! اس آیت مبارکہ میں دیگر احکامات کے ساتھ قربانی کا بھی ذکر کیا گیا ہے اس عیدالاضحیٰ کے مقدس دن کی مناسبت سے مجھے آپ کے سامنے چند چیزیں عرض کرنی ہیں۔

۱...... قربانی کی اہمیت کیا ہے؟

۲...... قربانی کی حقیقت کیا ہے؟

۳...... قربانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

پہلی بات کہ قربانی کی اہمیت کیا ہے قربانی بندگی کی علامت ونشانی ہے کوئی انسان قربانی کے بغیر بندگی کے مراحل کو طے نہیں کرسکتا، یوں تو سارے انسان اللہ ہی کے بندے ہیں لیکن بہت سارے انسان اپنی حقیقت کو بھول جاتے ہیں انہیں دنیا میں آنے کا مقصد یادنہیں رہتا کوئی خدا پرست انہیں آمد کا حقیقی مقصد سمجھائے تو حق ناشناس اس سے نبرد آزما ہو جاتے ہیں ایسے انسان حق کے دشمن ہیں اور انہیں حزب الشیاطین یعنی شیطان کا گروہ کہا گیا ہے، دوسرے وہ لوگ ہیں جو حق کو تسلیم کرتے ہیں وہ لوگ اپنی بندگی کا اقرار کرتے ہیں اور اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم حق کے وفادار ہیں ہمارا اس دنیا میں آنے کا مقصد اللہ کی عبادت کرنا ہے ایسے لوگوں پر دنیا میں بڑی بڑی آزمائشیں آتی ہیں انہیں قدم قدم پر قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور خداوند کریم ایسے لوگوں کا امتحان لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی (سورۃ حجرات پ ۲۶ آیت ۳)

یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا ہے۔

لیکن یہ خدا کے پیارے بندے ہر امتحان میں کامیابی کے اعلیٰ مراتب حاصل کرتے ہیں اور خداوند کریم ان پر اپنے انعامات موسلا دھار بارش کی طرح فرماتے ہیں ان کامیاب اور انعام یافتہ لوگوں کی چار جماعتیں ہیں۔(۱) انبیاء علیہم السلام (۲) صدیقین (۳) شہداء (۴) صالحین۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام میدان عمل میں

جلیل القدر انبیاء علیہم السلام میں سے ہمارے آقا و مولیٰ سید الرسل علیہ السلام کے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں جنہوں نے راہ حق میں مثالی قربانیاں پیش کی ہیں، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی تمام زندگی قربانیوں پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل اور دوست قرار دیا اپنی محبت میں آپ کو خلیلیت کے مرتبہ پر فائز فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ہر پیاری اور محبوب چیز کو راہ حق میں قربان کر دیا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ (البقرہ ۱۲۴)

اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے پروردگار نے چند کلمات کے ساتھ آزمایا تو وہ سب آزمائشوں میں پورے اُترے۔

اگرچہ ہر ایک آزمائش اپنی جگہ انتہائی کٹھن تھی، ہر قربانی بے مثل تھی، ہر ایک امتحان انتہائی مشکل تھا، لیکن حق کے علمبردار خلیل اللہ علیہ السلام نے ہر امتحان میں مثالی کامیابی حاصل کی۔

پہلی آزمائش یہ کہ آپ کی ولادت باسعادت ایسے گھرانے میں ہوئی جہاں شب و روز شرک کے ترانے پڑھے جاتے تھے، آپ کے والد آزر نہ صرف مشرک تھے بلکہ شرک کے داعی تھے، وہ بتوں کے پجاری ہونے کے ساتھ بت فروش بھی تھے، ایسے گھرانے میں آپ کی پیدائش آپ کے لئے بہت بڑی آزمائش تھی، گویا کہ یہ امتحان خداوندی کا پہلا پرچہ تھا کہ ایک طرف باپ باطل پرستوں کے سرگرم

CamScanner

لیڈر و قائد ہیں، وہ بتوں کی عقیدت میں ڈوبے ہوئے ہیں، بتوں کے خلاف ایک بات سننے کو تیار نہیں ہیں، لیکن حق کے علمبردار حضرت خلیل اللہ علیہ السلام جو کسی انسان کے نہیں بلکہ خود انسانوں کے خالق و مالک کے تربیت یافتہ تھے حق و صداقت اور توحید کا سرمایہ انہیں اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا وہ کب کسی دنیاوی ضرر و نقصان کی وجہ سے حق گوئی سے باز رہ سکتے چنانچہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کے اس اصول کے پیش نظر کہ: وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔

اے میرے نبی آپ خدا کی گرفت و سزا سے اپنے قرب والوں کو ڈرایئے اور ہوشیار کیجئے۔

ابراہیم علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ اپنے گھر میں

خلیل اللہ علیہ السلام نے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے والد کو رشد و ہدایت کی دعوت دی جس کا قرآن کریم نے یوں نقشہ کھینچا ہے:

وَ اذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا (۴۱) اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا (۴۲) یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا (۴۳) یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا (۴۴) یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا O (۴۵) (سورۃ مریم ۴۱ تا ۴۵)

کتاب میں یعنی قرآن حکیم میں ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کیجئے بے شک وہ خدا تعالٰی کے سچے نبی تھے، جب انہوں نے اپنے باپ کو دین حق کی تبلیغ کرتے ہوئے کہا، اے ابا جی! آپ نے کیوں ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی کسی مشکل و پریشانی میں آپ کے کام آسکتے ہیں میرے ابا جان! مجھے رشد و ہدایت کے وہ علوم عطا کئے گئے ہیں جو آپ کے پاس نہیں آپ میری جماعت میں شامل ہو جائیں میں خدا تک رسائی کا سیدھا راستہ آپ کو بتلا رہا ہوں میرے پیارے ابا! شیطان کی پرستش نہ کیجئے بلاشبہ شیطان تو رحمن کا بہت بڑا نافرمان اور باغی ہے، میرے ابا جان! اگر آپ نے اپنی طرز زندگی کو نہ بدلا تو مجھے ڈر ہے کہ آپ عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جائیں گے اور شیطانی ٹولے میں شامل ہو جائیں گے۔

CS CamScanner

یہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی پہلی دعوت حق ہے جس کا آغاز انہوں نے اپنے گھر سے کیا اپنے باپ کو بڑے پیارے انداز میں توحید کے دلائل سمجھائے شرک کی کمزوریوں کی نشاندہی کی، اپنی نبوت ورسالت کی حقانیت واضح کی، شیطان کے پرفریب راستہ کے خطرات سے آگاہ کیا، لیکن افسوس آزر نے ان روشن دلائل کو قبول کرنے سے انکار کردیا اور نہ صرف انکار کیا بلکہ اپنے لخت جگر، اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گھر سے نکال دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اے ابراہیم اگر تم نے اپنے عقیدہ کو تبدیل نہ کیا تو میں پتھروں سے مار مار کر تمہیں ختم کردوں گا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت پر آزر کے ردعمل کو قرآن حکیم نے یوں بیان فرمایا ہے:

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا (سورۃ مریم ۴۶)

کہا آزر نے ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغ حق کے جواب میں اے ابراہیم! کیا تو نے میرے معبودوں کی عقیدت و پرستش سے منہ پھیر لیا ہے یاد رکھو! اگر تم اپنے اس توحید کے عقیدہ سے باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کردوں گا اور تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہوجا۔

غور فرمائیں! یہ کس قدر روکھا اور خطرناک جواب ہے باطل جب دلائل کی دنیا میں مار کھاتا ہے، شرک جب دلائل توحید سے شکست کھاتا ہے تو باطل پرست ومشرک ہمیشہ جارحیت کا سہارا لیتے ہیں وہ اپنی طاقت وسطوت، دولت ووجاہت، منصب وقوت سے حق کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی طریقہ آزر نے بھی اپنایا لیکن خدا تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ حق کے پرستار ہمیشہ غالب رہتے ہیں، یہ ابراہیم علیہ السلام کی پہلی قربانی تھی کہ اللہ کے پیارے خلیل علیہ السلام نے اپنے والد کی شفقت ومحبت کی پرسکون زندگی کو خدائے بزرگ وبرتر کی محبت پر قربان کردیا۔

خلیل اللہ علیہ السلام بحیثیت داعی اپنی قوم کے سامنے

اس پرخطر ماحول میں توحید کا علم لے کے کھڑے ہوئے، اور قوم کی مجالس واجتماعات میں توحید کی شمع روشن کرنے لگے، قرآن کریم خلیل اللہ علیہ السلام کے اپنی قوم کے سامنے ولولہ انگیز خطاب کا یوں نقشہ کھینچتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ (۶۹) اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ (۷۰) قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا

CamScanner

فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ (۷۱) قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ (۷۲) اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ (۷۳) قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ (۷۴) (سورۃ الشعراء)

ترجمہ: اور لوگوں کو وہ آیات پڑھ کر سنایئے جن میں ابراہیم علیہ السلام کے حالات کا ذکر ہے خاص طور پر وہ وقت قابل ذکر ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور قوم سے کہا: تمہارے ان معبودوں کی حقیقت کیا ہے؟ جن کی تم خدا کے ماسوا پوجا کرتے ہو، قوم نے جواب دیا: ہم بتوں کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اور ہمیشہ ان ہی کی پرستش کرتے رہیں گے، فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے: کیا وہ تمہاری پکاروں کو سنتے ہیں یا وہ تمہیں نفع ونقصان پہنچانے کی استعداد رکھتے ہیں؟ قوم نے جواب دیا: ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے لہٰذا ہم بھی ان کی اقتداء میں ان کی پرستش کرتے رہیں گے۔

آیات بینات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے ان کے معبودوں کی کمزوریوں کو دلائل سے ثابت کیا جو کہ سننے اور دیکھنے اور نفع ونقصان دینے کے قابل نہ ہوں وہ عبادت کے مستحق ہرگز نہیں ہوسکتے، مشرکوں کے پاس دلیل نہیں تھی جس کے ذریعہ سے وہ اپنے معبودوں کے لئے سمیع وبصیر ہونا اور نفع ونقصان کا مالک ہونا ثابت کریں بلکہ انہوں نے وہی پرانی بوسیدہ گھسی پٹی دلیل دی جو ہمیشہ مشرکین اہل حق کے مقابلے میں دیتے چلے آئے ہیں اور آج بھی شرک وبدعت کے علمبردار اس دلیل کا سہارا لیتے ہیں وہ یہ کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو یونہی کرتے ہوئے دیکھا ہم تو ان کی تقلید و پیروی کریں گے ہمارے نزدیک یہی سب سے بڑا جواز ہے، لیکن قرآن حکیم نے اس دلیل کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔

سورۃ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (سورۃ لقمان آیت ۱۵)

اگر تمہارے ماں باپ تمہیں شرک کرنے کے لئے مجبور کریں اور تمہیں شرک کے راستہ پر چلانے کے لئے چاہے وہ اپنی پوری کوشش وجدو جہد کو صرف کریں تو ہرگز ان کی غلط و بے دلیل بات کو مت مانو اور شرک کرنے سے صاف انکار کردو۔

CamScanner

اسی لئے رہبر عالم ہادی سبل علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو ایک جامع اور بے مثل اصول دیا: لَاطَاعَةَ لِمَخلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ کہ جس حکم و معاملہ میں خالق و مالک کی نافرمانی ہو اس میں مخلوق کی اطاعت کی اجازت نہیں، چاہے ماں باپ کا شفقت و محبت بھرا حکم ہو، بیوی کی فرمائش ہو، پیاری اولاد کی تمنا ہو، ایک مؤمن کے نصب العین میں تبدل و تغیر پیدا نہیں کرسکتا وہ ان سب کے ساتھ تعلق و محبت کے باوجود خدا تعالیٰ کی محبت و تعلق میں فائق و برتر ہے، اس مؤمن کے جذبات کی ترجمانی قرآن حکیم نے یوں کی ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (سورۃ بقرہ پارہ ۲)

اور جو لوگ مؤمن ہیں وہ اللہ کی محبت میں بڑے مضبوط اور قوی ہوتے ہیں۔

خلیل اللہ علیہ السلام کا ذات باری پر مکمل اعتماد اور توکل

مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ صراط مستقیم کا طالب ہے جیسا کہ وہ اپنی زبان سے ہر نماز کی ہر رکعت میں کہتا ہے: اھدنا الصراط المستقیم، اے پروردگار مجھے ہمیشہ سیدھے راستہ پر چلانا۔

اسی طرح اسے عملاً ہمیشہ حق و صداقت کا ساتھ دینا چاہیے کوئی راضی ہو یا ناراض، کوئی ساتھ دے یا نہ دے، اگر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام حالات کو دیکھ کر بات کرتے، لوگوں کی ناراضگی کو مول نہ لیتے، انسانوں کی عداوت و مخالفت سے خوفزدہ ہوتے تو پھر ان باطل پرستوں تک حق کی آواز کیسے پہنچتی، ان شرک کے بیماروں کا علاج کیسے ہوتا، لیکن خلیل اللہ علیہ السلام نے کسی ناراضگی کو خاطر میں لائے بغیر اعلان حق کیا اور قوم کے سامنے عقیدہ توحید واضح اور دوٹوک الفاظ میں بیان فرمایا۔

ارشاد خداوندی ہے:

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ۔ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ۔ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ (سورۃ الشعراء آیت ۷۷ تا ۸۱)

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا تم لوگوں نے جنہیں اپنا معبود و کارساز بنا رکھا ہے وہ سب میرے دشمن ہیں کیونکہ میں ایک اللہ وحدہ لاشریک کا دوست ہوں اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ہی میرا پیدا کرنے والا ہے اور وہی مجھے سیدھی راہ

CamScanner

بتلاتا ہے اور وہی اللہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو شفاء بھی مجھے وہی بخشتا ہے اور وہی اللہ مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا۔

قرآن مجید نے توحید و صداقت کے علمبردار حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی مدلل تقریر کا اتنا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے جس میں شرک کی ہر قسم کے امراض کا مکمل علاج موجود ہے کوئی انبیاء علیہ السلام کی محبت کا سچا دعویدار ہرگز وہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا جس کو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے باطل و بے بنیاد قرار دیا، قرآن کی ان آیات بینات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کے سچے پیروکاروں کے عقیدہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی مشرک قوم کو یہ تعلیم دی اور سمجھایا کہ تم نے جو اللہ کے سوا غیروں کو اپنا خالق و مالک بنا رکھا ہے تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہیں منزل مقصود تک پہنچانے والے ہیں تم انہیں اپنا رازق اور موت وحیات کا مالک سمجھتے ہو لیکن تمہارے یہ عقائد باطل و مشرکانہ ہیں، میں اللہ کا خلیل ہوں، توحید کا پرستار ہوں، میرا عقیدہ یہ ہے کہ ایک اللہ ہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہے، وہی انسانوں کے دلوں میں ہدایت کو اتارتا ہے، وہی ساری کائنات کا رازق ہے، بیماروں کو شفاء دینا اسی کا کام ہے اور موت وحیات کا مالک بھی وہ اکیلا ہے، آپ نے اپنی دعوت حق سے مشرک قوم کو توحید کی تعلیم دی۔

ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں نمرود کو شکست کا سامنا

باطل کے طاقتور ستون آپ کی ندائے حق کے سامنے متزلزل ہو گئے، قوم کے سیاست دانوں، لیڈروں اور قانون دانوں نے آپ کے دلائل کے سامنے لاجواب ہونے کے بعد ظالم بادشاہ نمرود کی عدالت میں آپ کے خلاف مقدمہ پیش کر دیا، اور اسے آپ کے خلاف قانونی کاروائی کا مشورہ دیا، لیکن کمزور معبودوں کے کمزور و پست ہمت پجاری اس بات سے بے خبر تھے کہ خدا تعالیٰ جنہیں رسالت اور نبوت کے لئے منتخب فرماتے ہیں وہ بڑے باہمت ہوتے ہیں دنیا کی قوت، دولت اور سلطنت سے کبھی مرعوب نہیں ہوتے، ان کے بلند و بالا حوصلہ کی قرآن حکیم نے یوں وضاحت کی ہے:

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ (الاحزاب ۳۹)

اور جو لوگ پیغام خداوندی کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں ان کے دل خوف خدا سے پُر رہتے ہیں اور وہ اللہ کے سوا کسی سے کبھی نہیں ڈرتے ہیں۔

CamScanner

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کوئی معمولی ہستی نہ تھے جو کہ نمرود کی عدالت میں جانے سے گھبرا جاتے بلکہ آپ نے نمرود کو اس کے حواریوں کے سامنے لاجواب وساکت کردیا، آپ کے براہین قاطعہ کا نمرود اور اس کے حواریوں سے کوئی جواب نہ بن سکا۔

قرآن کریم نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے مقابلہ میں نمرود کی بے بسی کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۝ (سورۃ البقرہ ۲۵۸)

ترجمہ: اے مخاطب! کیا آپ نے اس شخص کی حالت پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس کے پروردگار کے بارے میں مناظرہ کیا حالانکہ اسی اللہ نے اس کو بادشاہت دی ہوئی تھی، جب ابراہیم علیہ السلام نے توحید کے دلائل دیتے ہوئے نمرود سے کہا: میرا پروردگار وہ ہے جو زندگی اور موت کا مالک ہے، نمرود نے کہا: میں بھی تو زندگی اور موت کا مالک ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میرے پروردگار کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تو مغرب سے اسے طلوع کر کے دکھا، یہ جواب سن کر نمرود ہکا بکا اور حیران ہوگیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دلیل کا کوئی جواب نہ دے سکا، اور اللہ کا قانون یہ ہے کہ وہ ظالموں پر کامیابی وفلاح کی راہ نہیں کھولتا۔

آپ غور فرمائیں! یہ کتنا عجیب وحیران کن مناظرہ ہے ایک طرف وقت کا بادشاہ ہے اس کی ساری رعایا ہے، دولت کے انبار ہیں، مسلح افواج کے لشکر ہیں، شان وشوکت کا غرور ہے، تمام ذرائع ابلاغ اس کے حامی ہیں، اور دوسری طرف خلیل اللہ علیہ السلام تن تنہا ہیں، لیکن آپ کی نگاہیں ایک ہی مالک الملک کی طرف لگی ہوئی ہیں، آپ ہم کمزور ایمان والوں کی طرح صرف زبان سے اللہ تعالی کے ہر چیز پر قادر ہونے کے قائل نہ تھے بلکہ آپ مکمل بصیرت ویقین کے ساتھ جانتے تھے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور نمرود باوجود تمام ظاہری اسباب کے اس مسبب الاسباب کے سامنے حقیر وعاجز ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے بے خوف وخطر نمرود کو اس کے اپنے محل میں لاجواب کردیا، جبکہ نمرود نے توحید کی

پہلی دلیل کے جواب میں اپنی بے وقوف رعایا کو دھوکہ دے کر کام چلالیا، لیکن حضرت ابرہیم علیہ السلام کی دوسری دلیل کے بعد اس کی ناپاک مشرکانہ زبان پر مہر لگ گئی اور وہ کسی قسم کا جواب دینے سے عاجز رہا، مناظرہ کے آغاز میں ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نمرود! تم اللہ نہیں ہو، میرا اللہ وہ ہے جو زندگی وموت کا مالک ہے، اس احمق نے ایک بے گناہ انسان کو قتل کروادیا اور موت کی سزا پانے والے کو رہا کر کے کہا: دیکھو لوگو! میں بھی زندگی اور موت کا مالک ہوں، اسکے بعد خلیل اللہ علیہ السلام نے دوسری دلیل دیتے ہوئے فرمایا: میرے پروردگار کا سورج پر کنٹرول ہے وہ اسے مشرق سے نکالتا ہے تم اسے مغرب سے نکال کر دکھاؤ، یہ دلیل سنتے ہی نمرود پر ذلت کے بادل چھا گئے، اپنی تمام عوام کے سامنے اس کی بولتی بند ہوگئی، اور اسی پر مناظرہ ختم ہوگیا۔

آج اللہ کے خلیل علیہ السلام نے لسانی دعوت کے میدان میں آخری محاذ پر فتح حاصل کرلی، آپ نے راہ حق میں یہ تیسری قربانی پیش کردی، سب سے پہلے شفقت پدری کو حب الٰہی پر قربان کیا، پھر خاندانی تعلق ورشتوں کو قربان کیا، پھر آپ اللہ تعالی کی محبت میں اتنے فائق ہوئے کہ وقت کے بادشاہ کی دشمنی کی پرواہ کئے بغیر اسے حق کی دعوت دی اور صداقت کو اس کے سامنے واضح کردیا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

CS CamScanner

قربانی کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ وَ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَالَ اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ ۝ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ ۝ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰھِیْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۝ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۝ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ۝ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (سورۃ صافات99تا110)

فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے: اپنے اللہ کی راہ میں ہجرت کرتا ہوں میں، وہی میری رہنمائی فرمارہا ہے، پھر رب کائنات کے سامنے دست بدعا عرض کیا: اے پروردگار مجھے ایسا بیٹا عطا فرمائیں جو تیرے نیک بندوں میں سے ہو، پھر ہم نے بشارت دی ابراہیم علیہ السلام کو ایک حلیم و بردبار فرزند کی، جب وہ لڑکا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کے قابل ہوگیا تو ابراہیم علیہ السلام نے ایک روز اپنے صاحبزادہ سے فرمایا: بیٹا! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کررہا ہوں، آپ بتائیں آپ کا کیا خیال ہے، فرمایا نیک فرزند نے ابا جان! جو حکم آپ کو دیا جارہا ہے اس کی تکمیل کر دیجئے، آپ انشاء اللہ مجھے صابروں میں سے پائیں گے، آخرکار جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کرلیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کو ماتھے کے بل گرادیا، ہم نے ندا دی کہ ابراہیم تو نے خواب کو سچا کردکھایا، ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں، یقیناً یہ ایک بہت بڑی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی اسماعیل کے فدیہ میں عنایت کردی اور باقی رکھا ہم نے اس پر بعد میں آنے والوں کو سلام ہے ابراہیم پر۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اس طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

مکرم سامعین! ان آیات کی روشنی میں دو چیزوں کی وضاحت کرنا ہے۔

۱...... قربانی کی حقیقت کیا ہے؟

۲...... قربانی کی فضیلت کیا ہے؟

CamScanner

یوں تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی زندگی اول سے آخر تک قربانیوں پر مشتمل ہے اپنی ہر پیاری چیز کو انہوں نے اپنے رب کے حکم پر قربان کر کے مقام بلند حاصل کیا، حق کے لئے باپ کی محبت قربان کی، قوم کی ہمدردیاں حق پر نثار کی، بادشاہ کی مخالفت کی پرواہ نہ کی، حتی کہ اپنی جان کی بھی راہ حق میں بازی لگادی ۔

آگ کا گلزار ہونا

جب بتوں کو توڑنے کی وجہ سے حکومت نمرود نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک بہت بڑا آتش کدہ تیار کیا جائے پھر شعلے مارنے والی آگ میں ان کو ڈال دیا جائے تا کہ آئندہ ہمارے معبودوں کے خلاف کوئی آواز بلند نہ کر سکے لیکن اس زبردست سزا سے بچنے کے لئے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے توحید کے موقف میں کوئی لچک پیدا نہیں کی، جس کی قرآن کریم نے یوں وضاحت کی ہے:

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ O فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ O

(سورۃ صافات ۹۸،۹۷)

انہوں نے کہا: ابراہیم کے لئے ایک آتش کدہ تیار کرو پھر اسے آگ کے شعلوں میں ڈال دو، پھر کی انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے خلاف ایک بہت بڑی تدبیر، لیکن ہم نے ان ہی کو پست اور ناکام کر دیا۔ اور اس پستی و ناکامی کو قرآن حکیم نے یوں بیان کیا ہے:

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۶۹)

ہم نے حکم دیا آگ کو کہ ٹھنڈی ہو کر ابراہیم کے لئے باعث سکون و آرام بن جا.

اس عظیم آزمائش میں ایک طرف ابراہیم علیہ السلام کی بے مثل قربانی ہے کہ اللہ کی رضاء و خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے جان کو داؤ پر لگا دیا، اور دوسری طرف نمرود اور اس کے پجاریوں کے لئے ایک عظیم معجزہ تھا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں تب ہی آگ کے آسمان سے باتیں کرنے والے شعلے آپ کا ایک بال بھی بیکا نہ کر سکے، لیکن دل کے اندھوں کو کبھی حقائق نظر نہیں آتے، انہوں نے ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کو جادو قرار دے کر حق کو ٹھکرایا اور شیطان کے جال میں جکڑے رہے۔

جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے ان سنگ دلوں کو باطل پرستی میں اس قدر ڈوبا ہوا پایا تو

CamScanner

آپ نے حق کی نشر واشاعت کے لئے ہجرت کا عزم کرلیا سب کچھ چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے نام کی برکت اور اس پاک ذات کی محبت کا سرمایہ لے کر اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہہ دیا۔فرمایا:

قَالَ اِنِّیۡ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیۡ سَیَهۡدِیۡنِ ۝

میں اپنے پروردگار کی طرف جارہا ہوں، اس کی رضا جوئی کے لئے سب کچھ چھوڑ رہا ہوں، اس کی محبت پر ساری محبتوں کو قربان کررہا ہوں، اس کی خوشنودی پر سب تمناؤں کو قربان کررہا ہوں، وہی میری رہنمائی کرے گا، اسی کی ذات پاک مجھے کامیابی کی اعلیٰ منازل تک پہنچائے گی، پھر اپنے مولیٰ کریم کے حضور دست بدعا ہوکر عرض کرتے ہیں: رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۝ اے میرے پروردگار، میرے پالنہار، میرے حاجت رواومشکل کشا مجھے نیک بیٹا عطا فرمائیں ایسا بیٹا جو تیرا فرمانبردار ہو، میرے مشن میں میرا معاون ہو اس دین کے پھیلانے میں جس کی خاطر میں نے اپنے آباء واجداد کو چھوڑا، وطن عزیز کو چھوڑا، میرا ناصر ومددگار ہو، یہ دعا کرتے ہوئے چھیاسی سال کا عرصہ گزرجاتا ہے آپ لگاتار اپنے مالک سے التجاء کرتے رہے، کیونکہ آپ کا عقیدہ یہ تھا کہ دینے والی ایک ہی ذات ہے ملے گا تو اسی کے در سے ملے گا، ہر چیز کے لامتناہی خزانے اسی کے پاس ہیں، چھیاسی سال کے بعد آپ کی دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیۡمٍ ۝

پس ہم نے بشارت دی اپنے خلیل کو ایک حلیم، بردبار، باہمت وبلند حوصلہ صاحبزادہ کی، حلیم کے لفظ نے واضح کردیا کہ جلیل القدر باپ کا جلیل القدر فرزند ہوگا، یہ اپنی مثال آپ ہوگا، یہ اپنے کمالات میں یکتا ہوگا، یہ دنیا کو صبر کے سلیقے سکھائے گا، اور قربانی کا ایک نیا باب قائم کرے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعۡیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُكَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی۔

پھر جب وہ ہونہار فرزند اپنے والد مکرم کے ساتھ دوڑ دھوپ کے قابل ہوا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کررہا ہوں، پھر تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔

CS CamScanner

پھر آخر کار وہ وقت آیا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو چھیاسی سال کی عمر میں سالہا سال کی دعاؤں کے بعد ایک لختِ جگر عطا ہوا جو آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، آپ کے گھر کی رونق اور آپ کے چمن کا مہکتا پھول تھا، لیکن خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے پیاروں کو ہر موڑ پر آزماتا ہے، اور کائنات پر واضح کرتا ہے کہ جو لوگ میرے ہو جاتے ہیں وہ اپنی ہر دلعزیز چیز کو میرے لئے قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

چنانچہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام متواتر تین راتیں خواب دیکھتے ہیں کہ اپنے پیارے فرزند کے گلے پر چھری چلا رہے ہیں، آپ نے اس حکم خداوندی کی تکمیل کا فیصلہ کر لیا اور اپنے صاحبزادہ کے حلم و بردباری کا امتحان لینے کے لئے یہ خواب ان کے سامنے بیان فرمایا لیکن صاحبزادہ بھی کوئی معمولی انسان نہیں تھے اس لئے تو انہیں خود خدا تعالیٰ نے حلیم قرار دیا تھا ان کا جواب بڑا عجیب و حیرت انگیز تھا۔

فرمایا: یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ○

اے ابا جان! آپ کو جو حکم ملا اس کی تکمیل کر دیجئے جس پر آپ مامور ہیں اسے پورا کیجئے اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے علم، حلم، تدبر و بصیرت کا اندازہ کیجئے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ اپنا خواب پورا کریں، بلکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو حکم دیا ہے اس کو پورا کریں۔

رضائے الٰہی کے لئے بیٹے کی قربانی

آپ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے تربیت یافتہ تھے اس بات کو بخوبی سمجھتے تھے کہ پیغمبر کا خواب وحی ہوتا ہے اور اتنی چھوٹی عمر میں خدا تعالیٰ کی محبت میں اس قدر فائق و برتر کہ اس کے حکم پر اپنے آپ کو ذبح کے لئے پیش کر دیتے ہیں، آخر چشم فلک نے وہ وقت بھی دیکھا کہ ایک باپ اپنے یکتا نورِ نظر کو راہِ حق میں قربان کرنے لے چلا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہؓ کو حکم دیا کہ صاحبزادے کو قربانی کے لئے تیار کرو، انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے جگر گوشہ کو غسل کروایا، اچھے کپڑے پہنائے، آنکھوں میں سرمہ لگایا اور فرمایا جاؤ میر پیارے میں تمہیں خدا کی خوشنودی کے لئے اس کے حوالے کرتی ہوں، پھر اپنے نورِ نظر کو آخری بار گلے سے لگا کر اپنا دل ٹھنڈا کیا۔

CamScanner

حضرات! آپ نے بڑی مائیں دیکھی ہوں گی ذرا اس ماں کی ہمت کو ان کے حوصلے اور فرمانبرداری کو دیکھیں اللہ کے حکم سے اتنا پیار ہے کہ اپنے یکتا سہارے کو آج اس کے حکم پر قربان کرنے اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے روانہ کر رہی ہیں، اس وقت ان کے دل پر کیا گزری ہوگی اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا، لیکن ان کا ایمان پہاڑ سے زیادہ مضبوط تھا، بیٹے سے اگر چہ بے انتہا پیار تھا لیکن حکم خداوندی اس سے بھی زیادہ پیارا تھا، آخر کار ماں نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو بچشم پرنم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے کر دیا آپ نے چھری اور رسی لے لی پھر اپنے نور نظر کے ساتھ لے کر قربان گاہ کی طرف چل دیے، شیطان نے تین مرتبہ آپ کا راستہ روکا اور کہا کہ آخر خواب ہی تو ہے کوئی صریح حکم تو نہیں، آج تک کسی باپ نے کبھی بیٹے کو ذبح کیا ہے آپ نے ہر بار سات کنکر مار کر اس مردود کو راستہ سے ہٹا دیا آج تک جو حاجی سات کنکریاں مارتے ہیں یہ اسی کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

حق کے لئے قربانی خسارے میں نہیں جاتی

اللہ کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک حاجیوں کے لئے اسے واجب قرار دے دیا، جب آپ پوری تیاری کے ساتھ قربان گاہ پہنچ گئے پھر صاحبزادہ نے جو آپ سے آخری باتیں کیں وہ باپ کے دل کو ہلا دینے والی تھیں، آپؑ نے فرمایا: اے میرے ابا! مجھے اچھی طرح باندھ لیں، چھری کو خوب تیز کر لیں، مجھے کروٹ کے بل لٹائیں، تاکہ ایسا نہ ہو کہ میرے چہرے پر نظر پڑنے کی وجہ سے آپ ترس کھا جائیں اور حکم خداوندی کی تکمیل میں تاخیر ہو جائے، آپ میری والدہ محترمہ کو میرا سلام کہہ دیجئے، اور یہ میرا کرتا بھی ان کے لئے لے جائیں شاید کہ ان کے لئے باعث تسکین ہو، یہ باتیں سن کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ نے صاحبزدہ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا: کہ صاحبزادے! آپ حکم خداوندی کی تکمیل میں میرے کتنے معاون و مددگار ہیں، پھر آپ نے اپنے جگر گوشہ کو باندھا، کروٹ کے بل لٹا کر چھری صاحبزادہ کے نرم و نازک گلے پر پورے زور کے ساتھ چلاتے ہیں لیکن گردن نہیں کٹتی، کیونکہ چھری کو حکم ہوتا ہے کہ میرے خلیل کے فرزند کا ایک بال بھی بیکا نہیں کرنا پھر چھری کی کیا مجال تھی کہ وہ گردن کاٹتی، یہی سلسلہ جاری ہے آپ چھری چلاتے ہیں بیٹے نے گردن چھری کے لئے نیچے رکھی ہوئی ہے چھری اپنا کام نہیں دکھا رہی اتنے میں ندائے خداوندی آتی ہے۔

CamScanner

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَ نَادَيْنَاهُ يَا اِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ط اِنَّا كَذَالِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ O

ہم نے ندادی کہ اے ابراہیم بے شک تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھلایا ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اوپر دیکھا تو جبرئیل امین ایک مینڈھا لئے ہوئے کھڑے ہیں ،یہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ذبح کیا گیا اور ہمیشہ کے لئے قربانی کی یہی سنت قائم ہوگئی۔

نیکی کرنے والوں کا بدلہ

خداوند کریم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا اور فرمایا کہ نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اس بات کی حقیقت اہل ایمان ویقین سمجھتے ہیں بغیر مضبوط ایمان کے اس حکمت کو سمجھنا مشکل ہے کہ خداوند بندوں کو جب اپنے راستہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتے ہیں اس میں ظاہری صورت میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیز کم ہو رہی ہے لیکن حقیقت میں وہ چیز بڑھتی ہے اس میں خدا کی رحمتیں اور برکتیں شامل ہوجاتی ہیں آفات وبلاؤں سے امن ملتا ہے۔

آگے ارشاد ہوتا ہے: اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ط

بلاشبہ یہ بہت بڑی آزمائش تھی یہ زبردست امتحان تھا۔

وَ فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ O اور ہم نے اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں بہت بڑی قربانی ذبح ہونے کے لئے عنایت کردی۔

وہ ایک مینڈھا تھا جو جبرئیلؑ امین جنت سے لائے تھے اور اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ذبح کیا گیا تھا اس کی عظمت کا کیا کہنا جس کو رب العالمین نے بھیجا، جبرئیل امین لائے ،حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں ذبح ہوا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ذبح ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا صلہ

وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ O سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ O

CS CamScanner

اور بعد میں آنے والوں میں ہم نے یہ طریقہ جاری وساری کر دیا کہ وہ یوں کہتے رہیں کہ سلام ہوابراہیم پر۔

جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے مولیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے سب کچھ قربان کر دیا تو خدا تعالیٰ نے آپ کو خلیلیت وامامت کا اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمایا، اپنے بندوں کے دلوں میں آپ کی محبت وپیار کو موجزن کر دیا، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام بھیجا۔

یہ تو قربانی کی اہمیت ہے آگے قربانی کی فضیلت کے بارے میں ارشادات نبوی علیہ السلام پیش خدمت ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے:

ماعمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اہراق الدم وانہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونہا و اشعارہا و اظلافہا و ان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بہا نفسا۔ (مشکوۃ ۱۲۸)

قربانی کے ایام میں آدمی جتنے بھی عمل کرتا ہے سب سے محبوب ترین افضل واعلیٰ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنا ہے، اس عمل کے محبوب ترین ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز اپنے موسم میں پھیلتی اور پھولتی ہے، اسی طرح قربانی کے ایام اس عمل کا موسم ہے، اسی بناء پر اس کی فضیلت بھی باقی اعمال پر بڑھ جاتی ہے، آگے فرمایا قیامت کے دن قربانی کے جانور کو میزان حسنات نیکیوں کے ترازو میں تول کر قربانی کرنے والے کو نیکیاں دی جائیں گی اور اس جانور کے صرف بالوں کو تولا نہیں جائے گا بلکہ انہیں گنا بھی جائے گا اور ہر بال کے عوض ایک نیکی مؤمن کو عطا کی جائے گی، اور قبولیت میں قربانی کے عمل کو اس قدر عظمت ورفعت حاصل ہے کہ قربانی کے جانور کے خون کا اول قطرہ زمین پر گرنے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کے دربار میں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے پھر مؤمنوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ خوشی خوشی قربانیاں دیا کریں۔

قربانی کی فضیلت

غور فرمائیں کہ بے حساب نیکیاں خداوند کریم عطا فرماتے ہیں اس جانور کو تول کر اس کے

CS CamScanner

بالوں کو گن کر ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے نیکیوں کی قدر ہمیں اس وقت آئے گی جبکہ ایک ایک نیکی انسان کی زندگی کو بدلتے ہوئے دکھائی دے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْن٥

جس کی نیکیاں وزنی ہوں گی نیکیوں کا پلڑا جھک گیا وہی حقیقی اور دائمی کامیابی حاصل کرے گا وہ ایسی کامیابی ہوگی کہ جس کے بعد کبھی ناکامی نہیں آئے گی ایسا آرام جس کے بعد کبھی تکلیف نہیں آئے گی ایسی صحت ملے گی جس کے بعد کبھی مرض نہیں آئے گا ایسی نعمتیں ملیں گی جو کبھی ختم نہیں ہوں گی ایسی جنت ان کو ملے گی جس سے کبھی انہیں نکالا نہیں جائے گا۔ ارشاد ہوگا:

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْن٥ وہ نیکیاں کمانے والے جنت میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

قربانی کیا ہے؟

ایک مرتبہ اصحاب رسول ﷺ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا:

ماهذا الاضاحی یا رسول اللہ؟

اے اللہ کے رسول ﷺ یہ قربانی کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی عظمت وشان کیا ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

سنة ابیکم ابراهیم علیه السلام۔

یہ قربانی تمہارے روحانی باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

قالوا فمالنا فیها یا رسول اللہ۔

اصحابؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول علیہ السلام ہمیں قربانی کرنے سے کیا ملے گا ہمارے لئے اس عمل میں کیا فوائد ہیں؟

قال بکل شعرة حسنة۔

آپ نے فرمایا تمہیں قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی۔

CamScanner

قالوا افالصوف یارسول اللہ، قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا حضور اون کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اون کے بھی ہر بال کے عوض تمہیں ایک نیکی ملے گی۔

مزید ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

من وجد سعۃ لان یضحی فلم یضح فلایحضر مصلانا

جو مؤمن قربانی کی استطاعت رکھتا ہے اس کے باوجود قربانی نہیں کرتا تو پھر نماز عید ادا کرنے عیدگاہ میں بھی نہ آئے۔

آپ کے ارشاد کا واضح مطلب ہے کہ اگر ایک واجب کی ادائیگی میں اس قدر غفلت کی جائے اور واجب بھی ایسا جس کی فضیلت بے انتہاء ہے تو بطور تنبیہ آپ نے فرمایا کہ ایسا غافل، دین سے لاپرواہی کرنے والا، نیکیوں کی ناقدری کرنے والا، قربانی کے بے شمار فضائل و برکات سے طاقت کے باوجود محروم ہونے والا انسان عیدگاہ میں نہ آئے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شفیق و مہربان استاد اپنے شاگرد سے یہ کہے کہ اگر تم میری بات توجہ سے نہیں سنتے تو کلاس سے باہر چلے جاؤ، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ استاد صاحب شاگرد کو کلاس سے باہر جانے کی اجازت دے رہے ہیں بلکہ مطلب شاگرد کو غفلت پر تنبیہ و زجر ہوتی ہے، آپ ﷺ باوجود اسکے کہ رحمۃ اللعالمین ہیں اپنی امت کے ایسے افراد سے جو طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتے آپ ﷺ نے اظہار ناراضگی فرمایا ہے۔

وَمَاعَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

زکوٰۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ وَ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ o اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ o
(الحج ۴۰۔۴۱)

اور اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں ان کی جو اس کے دین کی مدد کریں اور اللہ زبردست قوت والا اور سب پر غالب ہے اللہ کے دین کی مددگاروں کی صفات و کمالات یہ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین پر حکومت و اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں نیکی کا حکم کرتے رہتے ہیں برائی سے روکتے ہیں اور سب سے چیزوں کا انجام خدا کے ہی ہاتھ میں ہے۔

مکرم سامعین! زکوٰۃ کے سلسلہ میں آپ کے سامنے چند اہم اور بنیادی چیزیں پیش کرنی ہیں۔

اول: بات یہ کہ زکوٰۃ کی اہمیت کیا ہے؟

دوم: زکوٰۃ کی حقیقت کیا ہے؟

سوم: زکوٰۃ دینے کے فوائد کیا ہیں؟

چہارم: زکوٰۃ نہ دینے کے نقصانات کیا ہیں؟

زکوٰۃ کی اہمیت

جو آیت تلاوت کی گئی ہے اس سے زکوٰۃ کی اہمیت کی زبردست وضاحت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تاکید کے ساتھ فرمایا: کہ اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کریں گے، اور یہ بات ہر مؤمن جانتا ہے ہر خدا کا ماننے والا یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اس کی طاقت کے سامنے ساری کائنات بے بس ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

اس کا فرمان ہے:

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ (آل عمران ۱۶۰)

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔

CamScanner

کسی کا رعب، کسی کا دبدبہ تم پر نہیں چلے گا، اگر تم اپنے مالک وخالق کی مدد حاصل کرلو تو پھر زمین پر تمہاری خلافت قائم ہوگی، تمہارا ہی جھنڈا بلند ہوگا، تمہارے رعب سے کفر کی طاقتیں تھر تھرائیں گی لیکن اللہ کی مدد تب حاصل ہوگی جب ہم اس کے دین کی مدد کریں ۔

اس آیت مبارکہ میں یہ بتلایا گیا کہ دین کے مددگاروں اور خدا کی مدد حاصل کرنے والوں کو اگر زمین میں اقتدار ملے تو وہ چار کاموں پر اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو صرف کریں گے۔

(1) نماز قائم کرنے۔

(2) زکوۃ کا نظام قائم کرنے۔

(3) اچھے کاموں کا حکم کرنے۔

(4) برے کاموں سے روکنے۔

پھر جب وہ ایسا کریں گے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا، فرمایا:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ. اللہ ضرور مدد کرے گا اپنے ایسے بندوں کی جو اس کے دین کی مدد کریں گے۔

اور اس آیت نے وضاحت کی ہے کہ یہ چار کام کرنے والے دین کے مددگار ہیں، اور اللہ کی مدد ان چار کام کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور دوسری آیت میں اللہ تعالٰی نے ان ہی چار کاموں کو مؤمنوں کی علامت ونشانی قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ میری رحمت کے حصول کا ذریعہ بھی یہی چار کام ہیں

ارشاد خداوندی ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللهُ (توبہ ۷۱)

مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے حقیقی غمخوار و مددگار ہیں ان کی صفات اور خوبیاں یہ ہیں کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں برائی سے منع کرتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔

CamScanner

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس میں مذکورہ چھ خوبیاں اور کمالات نہ ہوں نہ تو وہ مؤمن ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس پر رحمت خداوندی کا نزول ہوسکتا ہے، اور جو لوگ ایمان اور رحمت خداوندی سے محروم ہوں ان کی ناکامی ورسوائی میں کیا شک ہوسکتا ہے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ○ (توبہ 11)

پھر وہ کفر وشرک سے توبہ کر کے ایمان لانے کے بعد نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہوں گے۔

اس آیت میں دوٹوک الفاظ میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ صرف زبانی کلمہ پڑھنے سے کفر و شرک سے بیزاری کا اعلان کرنے سے کسی کو مسلمانوں کا دینی بھائی نہیں تسلیم کیا جائے گا جب تک وہ نماز قائم نہ کرے اور زکوٰۃ ادا نہ کرے۔

غور فرمائیں! نماز قائم کئے اور زکوٰۃ ادا کئے بغیر بھی دنیا کے اعداد وشمار میں ہمیں مسلمان ہی شمار کیا جاتا ہے، کیا اللہ کے نزدیک بھی ہم ان دین کی دو اہم بنیادوں پر عمل کئے بغیر مسلم ومؤمن ہوسکتے ہیں؟

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ (المائدہ ۵۶،۵۵)

مؤمنو! تمہارے حقیقی دوست اللہ، رسول اور ایماندار ہیں اور ایماندار وہ لوگ ہوتے ہیں جو نماز کی پابندی کرتے رہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں اور خدا کے سامنے جھکتے رہیں، جس نے اللہ، رسول اور ایمان والوں کو اپنا دوست بنالیا وہ اللہ کے لشکر میں شامل ہوگیا اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کا لشکر ہی سب لشکروں پر غالب آئے گا۔

ان آیات میں اللہ نے صاف طور پر یہ اعلان فرمایا ہے کہ جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اس کے بغیر نہ تو کوئی خدا اور رسول

CS CamScanner

کا سچا محب ہوسکتا ہے اور نہ ہی وہ خدائی لشکر میں شامل ہوسکتا ہے، اور اس بات کی وضاحت فرما دی اللہ تعالی نے، کہ خدا کا لشکر ہمیشہ غالب رہے گا، آج کل ہماری پریشانی اور ناکامی کی وجہ یہی ہے، ابھی تک مسلمانوں کی اکثریت وہ کام نہیں کرتی جس سے ہم خدا کے لشکر میں شامل ہوسکتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ و یقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ (متفق علیہ)

مجھے حکم دیا گیا کہ اس وقت تک اسلام کے دشمنوں مشرکوں اور کافروں کے ساتھ جہاد کرتا رہوں جب تک وہ اس بات کی شہادت نہ دیں کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور جب وہ ایسا کرلیں گے تو:

عصموا منی دمائھم و اموالھم۔

ان کی جانیں بھی محفوظ ہوجائیں گی اور مال بھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی تین نشانیاں ہیں۔

(1) کلمہ کا اقرار کرنا۔

(2) نماز قائم کرنا۔

(3) زکوۃ ادا کرنا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لیتے تھے اس وقت بھی ان سے نماز کی پابندی کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کا اقرار لیتے تھے۔

زکوۃ کی حقیقت

حضرت جریر بن عبداللہ ؓ ارشاد فرماتے ہیں:

بایعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ و النصح لکل مسلم (متفق علیہ)

میں نے نبی علیہ السلام کی بیعت کی اور بیعت کرتے ہوئے آپ نے مجھ پر تین شرائط عائد

فرمائیں اور تین چیزوں کا پختہ عہد لیا کہ تم نماز کی پابندی کرتے رہنا، زکوۃ ادا کرتے رہنا، اور ہر مسلمان کو نیکی کی نصیحت کرتے رہنا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے ساتھ ہمارا حقیقی تعلق تب ہی قائم رہ سکتا ہے جب ہم نماز اور زکوۃ کے پابند ہوں۔

اب ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ زکوۃ کی حقیقت کیا ہے؟ اور زکوۃ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ زکوۃ ایک امتحان ہے، جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں، ہمیں اللہ سے محبت ہے، ہم اس کی رضا کے طلب گار ہیں، صرف زبان سے خالی یہ کہہ دینا کافی نہیں، اور نہ ہی صرف زبانی دعوے سے ہم اپنے آپ کو سچا ثابت کر سکتے ہیں، بلکہ اس دعوے میں سچوں اور جھوٹوں کو جدا جدا کرنے کے لیے ایک باقاعدہ امتحان ہے، اور یوں سمجھیں کہ ہر ایماندار اور خدا کی محبت کے دعویدار کو کئی پرچے حل کرنے پڑتے ہیں، پہلا پرچہ عقائد کا ہوتا ہے ایماندار تب ثابت ہوگا کہ جب آدمی اپنے عقائد ونظریات کو درست کرے، اس کا عقیدہ اس کی اپنی مرضی، خواہشات اور رسم و رواج کے تابع نہ ہو بلکہ خدا اور رسول علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق، قرآن وسنت کی ہدایت کی روشنی میں وہ اپنے عقیدہ کی اصلاح کرے۔

نبی علیہ السلام کا فرمان ہے:

لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائیں۔

جب بندہ اس امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے وہ اپنے عقیدہ کی اصلاح کر لیتا ہے، تو دوسرا امتحان اس سے یہ لیا جاتا ہے کہ وہ اپنے قیمتی اوقات سے دن رات میں پانچ مرتبہ وقت فارغ کر کے نماز ادا کرے، نماز کی پابندی سے وہ اس دوسرے امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے، اور وہ یہ ثابت کرتا ہے اپنے عمل سے، کہ مجھے اپنے تمام کاموں سے، اپنی تمام ضروریات سے زیادہ پیارا اپنے مالک کے حکم کے ساتھ ہے۔

CamScanner

زکوٰۃ ادا کرنے کے فوائد و برکات

اس کے بعد تیسرا امتحان ایماندار سے زکوٰۃ کی صورت میں لیا جاتا ہے، کہ وہ مال جو انسان بڑی محنت سے کماتا ہے، جس کے جمع کرنے کے لئے دن رات مصروف رہتا ہے، حکم ہوتا ہے کہ یہ سب مال تیرا نہیں اس میں میں نے دوسروں کا بھی حق رکھا ہے جو مسکین و بے کس ہیں۔

وَفِیۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ ○ (الذاریات ۱۹)

جنتی لوگوں کی صفات وکمالات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

کہ ان کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ ان کے مال میں سائلوں کا بھی حق ہوتا ہے اوران لوگوں کا بھی حق ہوتا ہے جو اپنی ضروریات کی تکمیل سے محروم رہ جاتے ہیں، جس چیز پر انسان محنت کرتا ہے فطری طور پر انسان کو اس سے محبت ہو جاتی ہے اس طرح مال سے بھی انسان کو لگاؤ ہوتا ہے لیکن اس تیسرے امتحان میں وہ لوگ کامیاب ہوں گے جنہیں اپنے مال سے زیادہ اپنے خالق و مالک سے محبت ہو، وہ اپنے رب کے حکم پر اپنے مال کو قربان کرنے والے ہوں، وہ اس بات پر یقین رکھتے ہوں کہ یہ مال ہمارے پاس اللہ کی امانت ہے، اس کا حقیقی مالک ووارث وہ خدا ہے جس نے ہمیں دیا، یہ کل ہمارے پاس نہیں تھا کسی اور کے پاس تھا پھر آنے والے کل یہ کسی دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔

ان کی شان رب کریم نے یوں بیان فرمائی:

وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسۡكِيۡنًا وَّ يَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا ○ اِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِيۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُكُوۡرًا ○ (الدھر ۹،۸)

اوران اللہ کے مقرب بندوں کی شان یہ ہے کہ اللہ کی محبت میں، اس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے رہتے ہیں، اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ کے لئے کھلاتے پلاتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکریہ نہیں چاہتے۔

مزید ارشاد خداوندی ہے:

وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السمٰوٰت والارض اعدت للمتقین ○ اللذین ینفقون فی السراء والضراء (آل عمران 133،134)

اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس کی جنت کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھو جس کی وسعت وعرض زمین وآسمان کے برابر ہے جو تیار کر کے رکھی گئی ہے پرہیز گاروں اور نیکوکاروں کے لئے، اور پرہیز گار وہ لوگ ہیں جو خوشی اور تنگی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ سچے اور پکے مؤمن کا تعلق اپنے اللہ کے ساتھ اتنا قوی ومضبوط ہوتا ہے کہ وہ حالات کے بدلنے کے ساتھ بدلتا نہیں بلکہ وہ ہر حال میں خوشی ہو یا غمی، امیری ہو یا فقیری، خالی چٹائی پر ہو یا تخت شاہی پر، اپنے مالک کے حکم کا منتظر رہتا ہے اور اس کی شان یہ ہوتی ہے کہ

شعر:

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو — ادھر حکم الٰہی ہو ادھر گردن جھکائی ہو

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے نقصانات

دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (المنافقون ۹)

اے ایمان والو! تمہیں تمہارا مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں جو ایسا کریں گے وہ خسارہ اور نقصان میں رہیں گے۔

غور فرمائیں! یہ آیت امتحان کے تیسرے پرچے میں کامیاب اور ناکام امیدواروں کو کس قدر نکھار کر جدا جدا کر رہی ہے، جو دنیا میں آنے کے بعد اپنی پیدائش کا مقصد بھول گئے، اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گئے، مالک کی محبت اور اولاد کی محبت میں اس طرح محو وغرق ہو گئے کہ اپنی موت اور آخرت بھی یاد نہیں رہی، وہ چاہے دنیا میں دولت کے انبار رکھتے ہوں، حکومت وسلطنت کے مالک ہوں، رعب وجلال والے ہوں، جاہ ولشکر رکھتے ہوں، خدا صاف اعلان کرتا ہے وہ ناکام ہیں، وہ خدا کی محبت کے امتحان میں فیل ہو چکے ہیں، ان کی آخرت برباد ہوگئی، وہ کامیابی کے قریب بھی نہیں پہنچ سکے، لیکن افسوس ہے ان کی بصیرت وتدبیر پر کہ وہ اپنے آپ کو بہت ہی کامیاب تصور کر رہے ہیں۔

مزید فرمان الٰہی ہے:

هَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ

(سورۃ محمد ۳۸)

سنو! تم ایسے لوگ ہو کہ جب تمہیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم میں سے بعض لوگ بخل کرتے ہیں اور جو راہِ حق میں مال خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اس کے بخل کا نقصان خود اسی کو ہوگا، اللہ تو غنی ہے تم ہی اس کے محتاج ہو اگر تم نے خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے منہ موڑا تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم کو اسلام کی خدمت کے لئے منتخب کرے گا اور وہ لوگ تم جیسے نہیں ہوں گے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں وہ اپنے مفاد اور نفع کے لئے کرتے ہیں جب ایمان کے دعویدار مال کی محبت میں اس قدر منہمک ہو جائیں کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کریں تو وہ ایمان کے امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کی جگہ دوسری اپنی محبوب جماعت کو کھڑا کر دیتے ہیں جو اعلیٰ صفات کے مالک ہوتے ہیں۔

وَ مَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلَاغ

زکوٰۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْد، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ (التوبہ ۱۱۱)

بلا شبہ اللہ نے خرید لیا مؤمنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض میں ۔

زکوٰۃ کے موضوع پر پہلی تقریر میں یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ زکوٰۃ کی اہمیت کیا ہے؟ اور زکوٰۃ کی حقیقت کیا ہے؟ اب یہ عرض کیا جائیگا کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے فوائد کیا ہیں، اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے کیا نقصانات ہوتے ہیں؟

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عبادات اپنے بندوں کے فوائد اور منافع کی خاطر مقرر فرمائی ہیں، اس ذات پاک کا واضح اعلان ہے:

لَھَا مَا کَسَبَتْ وَ عَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ (البقرہ)

انسان جو بھی اچھا عمل کرتا ہے اس کا نفع اور فائدہ یقیناً نیکی کرنے والے کو ملے گا اور اسی طرح ہر برائی کا نقصان بھی برائی کرنے والے کو ہوگا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے فوائد خداوند کریم نے اپنے مقدس کلام میں واضح کئے ہیں۔

راہ حق میں مال خرچ کرنے کے فوائد

ان میں سے ایک عظیم فائدہ کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے اس میں خالق کائنات اپنے بندوں سے ایک تجارت کرتے ہیں حالانکہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے اسی خدا کا دیا ہوا ہے، ہماری کوئی چیز ذاتی نہیں، اس کے باوجود وہ اعلان کرتا ہے کہ مؤمنو! میں تمہارے مالوں کو اور خود تمہاری جانوں کو جنت کے بدلے میں خرید چکا ہوں تم ایمان کا اقرار کر کے اس کے پابند ہو گئے ہو کہ اپنی جان کو میرے حکم کے مطابق صرف کرو، اور مال کمانے اور خرچ کرنے میں میری ہدایت کی پابندی کرو، اس کا صلہ تمہیں یہ ملے گا کہ تم سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے۔

CamScanner

سخی، جنت کا تاجر

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (البقرہ ۲۶۱)

جو لوگ اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک دانہ ہو جس میں سات بالیاں اُگی ہوں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہتے ہیں اس کا اجر زیادہ بڑھا دیتے ہیں اور اللہ وسیع علم والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں آخرت کی تجارت کرنے والوں کے فوائد و منافع کا ذکر کیا گیا کہ اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنیوالا آخرت کے لئے کاشت کاری کرتا ہے، لیکن یہ آخرت کا کاشت کار دنیا کے کاشت کاروں کی طرح نہیں ہے کہ جس کے دانے سے ایک بالی پیدا ہو، اور اس پر چند دانے ہوں، اور یہ بھی امر یقینی نہیں کہ ہر دانہ اُگے گا، جب کہ آخرت کے کاشتکار کا معاملہ اس سے مختلف ہے، یہ آخرت کا تاجر جو کچھ بھی اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرے گا اس کا بدلہ بڑھا چڑھا کر اسے دیا جائے گا، کم از کم سات سو گنا اجر بڑھ جائے گا، اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جس قدر مال خرچ کرنے والے کا زیادہ اخلاص ہوگا اسی قدر اجر میں زیادہ اضافہ ہوگا۔

ایک نیکی کا اجر سات سو گنا

ارشاد نبوی علیہ السلام ہے کہ جو مؤمن اللہ کے راستہ میں ایک کھجور خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے احد مدینہ کا بہت بڑا پہاڑ ہے۔

سخاوت کرنے والے قیامت کے دن بے خوف ہوں گے

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا و لا اذی لھم اجرھم عند ربھم و لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون ○ (البقرہ)

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر جس مستحق کو وہ مال دیتے ہیں نہ تو اس پر اپنی

نیکی کا احسان جتلاتے ہیں اور نہ ہی اس کو کسی قسم کی تکلیف دیتے ہیں، ایسے لوگوں کو لئے ان کے پروردگار کے ہاں اجر وثواب ہے اور قیامت کے دن انہیں نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

اس آیت شریفہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ زکوٰۃ وصدقات ان ہی لوگوں کے منظور ومقبول ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں، جو صدقہ دے کر اپنا احسان جتلاتے رہتے ہیں، یا فقراء کو کسی قسم کی تکلیف دیتے ہیں، انہیں حقیر سمجھ کر صدقہ دیتے ہیں، یا اپنی فوقیت وبرتری ان پر ظاہر کرتے ہیں ایسے لوگ اپنی نیکی کو برباد کردیتے ہیں۔

لیکن رضاء الٰہی کے لئے خرچ کرنے والوں کو اتنی عظیم بشارت دی گئی ہے کہ قیامت کے ہولناک اور نہایت ہی رنج والم کے دن میں یہ اللہ کے برگزیدہ بندے بلا خوف وخطر عرش الٰہی کے زیر سایہ خوش وخرم ہوں گے۔

سخاوت ایسی تجارت ہے جس میں نقصان نہیں

مزید فرمان خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ (فاطر ۲۹)

جو لوگ اللہ کی کتاب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، اور نمازیں قائم کرتے ہیں، اور ہمارے دیئے ہوئے رزق سے پوشیدہ اور کھلے عام خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں گھاٹا اور نقصان نہیں ہوسکتا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب کی غور وتدبر کے ساتھ تلاوت کرنے والوں، اپنی بندگی کرنے والوں، اور راہِ حق میں مال خرچ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: کہ یہ تاجر ہیں لیکن ان کی تجارت کسی انسان کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اپنے مالک وخالق کے ساتھ ہے، ان کی تجارت میں گھاٹے کا خطرہ نہیں، یہ یقینا نفع بخش ہے، اس کا نفع معمولی نہیں بلکہ بے انتہاء ہے۔

CamScanner

سخی کے لئے فرشتوں کی دعا

ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفاًویقول الاخر اللھم اعط ممسکا تلفا (مشکوۃ ۱۶۴)

ہر دن صبح ہوتے ہی آسمان سے دو فرشتے اترتے ہیں، ایک فرشتہ دعا کرتا ہوا اترتا ہے اے اللہ! جو بندے تیری راہ میں تیری خوشنودی کے لئے اپنی جان، مال اور وقت کو خرچ کرتے رہتے ہیں ان کو اور زیادہ عطا فرما اور ان کی جان و مال کو بابرکت بنادے، اور دوسرے فرشتے کی دعا یہ ہوتی ہے کہ اے خدا! جو تیری دی ہوئی نعمتوں کو تیری راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتے ہیں ان کے مال کو برباد فرما دے۔

سبحان اللہ۔۔۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کتنے خوش قسمت و سعادت مند ہیں کہ اللہ کے معصوم فرشتے بھی ان کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں، اور اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کرنے والا بخیل کتنا محروم ہے کہ نورانی فرشتے بھی اس ک لئے بد دعا کرتے ہیں۔

مزید ارشاد نبوی ہے:

انفق یا ابن آدم انفق علیک (مشکوۃ ۱۶۴)

اللہ فرماتے ہیں اے اولاد آدم تم میری راہ میں خرچ کرو میں تمہیں دیتا رہوں گا تم پر اپنی نعمتوں کو بڑھاتا رہوں گا۔

سخی اللہ کا محبوب ہے

مزید فرمان پیغمبر ہے:

ثلثة یحبھم اللہ رجل قام من الیل یتلو اکتاب اللہ و رجل یتصدق بصدقة بیمینه یخفیھا اراہ قال من شمالہ و رجل کان فی سریة فانھزم اصحابہ فاستقبل العدو (مشکوۃ ۱۶۹)

کہ تین قسم کے لوگ اللہ کے محبوب ہیں اور ان سے خداوند کریم کو بہت پیار ہے، ان میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو رات کو اٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، دوسرے وہ جو اللہ کے راستہ

میں ایسے مخفی اور پوشیدہ طریقے سے مال خرچ کرتے ہیں کہ کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا، یہاں تک کہ ان کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے، اور تیسرا وہ شخص جو ایک جماعت کے ساتھ دشمن کے مقابلہ میں جہاد کررہا تھا اس کے سارے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے لیکن وہ تن تنہا دشمن کا مقابلہ کرتا رہا۔

دیکھیں کتنی بڑی سعادت ہے کہ اللہ کے راستہ میں ہم اسی کا دیا ہوا مال جب پوشیدہ طور پر صرف اسی کی خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں تو زبان نبوت سے ایسے مؤمنوں کے حق میں بشارت دی جاتی ہے کہ وہ خدا کے پیارے اور محبوب بن گئے ہیں، اس سے بڑی کائنات میں اور کوئی نعمت نہیں ہے کہ ہم خدا کے محبوب بن جائیں۔

اسی لئے شاعر نے کہا ہے:

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے — جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دوعالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو — عجب شے ہے یہ لذت آشنائی

یہ حقیقت ہے کہ خدا آشنائی کی لذت کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں.

آدمی کا اپنا مال وہ جو اس کے کام آئے

آپ کا فرمان ہے:

يقول العبد مالي مالي وان ماله ثلث ما اكل فافنى او لبس فابلى او اعطى فاقتنى وما سوى ذالك فهو ذاهب وتاركه للناس (مشکوۃ ۲۲۰)

کہ بندہ کہتا رہتا ہے: مال میرا ہے، مال میرا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آدمی صرف تین طرح کی دولت اور جائیداد کا مالک ہوتا ہے اس کے سوا باقی مال اس کا نہیں ہوتا وہ دوسروں کا ہوتا ہے، ایک وہ مال آدمی کی ملکیت ہے جو اس نے کھالیا، اور دوسرا وہ مال جس کے اس نے کپڑے پہنے، تیسرا وہ مال جو اس نے اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا سرمایہ خرید لیا، باقی اس کے علاوہ جو مال ہے وہ سب اِدھر ہی رہ جائیگا اور مال والا خود دنیا چھوڑ کر چلا جائیگا، اس کے بعد وہ مال اس کا نہیں رہے گا بلکہ اور مالک بن جائیں گے، وہ اس کے کام نہیں آئے گا بلکہ وہ دوسروں کے کام آئے گا۔

CamScanner

اس حدیث پاک میں اہل ایمان کو متنبہ کیا گیا، خبردار کیا گیا کہ جس طرح تم کھانے پینے اور پہننے کی فکر کرتے ہو اسی طرح اپنی آخرت کی بھی فکر کرو، اس دولت سے جس طرح اپنی آسائش و آرام کا ساز و سامان خرید سکتے ہو اسی طرح جنت اور کامیابی کو بھی خرید سکتے ہو، اور اس دنیا کے بازار میں جیسا کہ دنیاوی ضروریات کا سامان بکتا ہے اسی طرح نیکیاں بھی بکتی ہیں۔

انسان کا سب سے اچھا رفیق نیک عمل

مزید فرمان نبوی علیہ السلام ہے:

یتبع المیت ثلثة فیرجع اثنان و یبقی معه واحد یتبعه اهله و ماله و عمله فیرجع اهله و ماله و یبقی عمله (مشکوٰۃ ۲۲۰)

میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں، ان میں دو واپس آجاتی ہیں اور تیسری چیز ہمیشہ کے لئے اس کے ساتھ رہتی ہے، ایک تو مال میت کے ساتھ چلتا ہے کہ کفن دفن کا انتظام مال ہی سے کیا جاتا ہے، دوسرے گھر والے اور رشتہ دار قبر تک ساتھ جاتے ہیں، لیکن قبر میں میت کے ساتھ نہ تو اس کا مال جاتا ہے نہ رشتے دار جاتے ہیں جبکہ صرف اس کا اپنا عمل ساتھ جاتا ہے، عمل اچھا ہو تو قبر جنت کا باغ بن جاتی ہے اور اگر عمل برا ہو تو وہ قبر جہنم کا گڑھا بن جاتی ہے۔

ہمارے آقائے نامدار علیہ السلام کا ارشاد ہے:

الدنیا دار من لا دار له و مال من لا مال له و لها یجمع من لا عقل له (مشکوٰۃ ۲۲۲)

جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ دنیا اس کا حقیقی ٹھکانہ ہے اور اس کا اصلی گھر ہے وہ دنیا میں اپنے آپ کو مسافر نہیں سمجھتا بلکہ اس کا خیال ہے کہ میں دنیا کا حقیقی مالک ہوں تو ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، اس طرح صرف دنیا کی کمائی میں شب و روز مصروف ہے آخرت کے لئے کچھ نہیں کرتا تو آخرت میں اس کا کوئی مال اور سرمایہ نہیں ہے، کیونکہ جمع کرتا تو جمع ہوتا، اس نے صرف دنیا کے لئے جمع کیا ہے آخرت کے لئے کبھی خرچ نہیں کیا، اور یہ حقیقت ہے کہ صرف دنیا کے پیچھے پڑنے والے عقل کے کورے ہوتے ہیں، ان کی عقل درست نہیں ہوتی، اگر ان کی عقل درست ہوتی تو وہ اپنے مالک کو نا بھولتے۔

CamScanner

سخاوت جنت کے درخت کی شاخ ہے

ایک روایت میں آیا ہے:

السخاء شجرة فی الجنة فمن کان سخیا اخذ بغصنٍ منها فلم یترکه الغصن حتی یدخله الجنة و الشح شجرة فی النار فمن کان شحیحا اخذ بغصن منها فلم یترکه الغصن حتی یدخله النار (مشکوۃ ۱۶۷)

سخاوت جنت کے ایک درخت کا نام ہے جو مؤمن سخی ہوتا ہے وہ اس درخت کی ایک ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے اس ٹہنی میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ وہ سخی کو سیدھا جنت میں لے جاتی ہے، اور بخل ایک ایسے درخت کا نام ہے جو جہنم میں لگا ہوا ہے جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اس درخت کی ایک ٹہنی پکڑ لیتا ہے اور وہ ٹہنی اس بخیل کو کھینچ کر جہنم میں داخل کر دیتی ہے۔

دیکھیں سخاوت کتنی پیاری چیز ہے کیا قابل قدر دولت ہے جس کا روحانی اعتبار سے جنت کے درخت سے تعلق ہے اور سخاوت کی شاخ اپنی روحانی قوت سے سخی کو کھینچ کر سیدھا جنت میں لے جاتی ہے، جبکہ بخل و کنجوسی لالچ اور زر پرستی جہنم کے درخت کی شاخیں ہیں جو دنیا میں ان بری عادتوں میں مبتلا رہتا ہے یہ عادتیں اسے جہنم کی طرف کھینچ کر لے جائیں گی۔

مزید فرمان نبوی علیہ السلام ہے:

ان الصدقة لتطفئی غضب الرب و تدفع میتة السوء (مشکوۃ ۱۶۸)

صدقہ اللہ کے غضب اور ناراضگی سے نجات دلواتا ہے اور بری موت سے آدمی کو بچاتا ہے۔

اللہ کے نیک بندے جانتے ہیں کہ اللہ کے غضب سے بچنا اور بری موت سے محفوظ ہو کر ایمان پر خاتمہ کتنی بڑی نعمتیں ہیں جو لوگ اللہ کو راضی کرنے کے لئے مال خرچ کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں یہ دونوں عالی شان نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

CS CamScanner

رمضان المبارک

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ،اَمَّابَعْد، فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَان

(البقرۃ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا جو کہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اوراس میں ہدایت کے واضح اور روشن دلائل ہیں یہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی کتاب ہے

رمضان المبارک کے فیوض وبرکات

جناب !صاحب صدر، اورقابل صد احترام حاضرین !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کی ہے اس میں رب کائنات نے رمضان المباک کے فیوض وبرکات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ رمضان المباک وہ ماہ مقدس ہے جس میں منبع ہدایت ،مرکز ہدایت آخری پیغام خداوندی،قرآن کریم کا نزول لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے جس ماہ مبارک کو اپنی مقدس کتاب کے نزول کے لئے منتخب فرمایا اسے اسی طرح تمام مہینوں پر فوقیت وبرتری حاصل ہے جس طرح کہ قرآن کریم کو تمام کتب سابقہ پر فضیلت ورفعت حاصل ہے،قرآن کریم خدا کی نازل کی ہوئی کتاب،رمضان المباک خدا کا متعین کیا ہوا مہینہ، قرآن کتاب مبارک،رمضان ماہِ مبارک،قرآن کتاب ہدایت،رمضان شھر ہدایت،قرآن،تلاوت کرنے والے کے لیے شافع،رمضان،روزہ رکھنے والے کے لئے شافع،قرآن کتاب روشنی،رمضان ماہِ روشنی،اسی لئے ہمارے آقائے نامدار سرورکائنات،فخر دوعالم،باعث تخلیق کائنات،حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا دخل رمضان فتحت ابواب الرحمة فتحت ابواب السماء فتحت ابواب الجنة غلقت ابواب النار۔

جب رمضان المبارک کا آغاز ہوتا ہے رحمت خداوندی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،،جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں۔

یہ آپ کا فرمان ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ آغاز رمضان ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں موسلا دھار بارش کی طرح برسنی شروع ہو جاتی ہیں، جس طرح بارش مردہ زمین کو زندگی بخشتی ہے اس طرح خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش مردہ دلوں کو زندہ کرتی ہے، جس طرح بارش سے زمین میں بہار آ جاتی ہے اسی طرح رمضان المبارک میں برسنے والی رحمتوں کی بارش سے اہل ایمان کے اعمال میں بہار آتی ہے، نفلی عبادات کا اجر و ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے جبکہ ہر فرض کے اجر میں ستر گنا اضافہ ہو جاتا ہے، جنت کے دروازے کھول کر خدائے رحمن و رحیم اپنے بندوں اور بندیوں کو حکم دیتا ہے۔

سَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ (ال عمران ۱۳۳)

ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرو اور آگے بڑھو اپنے رب کی مغفرت بخشش اور جنت حاصل کرنے کے لئے جس کا عرض، جس کی چوڑائی زمین و آسمانوں کے برابر ہے۔

مزید اس ماہ مبارک کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا:

شهر فيه ليلة خير من الف شهر

اس ماہ مقدس میں ایک رات ایسی ہے جس کی عبادت، جس کی ریاضت، جس کا قیام، جس کا ذکر و تلاوت، ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

حضرات! غور فرمائیں خدا تعالیٰ کے احسانات اس کے جود و کرم، اس کے بے حساب انعامات پر، جو رمضان المبارک میں اس نے اپنے محبوب رسول، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی امت پر فرمائے ہیں۔

خدا سب کو دیتا ہے لیکن وہ جسے چاہے بغیر حساب کے دیتا ہے کسی کو اس کی محنت سے کم نہیں دیتا لیکن زیادہ جتنا چاہے وہ دے دے نہ اس کے خزانوں میں کمی آتی ہے نہ ہی اس سے کوئی پوچھ سکتا ہے۔

اسی لئے شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

ساری تعریفوں کے لائق ہے وہ رب العالمین	کہ جس کی رحمت کے سمندر کا کنارہ ہی نہیں
کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں	دنیا تیری گلی میں اور عقبیٰ تیری گلی میں

CamScanner

حضرات مکرم! رمضان المبارک کی بے حساب برکات اور خصوصیات ہیں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ھو شھر المواساۃ۔

یہ غم خواری کا مہینہ ہے۔

بے کس بے سہارا مصائب وآلام میں مبتلا انسانوں کے ساتھ تعاون کا مہینہ ہے، جب دولت مند مؤمن روزہ کی حالت میں بھوک اور پیاس کی شدت کو محسوس کرتا ہے تو اس کے ایمان کی حرارت اس کے ضمیر کو للکار کر کہتی ہے کہ دیکھو ان بے کسوں کی طرف جن کا روزہ تو ہے لیکن افطار کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں جن کی عید تو ہے لیکن وہ بے سروسامان ہیں۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

تمنا دردِ دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی		نہیں ملتا ہے یہ گوہر کہ شاہوں کے خزینے میں

نامقبول روزے

روزہ کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ و شرابہ

جو روزہ دار جھوٹ اور برائی کو ترک نہیں کرتا اپنی زبان اور تمام جسم کو گناہ سے محفوظ نہیں رکھتا خدا تعالیٰ کے ہاں ایسے روزہ دار کے کھانا اور پینا چھوڑنے کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

حضرات محترم! روزہ دار خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنی خواہشات کو چھوڑتا ہے اپنی مرضی کو حکم خداوندی کے تابع کرتا ہے جس طرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کھانا پینا چھوڑتا ہے اسی طرح وہ اپنی زبان کو جھوٹ اور غیبت سے، اپنے کانوں کو برائی کے سننے سے، اپنی آنکھوں کو برائی دیکھنے سے، اپنے دل اور دماغ کو برائی کے تصور سے، باز رکھتا ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات پر نظر ڈالتا ہے تو یہ کہتا ہے:

کہ میں اگر اپنی جان بھی راہِ حق میں قربان کردوں تو بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔

جس کا شاعر نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے.

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی		حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
شکر تیرا مجھ سے ہو کیسے ادا		جو کچھ بھی ہے سب ہے تیرا دیا ہوا

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

CS CamScanner

روزہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْد، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ،يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

محترم سامعین: اس آیت مقدسہ میں دو چیزیں بیان کی گئی ہیں ایک روزہ کی اہمیت، دوسری روزہ کی حکمت، اوران ہی دو چیزوں کی آپ کے سامنے وضاحت کی جائے گی۔

روزہ کی اہمیت

پہلی چیز یہ کہ روزہ کتنا اہم ہے، اسلام میں اس عبادت کو کیا مقام درجہ حاصل ہے اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

اے مؤمنو! روزہ تمہارے لئے فرض ہے۔

اور نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ روزہ ان پانچ بنیادی فرائض میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا دارومدار ہے جو مکمل اسلام کی عمارت کی بنیادیں ہیں، جو ان بنیادوں پر عمل کرتا ہے وہ کامل مؤمن اور جو جس قدر ان بنیادوں کی تکمیل میں کوتاہی کرے گا اس کے برابر اس کے ایمان وتقویٰ میں کمی اور نقصان ہوگا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا جبکہ آغاز رمضان کے موقع پر آپ اپنے صحابہ کرام سے مخاطب تھے:

قد اظلكم شهر عظيم شهر مبارك

اے لوگو! اب ایسا مہینہ شروع ہو رہا ہے جو بڑی عظمت وشان والا ہے جس کی برکتوں کی کوئی انتہاء نہیں ہے رب کائنات نے جس طرح اپنی ساری کائنات میں سے انسان کو اشرف واکرم بنایا، سارے دنوں پر جمعہ کو فوقیت وبرتری دی، ساری راتوں پر لیلۃ القدر کو فضیلت وشرف دیا، زمین کے

CamScanner

تمام خطوں پر بیت اللہ کو فوقیت عطا فرمائی، اس طرح سال کے سارے مہینوں پر رمضان المبارک کو برتری وفضیلت عطا فرمائی۔

رحمۃ اللعالمین علیہ السلام کا فرمان ہے:

من تقرب فيه بخلصة من الخير كان كمن ادى فريضة فى ماسواه ومن ادى فريضة فيه كان كمن ادى سبعين فريضة فى ماسواه۔

جو مؤمن اس ماہ مبارک میں کسی نفلی عبادت کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے اسے اتنا بڑا اجر وثواب ملتا ہے جتنا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کرنے سے اجر ملتا ہے اور جو رمضان المبارک میں ایک فرض ادا کرتا ہے اسے ستر فرضوں کے ادا کرنے کا اجر وثواب ملتا ہے۔

رمضان میں عبادات کی قدر و قیمت میں اضافہ

غور فرمائیں! کس قدر اللہ کی رحمت ہے، آقائے نامدار علیہ السلام کی امت پر اس ماہ مبارک میں آپ غیر رمضان میں شب و روز میں صرف پانچ فرضوں کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں لیکن رمضان المبارک میں رب کریم نے آپ پر چھوڑ دیا ہے آپ جتنے چاہیں نفل ادا کرتے جائیں اور فرضوں کا ثواب اپنے اعمال میں لکھواتے جائیں، اور غیر رمضان میں ایک فرض ادا کریں تو ایک فرض کی ادائیگی کا اجر آپ کو ملے گا اگر آپ نے وہ فرض جماعت سے ادا کر لیا تو اس کا اجر وثواب ستائیس گنا بڑھ جائے گا، لیکن وہی فرض آپ جب رمضان میں ادا کریں گے تو ایک فرض کے ادا کرنے پر آپ کو ستر فرائض کے ادا کرنے کا ثواب ملے گا، اگر رمضان میں ایک فرض نماز آپ نے باجماعت ادا کی تو اتنا اجر وثواب آپ نے پالیا جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرضوں کے باجماعت ادا کرنے سے ملتا ہے۔

روزہ اور صبر کی تلقین

مزید فرمان رسول علیہ السلام ہے:

وهو شهر الصبر و الصبر ثوابه الجنة وشهر المواساة

کہ یہ رمضان صبر کا مہینہ ہے اور صبر کی جزا و بدلہ جنت ہے اور یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس میں دوسروں کے ساتھ غم خواری و ہمدردی کی جاتی ہے۔

CamScanner

اس حدیث مبارکہ میں رمضان کو صبر و ہمدردی ایثار و غمخواری کا مہینہ قرار دیا گیا، اور آپ نے صبر کا بدلہ جنت کو قرار دیا، گویا کہ رمضان صبر و غم خواری کی تعلیم و تربیت دیتا ہے، اور جو شخص حقیقی صابر بن جائے وہ جنت کا مستحق قرار پاتا ہے، روزہ انسان کو یہ سکھاتا ہے کہ تو خواہش کا بندہ نہیں بلکہ خدا کا بندہ ہے، تیرے بدن پر تیری مرضی نہیں چلے گی خدا کا حکم چلے گا، تو مختار و آزاد نہیں بلکہ تو ایک بڑی طاقت کا مطیع و غلام ہے، اسی غلامی کا دوسرا نام شریعتِ اسلامی میں صبر ہے، یہ صبر کبھی علی الاطاعت ہوتا ہے کبھی صبر علی المصائب ہوتا ہے اور کبھی صبر عن المعصیۃ ہوتا ہے، یعنی کبھی تو ایک مؤمن حق پر ڈٹ جاتا ہے اسے حق سے اس قدر پیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی جان کی تو بازی لگا سکتا ہے لیکن حق وصداقت کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا یہ بھی صبر کی ایک قسم ہے کہ ایسے مؤمن نے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر صبر کیا، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باطل اپنی خوبصورتی اور زیب و زینت دکھا کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن ایک مؤمن باطل کے اس جال کو اپنے پاؤں تلے کچل کر حق کا ساتھ دیتا ہے دولت کے انبار، حکومت کی قوت و سلطنت، دنیاوی مرتبوں اور عہدوں کے جال اس کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتے یہ صبر عن المعصیۃ ہے، کہ اس نے گناہ اور برائی کے راستہ کو چھوڑ کر حق کا ساتھ دیا، اور کبھی صبر علی المصائب ہوتا ہے کہ جب کوئی حق پرست راہِ حق میں تکلیفیں اٹھا کر حق کو پھیلاتا ہے گالیاں اور پتھر کھا کر لوگوں کو دین حق کی دعوت دیتا ہے۔

جب یہ تینوں صبر کی قسمیں کسی شخص میں موجود ہوں تو وہ کامل مؤمن ہوتا ہے کیونکہ وہ حق پر ڈٹ کر باطل کا مقابلہ کرتا ہے گناہوں کے راستہ پر چلنے کے لئے وہ کبھی تیار نہیں ہوتا ہے چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے اور حق کا ساتھ دیتے ہوئے جتنی مصیبتیں اور پریشانیاں آئیں وہ انہیں عبادت جان کر برداشت کرتا ہے۔

صابر کے ساتھ اللہ کی مدد

یہی وہ صابر ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ

بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس کی تائیدیں، اس کی رحمتیں، اس کی عطائیں، صبر کرنیوالوں کے لئے ہیں۔

CamScanner

اب اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ روزہ صبر کی تینوں قسموں کی تعلیم دیتا ہے صبر علیٰ الاطاعت روزے میں اس طرح ہے کہ روزہ دار صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور اپنی خواہشات کو اللہ کی رضا اور اس کے حکم پر قربان کردیتا ہے اور جب روزہ دار اللہ کے حکم پر اپنی تمناؤں کو قربان کرتا ہے تو یہ صبر عن المعصیۃ ہوا اور جب بھوک اور پیاس کی مشقتیں اور پریشانیاں اللہ کی رضاء کے لئے برداشت کرتا ہے یہ صبر علی المصائب ہوا۔

مزید آپ کا فرمان ہے۔

من فطر فیہ صائما کان لہ مغفرۃ لذنوبہ وعتق رقبتہ من النار و کان لہ مثل اجرہ من غیر ان ینتقص من اجرہ شئی۔

جو مؤمن رمضان میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے گا اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے اسے نار جہنم سے آزاد کردیا جائے گا اور روزہ دار کے روزہ کے برابر اسے ثواب ملے گا لیکن خود روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں واقع ہوگی۔

یہ کتنی بڑی سعادت اور خوش قسمتی ہے اہل ایمان کے لئے کہ خداوند کریم نے ایک روزہ دار کو افطار کرانے پر تین وعدے فرمائے ہیں:

(1) گناہوں کی معافی کا۔

(2) جہنم سے آزادی کا۔

(3) روزہ دار کے برابر اجروثواب کا

اللہ کی عطاؤں کی کوئی انتہاء نہیں ہے، اس کے خزانے بے حساب ہیں، ان کی مغفرتیں اور رحمتیں ہر چیز پر وسیع ہیں، وہ اس پر قادر ہے کہ ایک چھوٹے سے عمل پر اپنے بندہ کی مغفرت کردے اور اسے بے انتہاء اجر سے نواز دے لیکن اس کی طرف سے اجر تب ملتا ہے جب عمل خالص اسکی رضاء کے لئے کیا جائے اور عمل کرنے والا نیکیوں کا قدردان ہو، اگر کوئی یہ تصور کرلے کہ میں روزہ نہ رکھوں گا صرف افطار کرواکر اس قدر اجر حاصل کرلوں گا تو اس طرح وہ یہ اجر ہرگز نہیں حاصل کرسکے گا، اس کی مثال یوں سمجھیں کہ کوئی آدمی عمارت کی دوسری منزل بنانا چاہتا ہے تو وہ یقیناً پہلی منزل کے بعد بنا سکے گا اس کے

CamScanner

بغیر محال ہو گا کہ پہلی منزل کے بغیر ہی دوسری منزل بن جائے اسی طرح افطار کرانے پر اس قدر اجر تب ہی ملے گا جب کہ افطاری کروانے والا خود بھی روزہ دار ہو اور وہ جان بوجھ کر کبھی روزہ کو نہ چھوڑے۔

مزید سید الرسل علیہ السلام کا فرمان ہے:

من خفف عن مملو که فیه غفر الله له و اعتقه من النار

جو مؤمن رمضان میں اپنے ملازم پر مہربانی کرے گا اسے تھوڑا کام دے گا تو پروردگار اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزادی عطا فرمائے گا۔

اعطیت امتی خمس خصال فی رمضان لم تعطهن امة قبلهم خلوف فم الصائم اطیب عندالله من ریح المسک و تستغفر لهم حیتان و یزین الله عز و جل کل یوم جنته ثم یقول یو شک عبادی الصالحون ان یلقوا عنهم المئونة و یصیر الیک و تصفد فیه مردة الشیاطین فلا یخلصوا فیه الی ما کانو یخلصون الیه فی غیره و یغفر لهم فی اخر لیلة قیل یارسول الله اهی لیلة القدر قال لا ولکن العامل انما یوفی اجره اذا قضی عمله۔

میری امت کو رمضان میں پانچ خصوصی کمالات دیئے گئے ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں دیے گئے تھے ان میں سے ایک کمال یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو جو بھوک کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے، اور مچھلیاں بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے لئے جنت کو ہر دن آراستہ اور مزین کرتے ہیں پھر اعلان فرماتے ہیں: عنقریب اے جنت! میرے بندے دنیا کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات حاصل کر کے تیرے اندر آئیں گے، اور اس ماہ میں سرکش اور باغی شیطان قید کر دئے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگ رمضان میں اتنے گناہ نہیں کرتے جتنے وہ غیر رمضان میں کرتے رہتے ہیں، رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے، صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ آخری رات لیلۃ القدر ہوتی ہے؟ جس کی وجہ سے اس میں روزہ داروں کی بخشش ہو جاتی ہے، آپ نے فرمایا: وہ لیلۃ القدر نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود اس کی اتنی فضیلت اس لئے ہے کہ مزدور کو ہمیشہ کام مکمل کرنے پر پوری مزدوری دی جاتی ہے، آج کے اللہ کے بندوں اور بندیوں نے جب اللہ کے اس اہم فرض کو مکمل کیا اس کے بدلے ان کی مغفرت کی جاتی ہے۔

CamScanner

ان پانچ کمالات سے اس امت کے روزہ داروں کی انتہائی عظمت وفوقیت ظاہر ہوتی ہے اللہ کی محبت سے بھوک اور پیاس کی مشقت اٹھانے سے اللہ کے محبوب ترین بن جاتے ہیں اس لئے ان کے منہ سے خدا کی محبت میں بھوک و پیاس برداشت کرنے کیوجہ سے جو بوظاہر ہوتی ہے وہ ہر خوشبو سے زیادہ قیمتی اور قابل قدر ہے، اور خدا کے اتنے مقرب ہوجاتے ہیں کہ عرش کے اٹھانے والے فرشتوں سے لے کر دریا کی تہہ میں رہنے والی مچھلیوں تک ہر مخلوق ان کے حق میں دعا کرتی ہے، ان کے ازلی دشمن شیطان کو رمضان میں پابند سلاسل کردیا جاتا ہے تاکہ خدا کے مقربین کا راستہ یہ دشمن خدا نہ روک سکے، اور اللہ کے انعام واکرام کا مرکز جنت آراستہ اور مزین ہوکر ان مؤمنین کی منتظر رہتی ہے، جب کہ خداوند کریم جنت سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ: میرے محبوب بندے میری بندگی کا حق ادا کر کے تیرے مستحق بن چکے ہیں اور وہ جلدی تیرے اندر آکر دائمی سکون حاصل کریں گے، جبکہ رمضان کی آخری رات کو سارے روزہ داروں کی مغفرت فرما کر خداوند کریم اپنے بے انتہا کرم کا اظہار فرماتے ہیں

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ امام الانبیاء علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ منبر کے قریب ہوجاؤ، جب صحابہ کرامؓ منبر کے قریب جمع ہوئے تو آپ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم مبارک رکھتے ہوئے فرمایا: آمین، اسی طرح دوسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے بھی آمین فرمایا، تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے بھی آمین فرمایا، جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو راوی حدیث حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول علیہ السلام آج ہم نے منبر پر چڑھتے ہوئے آپ سے جو کلمات سنے اس سے پہلے کبھی ہم نے اس موقع پر یہ کلمات نہیں سنے، آپ نے ان کلمات کا سبب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ جب میں نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا۔

ان جبرئیل عرض لی فقال بعد من ادرک رمضان فلم یغفر له قلت آمین۔

تو جبرئیل امین میرے سامنے تشریف لائے، اور دعا کر رہے تھے کہ ہلاک و برباد اور رحمت خداوندی سے محروم ہو وہ شخص جس نے رمضان جیسا بابرکت مہینہ پایا پھر بھی وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا تو میں نے ان کی بددعا پر آمین کہا۔

حدیث مبارک کے الفاظ پر غور فرمائیں! خدا کے مقرب فرشتے، تمام فرشتوں کے سردار،

CamScanner

صرف اس غرض سے امام الانبیاء، تاجدار رسل فخر موجودات سبب تخلیق کائنات علیہ السلام کی خدمت میں تشریف لائے کہ تین مجرموں ظالموں اور بڑے گناہگاروں کے حق میں ملائکہ کے سردار بددعا کریں اور ساری کائنات کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین ہونے کے باوجود ان تینوں مجرموں کے خلاف سید الملائکہ جبرئیل امین کی بد دعا پر آمین فرمائیں، ان میں سے پہلا مجرم وہ ہے جو رمضان المبارک میں اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے رحمت مغفرت اور حقیقی کامیابی سے محروم رہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ رمضان میں اللہ کی رحمتیں موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہیں، روزہ داروں کے لئے عرش اٹھانے والے فرشتوں سے لے کر دریا کی مچھلیوں تک ساری مخلوقات دعا کرتی رہتی ہیں، اللہ کے فرشتے اعلان کرتے رہتے ہیں: یا باغي الخير اقبل و يا باغي الشر اقصر۔ اے نیکی کمانے والو، بھلائی کی طلب گار اور جنت کے خریدارو! آگے بڑھو سبقت حاصل کرو، ایک دوسرے سے بازی لے جاؤ، اور اے برائی کے کمانے والو! جہنم کے راستہ پر چلنے والو، حق سے منہ پھیرنے والو، برائی سے باز آؤ اپنے گناہوں کی معافی مانگو، اپنے حال پر رحم کرو اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

اس کے باوجود بھی جو رمضان المبارک کی قدر نہیں کرتا روزہ اور نماز کی پابندی نہیں کرتا اس کا دل یاد حق سے غافل رہتا ہے، اس کی زبان اس ماہ بابرکت میں بھی ذکر الٰہی سے غافل رہتی ہے، اس کے ہاتھ حرام کمانے میں مصروف ہیں، اس کی آنکھ حرام دیکھتی ہے، اس کے کان غیبت، جھوٹ اور غلط باتیں سننے سے نہیں تھکتے، اس کے پاؤں شیطان کی راہوں پر چلتے رہتے ہیں اس کے نزدیک رمضان اور غیر رمضان برابر ہیں، وہ صرف اپنے نفس اور خواہشات کا غلام ہے اس کی ساری کوششیں صرف دنیا کے لئے وقف ہیں، پھر ایسے ناشکرے، باغی اور نافرمان سے جبرئیل امین اور نبی علیہ السلام کیسے خوش ہو سکتے ہیں، اسی لئے تو جبرئیل علیہ السلام آئے، ایسے ناقدرے کے حق میں بددعا فرمائی اور نبی علیہ السلام نے اس پر آمین فرمائی، پھر آپ فرماتے ہیں کہ جب منبر کی دوسری سیڑھی پر میں نے قدم رکھا تو جبرئیل امین کہہ رہے تھے کہ ہلاک ہو وہ شخص اور رحمت حق سے دور ہو جس کے سامنے آپ کا تذکرہ ہو، آپ کا نام مبارک لیا جائے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر آمین کہا، جب منبر کی تیسری سیڑھی پر میں نے قدم رکھا تو جبرئیل امین نے کہا کہ ہلاک و برباد ہو وہ

شخص جس کے دونوں والدین یا ان میں سے کوئی ایک ضعیف ہو اور وہ خدمت کے قابل ہوتے ہوئے ان کی خدمت کر کے جنت کا مستحق نہیں بن سکا، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر بھی آمین کہا۔

حدیث مبارک کے آخری دونوں مضامین کی تفسیر اہمیت درود شریف اور حقوق والدین کے عنوان کے تحت کی جائے گی۔

روزہ دار کی دعا

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

ویستجیب فیہ الدعا

رمضان میں اللہ تعالیٰ روزے داروں کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔

ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

وان لکل مسلم فی کل یوم و لیلۃ دعوۃ مستجابۃ

رمضان شریف کے ہر دن اور رات میں ہر مسلمان کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

مزید آپ ﷺ کا فرمان ہے:

ثلاثۃ لا ترد دعوتھم الصائم حتی یفطر

تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی دعا ہر صورت میں قبول ہوتی ہے کبھی بھی ان کی دعا نامنظور وغیر مقبول نہیں ہوتی، ان میں سے ایک روزہ دار مؤمن ہے جس کی دعائیں افطار کے وقت ضرور قبول ہوتی ہے۔

ان تینوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے دار اللہ کے مقبول ترین بندے ہیں ان کی دعائیں یقینا قبول ہوتی ہیں، اور احادیث سے ثابت ہے کہ قبولیت کی تین صورتیں ہوتی ہیں، ان میں سے کسی ایک صورت میں روزہ دار کی دعا ضرور قبول ہوگی، مقبولیت کی ایک صورت یہ ہے کہ بندہ جو کچھ اپنے مالک سے مانگتا ہے، جس کے لئے التجاء کرتا ہے وہی چیز نقدا سے مل جاتی ہے، وہ خود بھی محسوس کر لیتا ہے کہ میرے مالک نے میری حاجت روائی کر دی، مقبولیت کی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ رب کریم ان دعاؤں کی برکت سے اپنے بندہ کو بڑے بڑے مصائب اور پریشانیوں سے نجات دے دیتے ہیں

چنانچہ ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل

کہ دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ آئی ہوئی مصیبتوں کو ٹال دیتے ہیں اور آنے والی پریشانیوں کو روک لیتے ہیں۔

اور دعاء کی قبولیت کی تیسری صورت یہ ہے کہ آخرت میں دعا کرنے والے کو بہت بڑا اجرو ثواب دیا جائے گا جب بندہ آخرت میں دعا کے عوض میں ملنے والے اجروثواب کا مشاہدہ کرے گا تو وہ تمنا کرے گا کاش دنیا میں میری کوئی دعا بھی قبول نہ ہوتی تاکہ آج مجھے سب کا اجر ملتا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

CamScanner

فضلیت لیلۃ القدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّابَعْد، فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ(۱)وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ(۲)لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ(۳)تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ(۴)سَلٰمٌ۔ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ(۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کریم کولیلۃ القدر میں نازل کیا،کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ قدرو منزلت والی رات کتنی عظیم الشان ہے،لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر وافضل ہے،اس رات میں آسمانوں سے فرشتے زمین پر اترتے ہیں اور جبرئیل امین بھی اترتے ہیں،فرشتے اللہ کے حکم سے سلامتی بھلائی اور ہر قسم کی خیر وبرکت کے فیصلے لے کر اترتے ہیں،رحمتوں وبرکتوں کا اترنا طلوع فجر تک جاری رہتا ہے،اس کی برکات کسی خاص حصے کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔

مکرم سامعین! لیلۃ القدر کے سلسلہ میں تین چیزوں کا جاننا ازحد ضروری ہے،اور وہی تین چیزیں میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

۱......لیلۃ القدر کی فضیلت کیا ہے؟

۲......لیلۃ القدر کب ہوتی ہے؟

۳......اس مبارک رات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

لیلۃ القدر کی فضیلت

پہلی بات یہ ہے کہ لیلۃ القدر کی فضیلت کیا ہے؟اس کا آپ نے سورۃ القدر کے ترجمہ سے کچھ اندازہ کرلیا ہوگا کہ یہ رات کتنی قابل قدر ہے کہ خداوند کریم نے اپنے مقدس کلام میں اس رات کی فضیلت میں ایک آیت نہیں دو آیتیں نہیں بلکہ پوری سورت نازل فرمائی،اور اس سورت کا نام بھی سورہ قدر رکھا،قدر کے معنی ہیں قابل قدر ہونا،بلند مرتبہ کا ملنا،عزت،کامیابی اور فوقیت کا حصول،اس رات کو قدر کی رات اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی قدرومنزلت،اس کا مرتبہ ومقام اللہ کے ہاں تمام راتوں سے بڑھ کر ہے،اور جس طرح یہ رات خود اعلیٰ مرتبہ والی ہے اس طرح یہ رات ان لوگوں کو جو خدا کے حضور

عبادت وبندگی، دعا والتجاء، عاجزی وزاری، امید وخوف میں اس رات کوگزارتے ہیں ان کو اس کی برکات قابل قدر بنادیتی ہیں۔

اس سورت کے آغاز میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ بے شک ہم نے قرآن کریم کو لیلۃ القدر میں نازل کیا، قرآن کریم جو سراپا رحمت، برکت ہدایت اور حق کا نور ہے اسی بابرکت رات میں لوح محفوظ سے آسمان پر نازل کیا گیا، پھر تیئیس سال کے عرصے میں جناب رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر نازل ہوا، ساری راتوں میں جس رات کو خالق کائنات نے نزول قرآن کے لئے منتخب کی وہ اس طرح ساری راتوں پر فضیلت و برتری رکھتی ہے، جیسا کہ قرآن کریم کو ساری کتابوں پر فضیلت حاصل ہے، پھر جو اس برکتوں والی رات میں برکتوں والی کتاب کو پڑھے یا سنے ایسے مؤمن کی سعادت وکامیابی میں کیا شک ہوسکتا ہے آگے فرمایا:

وَمَآ اَدۡرٰكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ

آپ جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر کی فضیلت واہمیت کیا ہے؟ یہ طریقہ کسی چیز کے مرتبہ کو واضح کرنے کا ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:

لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ

لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یعنی جو شخص اس مقدس رات کو عبادت میں گزارتا ہے اس کا ثواب اس شخص سے بڑھ کر ہے جو مسلسل ہزار مہینوں تک بغیر وقفہ کے عبادت میں مشغول رہے، ہزار مہینے کے تراسی سال چار ماہ بنتے ہیں جبکہ اتنا طویل وقت مسلسل عبادت میں گزارنا بے حد مشکل بلکہ ناممکن ہے، لیکن خداوند کریم کا وعدہ ہے کہ اس رات میں عبادت کرنے والوں کو ایک ہزار مہینے کی عبادت کرنے والوں سے زیادہ ثواب دوں گا، اب وہ زیادتی کس قدر ہے اس کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ یہ بندہ کے خدا کے ساتھ تعلق کا معاملہ ہے جس میں جس قدر اخلاص ہوگا اس قدر اس کا اجر بڑھ جائے گا، کیونکہ اس کریم ذات کا فرمان ہے:

وَاللّٰهُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ۝

CS CamScanner

اللہ جسے چاہتے ہیں اجر وثواب اور اپنی نعمتیں بغیر حساب کے دیتے ہیں، اگر بندہ کے پاس مانگنے کا سلیقہ ہو تو وہ بلاحساب دیتا ہے۔

مزید ارشاد ہے:

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ

فرشتے اترتے ہیں اس رات میں اور جبرئیل امین بھی ان میں موجود ہوتے ہیں۔

یہ بھی اس رات کی ایک عظیم خصوصیت ہے کہ سید الملائکہ جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے لشکر کے ساتھ زمین پر اتر کر مؤمنوں کی عبادتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں، کچھ فرشتوں کا کام یہ ہے کہ وہ بندوں کی عبادات کو لکھتے رہتے ہیں کچھ عبادات کی رپورٹ لے کر دربار خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے دربار میں اس کے بندوں کی عبادتیں پیش کرتے ہیں اور کچھ ہمہ وقت اہل ایمان کے حق میں دعا گو رہتے ہیں لیکن اس اعلیٰ رات میں صرف عام فرشتے نہیں بلکہ تمام فرشتوں کے سربراہ بھی زمین پر اتر کر مؤمنوں کی عبادات کا مشاہدہ کرتے ہیں تا کہ آج جبرئیل کی شہادت بھی اہل ایمان کے حق میں ہو اور جبرئیل بھی ان کے لئے دعا کریں جو اس رات میں عبادت کرتے ہیں۔

آگے فرمایا:

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ ۝

فرشتے اللہ کے حکم سے اترتے ہیں اور ہر قسم کی سلامتی کا فیصلہ لے کر اترتے ہیں۔

یہ قانون قدرت ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے جیسا کہ انسانوں کے اعمال آسمانوں پر لے جاتے ہیں اسی طرح زمین کے لئے فیصلے بھی آسمانوں سے فرشتے ہی لاتے ہیں، یہ آیت وضاحت کرتی ہے کہ تمام بھلائیوں کے فیصلے تمام انسانوں کے لئے فرشتے لے کر اس مقدس رات میں زمین پر اترتے ہیں، یہ کام انسان کا ہے کہ آیا وہ خدا کا قانون تسلیم کر کے، کامل ایمان لا کر، اعمال صالحہ سرانجام دے کر، اعمال سیئہ سے اجتناب کر کے اپنے حق میں فیصلہ کروالیتے ہیں، یا شیطان کی راہ پر چل کر، اللہ کے دشمنوں کے گروہ میں شامل ہو کر، نفس پرستی اور بغاوت کی راہ اپنا کر، خدا کے اس عظیم عطیہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔

CamScanner

اسی لئے تو اللہ نے فرمایا:

وَلَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا

کہ اگر ہم ہدایت دینے میں اپنی طاقت کو استعمال کرتے تو سب کو ہدایت کے قبول کرنے پر مجبور کر لیتے۔

مگر یہ خدا کا قانون نہیں ہے ہدایت کو اس نے اختیاری رکھا ہے جو چاہے گا اسے ملے گی، اسی طرح اس پاک رات میں جو اپنے حق میں کامیابی کے، دنیاوی اور اخروی سعادت کے، نجات و مغفرت کے، مصائب و پریشانیون سے چھٹکارے کے، فیصلے کروانا چاہتے ہیں ان کے لئے دروازے کھلے ہیں وہ اپنے مالک کے در پہ حاضری دیں، سچے دل سے توبہ کریں، اپنی سابقہ غلطیوں پر نادم ہوں، آئندہ گناہوں سے بچنے کا عزم کریں تو وہ اپنے حق میں سلامتی کا فیصلہ کروا سکتے ہیں، لیکن اگر خود کوئی محرومی کا راستہ اختیار کرے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے، اور اس کی سزا بھی اسے ہی ملے گی۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (سورۃ بقرہ)

آدمی کی ہر نیکی اس کے لئے نفع بخش ہوگی اس کی کامیابی وفلاح کا ذریعہ ہوگی جبکہ ہر برائی کا وبال بھی کرنے والے ہی پر پڑتا ہے۔

جیسا کہ کانٹوں کے درخت لگا کر کوئی آدمی ان سے توقع نہیں رکھ سکتا کہ ان پر سیب اور مالٹے لگیں گے، اسی طرح بدعملی کا ارتکاب کرتے ہوئے اور قرآن وسنت کے خلاف عقائد رکھتے ہوئے اچھے انجام کی توقع رکھنا عبث و بے بنیاد ہے۔

آخر میں ارشاد ہوتا ہے:

هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

وہ رات اپنی تمام برکات وخصوصیات کے ساتھ فجر کے طلوع ہونے تک باقی رہتی ہے اس کی برکات کسی خاص حصے کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ ساری رات اول سے آخر تک، ابتداء سے انتہاء تک برکتوں کا سمندر اور رحمتوں کا خزینہ ہے۔

CamScanner

لیلۃ القدر کیوں؟

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ کون سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے یہ اتنی بابرکت رات اس امت کو ملی۔

پہلا سبب یہ ہوا جیسا کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام اپنے امتیوں کی عمروں کی کمی کی وجہ سے محزون وغمگین ہوئے کہ پہلی امتوں کی عمریں تو بہت زیادہ تھیں میری امت عبادات میں ان کی برابری کیسے کرے گی، آپ کی تسکین وتسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ رات عطا فرمائی کہ آپ کا امتی ایک رات کی عبادت سے ہزار مہینوں سے زیادہ عبادت کا اجر وثواب پائے گا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب باکمال کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک مجاہدہ کا ذکر فرمایا جو مسلسل ایک ہزار ماہ راہ حق میں جہاد کرتا رہا، اس مجاہد کی زندگی آپ کے صحابہؓ کے لئے باعث رشک بنی، وہ سوچنے لگے کہ کاش ہمیں بھی اتنا وقت متواتر اللہ کی عبادت میں صرف کرنے کا موقع میسر ہوتا۔

اسی طرح ایک مرتبہ امام الانبیاء علیہ السلام نے چار جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا کہ چار اللہ کے محبوب انبیاء علیہم السلام حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل اور حضرت یوشع علیہم السلام لگاتار اسی اسی (۸۰) سال اللہ کی عبادت میں مصروف رہے اور ایک پل جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرت ہوئی کہ وہ کیسے خدا کے پیارے تھے جو اتنی مدت دراز متواتر عبادت حق میں مصروف رہے، اس پر خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے اپنے محبوب رسول ﷺ اور ان کی امت کو ایک عظیم الشان رات لیلۃ القدر عطا فرمائی کہ تم صرف ایک رات میری عبادت کرو میں خدا تمہیں تراسی سال چار ماہ سے زیادہ عبادت کا ثواب دوں گا۔

صحابہ کرامؓ آخرت کے سچے طلبگار تھے وہ ہمیشہ نیکیوں میں آگے بڑھنے والے تھے، کسی کو نیک کام میں، عبادت وریاضت میں، اپنے سے بڑھا ہوا دیکھ کر انہیں حسرت ہوتی تھی، کہ کاش ہم بھی ایسے کرسکتے، خداوند کریم نے ان کی حسرت کو پورا فرمایا اور ان کے توسل سے ہمیں بھی یہ عظیم نعمت عطا فرمائی۔

CamScanner

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

من قام لیلة القدر ایمانا و احتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه

جو ایماندار لیلۃ القدر میں ثواب کی نیت سے عبادت کرتا ہے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

گناہوں کی معافی کے لئے اس حدیث پاک میں دو شرطیں مذکور ہیں۔

اول یہ کہ وہ لیلۃ القدر میں عبادت کرنے والا ایماندار ہو، ایماندار ہی تو عبادت کرے گا ورنہ کافر کب عبادت کے لئے آتا ہے، لیکن ہمیں جاننا چاہیے کہ ایمان وہ معتبر ہے اور حقیقت میں مؤمن وہی لوگ ہیں جو خدا اور رسول علیہ السلام کے حکموں کو دل وجان سے قبول کرتے ہیں، آپ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، آپ کے صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں، لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ خود اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جیسا کہ کوئی آپ کی ختم نبوت کا انکار کرتا ہے یا یہ کہتا ہے میں صرف قرآن کو حجت تسلیم کرتا ہوں حدیث حجت نہیں، یا آپ کے صحابہ اور اہل بیت کو برا کہتا ہے ایسا شخص جتنی بھی عبادت کرے بے سود ہے کیونکہ ابھی وہ باطل عقائد پر قائم ہے جب تک عقیدہ صحیح نہ ہو کوئی عبادت قابل قبول نہیں ہوتی۔

دوسری شرط یہ عائد کی گئی حدیث پاک میں کہ وہ عبادت ثواب کی نیت سے کرے اگر عبادت کی لیکن ریاء، شہرت کے لئے تو اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں، آخر میں فرمایا کہ ان دو شرطوں کو پورا کرتے ہوئے جو عبادت کرے گا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

مزید آپ کا فرمان ہے:

ان هذا الشهر قد حضر کم و فیه لیلة خیر من الف شهر من حرمها فقد حرم الخیر کله و لا یحرم خیرها الا محروم۔

آپ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ماہ رمضان آچکا ہے جو کہ بہت ہی بابرکت مہینہ ہے اور اس مہینے میں ایک رات ایسی فضیلت والی ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس رات میں اپنے مولیٰ کو راضی نہ کر سکا، اپنے گناہ معاف نہ کروا سکا، سچی توبہ کے ذریعہ اپنی

حالت نہ بدل سکا اس کی محرومی میں کوئی شک نہیں وہ ایسا محروم و نامراد ہے جو تمام بھلائیوں سے محروم ہوگیا ہو، ورنہ محروم کے سوا ہر مؤمن اس بابرکت رات میں اپنے دامن کو نیکیوں سے پُر کرلیتا ہے۔

لیلۃ القدر کب ہوتی ہے؟

یہ بات قرآن کریم سے واضح طور پر ثابت ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرہ ۱۸۵)

کہ رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

اور سورہ قدر کی پہلی آیت میں فرمایا کہ ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ان دونوں آیتوں سے یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوجاتی ہے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان میں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

تحرو الیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان (البخاری)

رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کیا کرو، اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس، انتیس یہ طاق راتیں ہیں ان ہی میں سے کوئی ایک رات لیلۃ القدر ہے۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا پھر دوسرے عشرے کا بھی اعتکاف فرمایا پھر آپ نے اپنے ترکی خیمہ سے جس میں آپ معتکف تھے سر مبارک باہر نکال کر اعلان فرمایا کہ میں نے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا لیلۃ القدر کی تلاش میں، اور دوسرے عشرہ میں بھی میں نے اسی مقصد کے لئے اعتکاف کیا پھر مجھے اس کی اطلاع وخبر دی گئی اللہ کی طرف سے، اور بتلایا گیا کہ وہ مبارک رات رمضان کے آخری عشرہ میں ہے، پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہتے ہیں وہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کریں، پھر بعد میں آپ نے آخری عشرہ کی راتوں میں سے اس مبارک رات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: وہ رات مجھے دکھائی گئی پھر بھلادی گئی، لیکن اتنا مجھے یاد ہے کہ اس رات کے بعد جب میں نے فجر کی نماز پڑھی تو سجدے کی جگہ کیچڑ تھا۔

CamScanner

پھر آخر میں فرمایا:

فالتمسوھا فی العشر الاواخر فالتمسوھا فی کل وتر۔

تم لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کیا کرو اور خاص کر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ضرور تلاش کیا کرو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکیسویں کی صبح کو اپنی آنکھوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیشانی مبارک پر کیچڑ کا اثر دیکھا کیونکہ رات کو بارش کی وجہ سے مسجد ٹپکتی تھی جو کہ چھپر کی بنی ہوئی تھی، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر اکیسویں رات ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں لیلۃ القدر کی اطلاع دینے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں بتلا دوں کہ لیلۃ القدر کی رات کون سی ہے مگر فلاں فلاں آپس میں جھگڑا کر رہے تھے جس کی وجہ سے اسی رات کی تعیین اٹھا دی گئی ممکن ہے کہ اس رات کا واضح اور متعین نہ ہونا تمہارے حق میں بہتر اور نافع ہو۔

فالتمسوھا فی التاسعۃ والسابعۃ والخامسۃ

اب تم اس رات کو تلاش کیا کرو آخری عشرہ کی نویں، ساتویں اور پانچویں راتوں میں۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انتیس، ستائیس اور پچیس رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک لیلۃ القدر ہے۔

لیلۃ القدر کی برکات کس طرح حاصل کی جائیں

اب یہ کہ لیلۃ القدر کے حصول کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیے، کون سا وہ آسان طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے ہم اس مبارک شب کی برکات حاصل کر سکتے ہیں، اس کے لئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کریں، اعتکاف وہ عبادت ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرہ میں کبھی نہیں چھوڑا، اور خود آپ نے ارشاد فرمایا: کہ میرے اعتکاف کا مقصد لیلۃ القدر کو حاصل کرنا ہے، جب تک بذریعہ وحی اس کی وضاحت نہیں ہوئی تھی کہ یہ

CamScanner

رات مبارک رمضان کے کون سے عشرہ میں ہے تو آپ نے تمام رمضان المبارک کا اعتکاف فرمایا لیکن جب آپ کو یہ بتلایا گیا کہ یہ رات آخری عشرہ میں ہے اس کے بعد آپ نے ہمیشہ آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا۔

مزید آپ نے اعتکاف کی فضیلت میں ارشاد فرمایا:

هو يعتكف الذنوب و يجزى له من الحسنات كعامل الحسنات كلها (مشکوۃ ۱۸۳)

اعتکاف کرنے والا مؤمن گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور تمام نیکوں کی نیکیوں کے برابر اللہ تعالیٰ اسے اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں، گناہوں سے اس لئے وہ محفوظ ہے کہ وہ اللہ کے گھر میں اس کے در کا سائل بن کر حاضر ہے، شب و روز وہ عبادت، دعا، نماز، ذکر، تلاوت اور دینی کتب کے مطالعہ میں گزارتا ہے، وہ اپنی مغفرت ونجات کا سائل بن کر مسلسل دس دن اور دس راتیں ایسے کریم، ایسے داتا، ایسے غنی کا در کھٹکھٹا تا رہتا ہے جس کی کریمی کی کوئی انتہاء نہیں، جس سے مانگنے والے کبھی محروم نہیں ہوتے، جس کے خزانوں میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی، اور اس کو تمام نیکوں کی نیکیوں کا بدلہ اعتکاف کرنے کی وجہ سے اس لئے ملے گا کہ یہ دس دن اپنے محلہ کے تمام مسلمانوں کی وکالت کرتا ہے، اگر یہ اعتکاف نہ کرتا تو ترک سنت کی وجہ سے سب گناہ گار ہوتے، لیکن اس کے اعتکاف سے یہ سنت موکدہ علی الکفایہ ادا ہوگئی وہ سب گناہ سے بچے، اور من جانب اللہ اعتکاف کرنے والے کو یہ صلہ ملا کہ ان کی ہر نیکی کا اجر اس کے نامہ اعمال میں بھی لکھ دیا جاتا ہے جبکہ ان کی نیکیوں اور ثواب میں کسی قسم کی کمی بھی واقع نہیں ہوتی۔

مزید آپ کا فرمان ہے

من اعتكف يوما ابتغآء وجه الله جعل الله بينه و بين النار ثلث خنادق ابعد مما بين الخافقين (طبرانی)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں جن میں سے ہر ایک خندق کی وسعت وعرض زمین و آسمان کے درمیان کی مسافت سے زیادہ ہوتی ہے۔

غور فرمائیں! اللہ کی رضا کے لئے اعتکاف کرنے کی کس قدر فضیلت ہے۔

CamScanner

اور دوسری صورت اس رات کی فضیلت حاصل کرنے کی یہ ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں کو مسجد میں نفلی اعتکاف کی نیت سے عبادت میں گزاریں کیونکہ اکثر احادیث سے یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوتی ہے۔

اور کم از کم درجہ یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی فجر اور عشاء مسجد میں باجماعت ادا کی جائیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص عشاء کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے اسے آدھی رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور جو فجر کی نماز بھی باجماعت ادا کرلیتا ہے اسے ان دونوں نمازوں کی جماعت سے ادا کرنے کی برکت سے پوری رات کی عبادت کا ثواب مل جاتا ہے۔

لیلۃ القدر میں نیت اور عزم

اس رات میں ہمیں سچی توبہ کرنی چاہیے، ہم اپنے سابقہ گناہوں پر سچے دل سے نادم ہوں، آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کریں، جو بندوں کے حقوق ہمارے ذمہ ہیں ادا کرنے یا ان سے معاف کروانے کا پختہ عزم کریں، جو اللہ کے فرائض ہمارے ذمہ ہیں ان کو ادا یا قضاء کرنے کا اللہ سے وعدہ کریں۔

مطلب یہ ہوا کہ حج اور زکوۃ جب بھی ہم ادا کریں مکمل ثواب ملے گا یہ دونوں عبادتیں ادا ہوتی ہیں ان کی قضاء نہیں ہوتی ہے، جبکہ نماز روزہ کو اگر اپنے اپنے وقت پر ادا نہ کیا جائے تو وہ قضاء ہو جاتے ہیں اس رات میں ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا مکمل محاسبہ کریں، اپنی ایک ایک غلطی کو یاد کر کے رو رو کر اپنے مالک سے معافی مانگیں، اس کی رحمت جوش میں ہوتی ہے یہ موقع ہے کہ ہم اپنی بگڑی بنوالیں، اپنی کھوٹی قسمت کو کھری کروالیں، جو اس در سے محروم ہوگیا اسے دنیا کی کوئی طاقت عزت اور کامیابی نہیں دے سکتی اور جس پر مالک کی رحمتوں کا دروازہ کھل جائے اسے دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی ذلیل نہیں کرسکتیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حج بیت اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (سورۃ الحج ۲۷)

لوگوں میں حج کی فرضیت کا اعلان کریں اس اعلان پر لوگ حج کے لئے آیا کریں گے اس مقدس مقام پر لوگ پیادہ چل کر بھی آئیں گے اور سوار ہو کر بھی دبلے، دبلے اونٹوں پر دور دراز کے طویل سفر طے کرتے ہوئے۔

حضرات محترم! آپ کے سامنے حج کے موضوع پر چند چیزیں عرض کرنی ہیں۔

۱...... حج کی فضیلت کیا ہے؟

۲...... حج کی شرائط کیا ہیں؟

۳...... حج مقبول کا انسانی زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے؟

فضائل حج بیت اللہ

حج کی فضیلت واہمیت یہ ہے کہ حج اسلام کے ان پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جن پر اسلام کا دارومدار ہے اور اس آیت کریمہ میں جو آپ کے سامنے تلاوت کی گئی خداوند کریم نے اپنے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے خلیل آپ لوگوں کو بیت اللہ کے حج کے لئے بلائیں اور باآواز بلند اعلان کریں کہ لوگو! آؤ حج کرو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار یہ تو سب غیر آباد جگہ ہے کوئی میرے اعلان کو سننے والا ہی نہیں، حکم ہوا میرے خلیل اعلان کرنا آپ کا کام اور اس اعلان کو لوگوں تک پہنچانا آپ کے رب کا کام ہے چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کے اس اعلان کو خداوند کریم نے صرف عالم دنیا تک نہیں بلکہ عالم ارواح تک پہنچادیا اللہ کے بندوں نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے اعلان پر لبیک کہا اور جس سعادت مند نے جتنی بار لبیک کہا اسے اتنے ہی حج کرنے کی سعادت حاصل ہوگی۔

CamScanner

حج جامع عبادت

عبادات میں سے کچھ عبادتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں صرف بدن اللہ کی عبادت کے لئے صرف ہوتا ہے جیسا کہ نماز ہے، اور کچھ عبادتوں میں صرف مال کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے جیسا کہ زکوۃ، جبکہ حج جامع عبادت ہے یہ بدنی عبادت بھی ہے کیونکہ حاجی احرام باندھتا ہے، اللہ کے سب سے مقدس گھر بیت اللہ کی حاضری کے لئے سفر کرتا ہے، پھر وہاں حاضر ہو کر طواف کرتا ہے، اس کے بعد صفا اور مروہ کی سعی کرتا ہے، پھر آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ جانا، نو کو عرفات کی حاضری اور مزدلفہ میں رات گزارنا، دس ذی الحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا، بال کٹوانا اور طواف کر کے مدینہ منورہ روضہ اطہر پر حاضری کے لئے سفر کرنا، یہ سب بدنی اعمال ہیں اس لئے حج بدنی عبادت بھی ہے اور مالی بھی، کیونکہ سفر حج میں حاجی کا مال بھی اللہ کی رضا کے لئے خرچ ہوتا ہے، اسی لئے حج کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

چنانچہ ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما و الحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ (مشکوۃ ۲۲۱)

ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے والے کے جو گناہ درمیان میں اس سے صادر ہوئے ان عمروں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں اور حج مقبول کا اجر و ثواب اتنا عظیم ہے کہ جسے حج مقبول کی سعادت حاصل ہو گئی وہ یقینا جنتی ہے۔

دیکھیں! حج مقبول کتنی بڑی اللہ کی نعمت ہے، اہل ایمان کے لئے رحمت و سعادت ہے کہ جسے یہ دولت حاصل ہو گئی اس کا جنت میں جانا یقینی ہو جاتا ہے، اور اس پر جنت کی ضمانت اہل ایمان کو کیوں نہ ملتی جبکہ نبی علیہ السلام نے افضل اعمال میں حج مقبول کو شمار فرمایا ہے۔

حج افضل عبادت

ارشاد نبوی ہے:

سئل رسول اللہ ﷺ ای العمل افضل قال ایمان باللہ و رسولہ قیل ثم ما ذا قال الجھاد فی سبیل اللہ قیل ثم ما ذا قال حج مبرور (مشکوۃ ۲۲۱)

CamScanner

نبی اکرم ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے سوال کیا کہ حضور کون سا عمل زیادہ فضیلت والا ہے جس پر سب سے زیادہ اجر وثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا: سب سے فضیلت والا عمل جس پر انسان کی کامیابی کا دارومدار ہے، جس کے بغیر کوئی عمل قیمتی بن ہی نہیں سکتا وہ اللہ اور اللہ کے رسول علیہ السلام پر ایمان لانا ہے، انہوں نے عرض کیا: اس کے بعد کس عمل کی فضیلت ومرتبہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان کے بعد سب سے افضل عمل اللہ کے راستہ میں دین حق کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے جہاد کرنا ہے، انہوں نے عرض کیا: حضور اس کے بعد کون سا عمل بڑی فضیلت والا ہے؟ آپ نے فرمایا: جہاد کے بعد افضل عمل مقبول حج ہے۔

گناہوں سے پاک

مزید آپ کا فرمان ہے:

من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (متفق علیہ)

جس مؤمن نے خالص اللہ کی رضا کی خاطر حج کیا اور حج کا احرام باندھنے کے بعد واپسی تک اس سفر حج میں نہ تو اس نے زبان سے کوئی بری بات کہی اور نہ ہی عملاً کسی گناہ کا ارتکاب کیا ایسا شخص حج کے بعد گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہوکر واپس آئے گا جیسا کہ پیدائش کے وقت وہ بے گناہ تھا۔

حاجی اللہ کے مہمان

دوسری حدیث میں آپ کا فرمان ہے:

وفد اللہ ثلثۃ الغازی والحاج والمعتمر (مشکوۃ ۲۲۳)

کہ تین قسم کے لوگ اللہ کے مہمان ہوتے ہیں، ایک وہ غازی جو حق کی سربلندی کے لئے اپنی جان کی بازی لگاتا ہے وہ صرف اس لئے زندہ رہنا چاہتا ہے کہ حق کو دنیا میں پھیلائے، دوسرے وہ لوگ اللہ کے مہمان ہوتے ہیں جو حج کے لئے جاتے ہیں، اور تیسرے وہ لوگ جو عمرہ کرنے کے لئے اپنے گھر بار کو چھوڑ کر جاتے ہیں، یہ تینوں قسم کے لوگ جب تک واپس نہ آئیں خدا تعالیٰ کے مہمان ہیں، یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ بندے اللہ کے مہمان ہوں کسی کو اس پر فخر ہوتا ہے کہ میں بادشاہ کا مہمان ہوں، کوئی اس بات پر ناز کرتا ہے کہ وزیر نے میری مہمان نوازی کی، لیکن یہ سب عہدے بھی عارضی

CamScanner

اوران کی ضیافتیں بھی عارضی اورفانی ہیں حقیقت میں سعادت مند وہ شخص ہے جو اپنے خالق و مالک کا مہمان بنا، قابل فخر یہ ضیافت ومہمانی ہے کہ بندہ سے اللہ فرمائیں کہ میرے بندہ تو میرا مہمان ہے، چونکہ دنیاعمل کی جگہ ہے دارالجزاء، بدلے کی جگہ آخرت ہے۔

اسی لئے خداوند کریم نے اپنے مہمانون کے لئے جنت کوسجارکھا ہے، جس کے بارے میں اس کا فرمان ہے: اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ) کہ وہ جنت تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لئے۔

حاجی کی دعائیں قبول

مزید آقائے نامدار علیہ السلام کاحکم ہے:

اذا لقيت الحاج فسلم عليه و صافحه و مره ان يستغفرلک قبل ان يدخل بيته فانه مغفور له (مشکوۃ۲۲۳)

جب حاجیوں سے ملاقات کروتوان کوسلام کرو، ان سے مصافحہ کرواوران سے درخواست کرو کہ وہ اپنے گھر پہنچنے سے پہلے تمہارے لئے مغفرت کی دعا کریں، کیونکہ وہ گناہوں سے پاک بخشے بخشائے ہوئے ہیں لہٰذاان کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں، یہ تمام حج مقبول کے فضائل ہیں۔

حج کی شرائط

اب یہ عرض کیا جائے گا کہ حج مقبول کی شرائط کیا ہیں وہ کون سی ذمہ داریاں ہیں جن کی پابندی کے بعدحج مقبول کی دولت حاصل ہوسکتی ہے۔

چنانچہ ارشادعلیہ السلام ہے:

من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه (مشکوۃ۲۲۱)

جس شخص نے اللہ کی رضا کی خاطر حج کیااوردوران حج نہ توزبان سے کوئی بری بات کہی اورنہ عملی طور پر کسی برائی کا ارتکاب کیاوہ ایساپاک صاف ہوکرواپس آئے گا جیسا کہ وہ پیدائش کے وقت تھا۔

اس حدیث مقدسہ میں حج کی مقبولیت وفضیلت کے لئے تین شرائط ذکر کی گئی ہیں۔

صحیح نیت

پہلی شرط یہ ہے وہ حج صرف اللہ کی رضاوخوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے، اگر ریاء

اور شہرت کے لئے کیا یا اس لئے کیا کہ لوگ مجھے حاجی کہیں یا سیر وتفریح کی غرض سے سفر حج کیا یا کوئی تجارتی مقاصد مدنظر تھے اللہ کی رضا کی خاطر حج نہیں کیا تو ایسے حج کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

ایک حدیث میں فرمان نبوی علیہ السلام ہے کہ: میری امت کے سلاطین و بادشاہ سیر وتفریح کی غرض سے حج کریں گے دولت مند لوگ تجارت کی غرض سے، علماء شہرت کے لئے اور غریب لوگ بھیک مانگنے کی خاطر حج کریں گے، اب یہ لوگ اپنی نیت کی خرابی کی وجہ سے اتنی بڑے اجر وثواب سے محروم ہو جائیں گے۔

کیونکہ فرمان نبوی علیہ السلام ہے:

انما الاعمال بالنیات وانما لامرء مانوی (بخاری)

اعمال کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے اخلاص نیت کے مطابق اعمال کا وزن بڑھتا اور گھٹتا ہے، ہر عمل کرنے والے کے حصہ میں اسکی نیت ہی کا پھل آتا ہے عبادات میں خدا تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی نیت ہے تو وہی ملے گا اگر ریاء کاری کی خاطر حج کرتا ہے ان تمام انعامات سے محروم ہو جائے گا۔

اور مقبولیت کی دوسری دو شرطیں یہ ہیں کہ زبان کی حفاظت کرے اور زبان کو برے کاموں سے محفوظ رکھے کیونکہ اتنے مقدس اور عالی شان سفر میں بھی اس کی زبان بے لگام ہے جو منہ میں آئے وہ کہتا چلا جاتا ہے غلط وصحیح کی تمیز نہیں کرتا، دماغ میں وہی پرانے غلط خیالات ہیں، دل اسی طرح حسد وبغض سے بھرا ہوا ہے، آنکھوں سے غلط چیزیں دیکھتا ہے اور کانوں سے غلط باتیں سنتا ہے، پھر اس کے بعد اس کے لئے کون سا وقت آئے گا جب یہ اپنی زبان اور اپنے تمام بدن کی اصلاح کرے گا، لہٰذا حج کی مقبولیت کے لئے یہ شرط ہے کہ حاجی دوران حج کسی قسم کی بری بات نہ کہے اور نہ ہی کسی برے عمل کا ارتکاب کرے۔

مال حلال

حج کی مقبولیت کی چوتھی شرط یہ ہے کہ حلال مال سے حج کیا جائے۔

چنانچہ ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

اذا خرج الحاج حاجًا بنفقة طيبة و وضع رجله في الفرز فنادى لبيك اللهم لبيك ناداه مناد من السماء لبيك و سعديك ذادك حلال وراحلتك حلال و حجك مبرور غير مازور۔

جب حاجی اپنی حلال و پاک کمائی سے سفر حج کا آغاز کرتا ہے اور سواری پر سوار ہوتے ہی جب یوں کہتا ہے **لبیک اللھم لبیک**، حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، تو آسمان سے ایک فرشتہ اس کو بشارت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تیری **لبیک** قبول ہے، تیرے حق میں سعادت و نیک بختی کا فیصلہ ہو چکا ہے کیونکہ تو حلال مال سے حج کر رہا ہے تیرے حج کے تمام اخراجات حلال مال سے پورے ہو رہے ہیں، تو نے سفر حج کا کرایہ بھی حلال مال سے ادا کیا، لہٰذا تیرے لئے بشارت ہے کہ تیرا حج منظور و مقبول، تیرے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے۔

لیکن جب بندہ حرام مال سے سفر حج کا آغاز کرتا ہے تو **لبیک** کہتے ہی فرشتہ اعلان کرتا ہے **لا لبیک ولا سعدیک** نہ تو تیری لبیک کی کوئی قیمت ہے اور نہ ہی تو نے سعادت حاصل کی کیونکہ تیرا مال حرام ہے، تو نے حج کے سفر کے اخراجات حرام مال سے ادا کئے، تیرے سفر حج کا کرایہ بھی حرام کا ہے لہٰذا تیرا حج نامنظور ہے اور صرف نامنظور ہی نہیں بلکہ تو اپنی غلط حرکات کی وجہ سے گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے۔

اس حدیث مقدسہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حج وہی مقبول ہوگا جو حلال مال سے ادا کیا جائے ورنہ حرام مال سے نہ صرف یہ کہ حج صحیح نہیں ہوگا بلکہ اس غلط کام کی وجہ سے وہ اللہ کی ہاں مجرم ہوگا۔

حقوق العباد

حج کی مقبولیت کی پانچویں شرط یہ ہے کہ سفر حج کا آغاز کرنے سے پہلے حقوق العباد کو ادا کیا جائے یا معاف کروائے جائیں کیونکہ بندوں کے حقوق عبادات سے معاف نہیں ہوتے، ظالم اس وقت تک ظالم ہی رہے گا جب تک کہ مظلوم اسے معاف نہ کرے کوئی عبادت اس کے ظلم کی تلافی نہیں کرے گی۔

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

الظلم ظلمات یوم القیامۃ (مشکوٰۃ)

کہ ظلم اور زیادتیاں قیامت کے دن اندھیرے اور تاریکی کی شکل میں ظالم کے سامنے آکر اس کا راستہ روکیں گی، جب تک وہ مظلوموں کا بدلہ نہیں دے گا کامیابی، جنت اور نجات کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھ سکے گا۔

CamScanner

کیونکہ آقائے نامدار علیہ السلام کا فرمان ہے:

لاتزول قدما ابن آدم یوم القیامة حتی یسئل عن خمس عن عمره فیما افناه عن شبابه فیما ابلاه وعن ماله من این اکتسبه و فیما انفقه و ما ذا عمل فیما علم.

کہ قیامت کے دن پانچ سوالوں کا جواب دیے بغیر کوئی شخص اپنی جگہ سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکے گا اور وہ پانچ سوال یہ ہوں گے، کہ تم نے اپنی زندگی کہاں خرچ کی، اپنی عمر کو کن کاموں میں صرف کیا، اپنی جوانی کہاں لٹائی، تمہارے آمدنی کے ذرائع کیا تھے مال کس طریقے سے کماتے رہے اور پھر مال خرچ کہاں کرتے رہے، اور جتنا علم تم جانتے تھے اس پر کس حد تک عمل کرتے رہے ہو۔

اس حدیث پر ہمیں خوب غور کرنا چاہیے اپنے دل و دماغ میں اس کے مفہوم کو بٹھالیں پھر ہمیں خود جواب مل جائے گا کہ اگر ظلم سے مال کما کر کوئی حج کرے گا تو اس کا حج اسے کیا نفع دے سکتا ہے یا ظالم و مجرم ہوتے ہوئے وہ خدا کا قرب کیسے حاصل کرسکتا ہے لہٰذا پہلے ہمارے لئے ضروری ہے کہ وہ رکاوٹیں دور کریں جو خدا تعالیٰ کی رحمتوں، اس کے انعامات وعطاؤں سے ہمیں محروم کرسکتی ہیں اور ان میں سے ایک ظلم و زیادتی بھی ہے۔

حج مقبول کا انسانی زندگی پر اثر

اب مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ حج مقبول کا انسانی زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے، حج پر اسلامی عبادات کی تکمیل ہوتی ہے جنہیں اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، لہٰذا حج مقبول انسان کو کامل انسان بناتا ہے اخوت محبت اور انصاف کے جذبات کو حاجی کے دل میں اجاگر کرتا ہے، توحید و سنت اور اسلامی اقدار سے محبت پیدا ہوتی ہے، جب کہ شرک و بدعت اور خلاف سنت طریقوں سے حاجی کے قلب میں نفرت پیدا ہوتی ہے، وہ ہمیشہ سچائی، انصاف امانت داری اور حق کا ساتھ دیتا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

CamScanner

حاضری دربار سید المرسلین علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ (نساء ۶۴)

ہم نے تمام انبیاء علیہ السلام کو خاص اسی واسطے بھیجا کہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے اللہ کے حکم کے مطابق اور اگر وہ لوگ جب ظلم کرلیں اپنی جانوں پر، یعنی جب وہ گناہ کا ارتکاب کریں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اللہ سے معافی مانگیں اور اللہ کے رسول ﷺ بھی ان کے حق میں استغفار کریں اور اللہ سے ان کے لئے معافی مانگیں تو یقینا اللہ کو پائیں گے توبہ قبول کرنے والا معاف کرنے والا یعنی خداوند کریم ان کے ساتھ معافی اور مہربانی کا معاملہ فرمائیں گے کیونکہ ان کے حق میں رحمۃ اللعالمین شافع ہوں گے۔

مکرم سامعین! اس آیت مقدسہ کی روشنی میں مجھے آپ کے سامنے دو چیزیں عرض کرنی ہیں

۱...... نبی اکرم ﷺ کے دربار اقدس میں حاضری کی اہمیت کیا ہے؟

۲...... حاضری کے آداب کیا ہیں؟

آپ کے دربار میں حاضری کی اہمیت

آپ کے پاک دربار میں حاضری کی اہمیت اسی آیت سے واضح ہوتی ہے جس میں ارشاد خداوندی ہے کہ تمام رسولوں کو دنیا میں اسی مقصد کے لئے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی ان کی اطاعت کی جائے کیونکہ اللہ کے رسول دنیا میں خدا کے نمائندے ہوتے ہیں، ان کی بات خدا کی بات ہوتی ہے، ان کی اطاعت کی بات ہوتی ہے، ان کی اطاعت حق کی اطاعت ہے، ان کی زبان اس وقت تک حرکت نہیں فرماتی جب تک کہ حکم باری تعالیٰ نہ ہو۔

وما ینطق عن الھویٰ ○ ان ھو الا وحی یوحیٰ ○ (سورۃ النجم)

میرے پیغبر اپنی خواہش اور اپنی مرضی سے نہیں بولتے وہ وہی کچھ کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔

اسی طرح ان کا ہر عمل خدا کا محبوب ہے اور اس قدر انبیاء علیہ السلام کی طرز زندگی خدا کو پسند

CamScanner

ہے کہ دنیا میں کوئی انسان خدا کو راضی کر ہی نہیں سکتا جب تک وہ انبیاء علیہم السلام کی تابعداری نہ کرے، پھر ہمارے آقا و مولا تو تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں آپ کی شان تو یہ ہے کہ آپ کا فرمان ہے:

لو کان موسیٰ حیاما وسعه الا اتباعی۔

اگر موسیٰ علیہ السلام دنیا میں ہوتے تو ان کو بھی میری ہی تابع داری کرنی پڑتی اور اس کے سوا ان کے لئے اور کوئی چارہ کار نہ ہوتا پھر ایسی پاک ہستی کا امتی ہونا کتنا باعث فخر و سرور ہے اللہ کا جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس پاک ذات نے ہمیں آپ ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا، پھر ایمان کی دولت سے نوازا جس کے مقابلہ میں کائنات کے سارے خزانے ہیچ ہیں، پھر ہمارے نبی علیہ السلام کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں ان احسانات کی وجہ سے امت کے تمام افراد کے لئے ضروری ہے کہ آپ کی کامل اتباع کریں، لیکن یہ کام اللہ کے مقربین اور نیکوکار بندے ہی صحیح طور پر سرانجام دیتے ہیں، عام لوگوں سے دن رات میں کئی کئی نافرمانیاں ہوتی رہتی ہیں پھر گناہ گاروں کو جب سچی توبہ کی فکر دامن گیر ہو، آخرت کی فکر انہیں بے تاب کردے، گناہوں کے بوجھ سے ان کی روحانی قوت مجروح ہونے لگے، دل کا سکون اڑ جائے ایسے بیماروں کا قرآن کریم علاج بتلاتا ہے، انہیں تسکین حاصل کرنے کا پتہ بتلاتا ہے، گناہوں سے معافی کا ذریعہ بتلاتا ہے، روحانی قوت کو زندہ کرنے کا طریقہ بتلاتا ہے، قرآن کریم پکار کر اعلان کرتا ہے:

حکم خداوندی حاضری کے بارے میں

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں ان سے گناہ سرزد ہو جائیں نافرمانی اور معصیت سے ان کے دامن داغ دار ہو جائیں، جَآؤُكَ میرے محبوب وہ آپ کے دربار میں حاضر ہوں، وہ آپ کی خدمت اقدس میں چلے آئیں، اور کیا کریں فرمایا فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ آ کر اللہ سے معافی طلب کریں کیونکہ آپ رحمۃ اللعالمین ہیں آپ کا دربار رحمتِ حق کا خزینہ ہے آپ کی شفاعت سے بڑھ کر کسی کی شفاعت، آپ کے توسل سے بڑھ کر کسی کا توسل نہیں، آپ سے زیادہ کائنات میں کوئی خدا کا محبوب نہیں لہٰذا آپ کے دربار میں گناہگاروں کو ضرور معافی ملے گی پھر آگے فرمایا کہ:

دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ

وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ

اللہ کے رسول علیہ السلام بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، صحابہ کرامؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے اپنے حق میں دعا کروایا کرتے تھے یہ سعادت عظمیٰ ان خدا کے پیاروں کو حاصل ہوئی اور بے شک وہ اس لائق تھے وہ لوگ خدا تعالیٰ کے منتخب تھے انہیں رب کریم نے اپنی ساری مخلوقات سے چن کر اپنے محبوب رسول علیہ السلام کی رفاقت کے لئے مخصوص فرمایا لیکن آپ کے وصال کے بعد یہ حکم ہے کہ آپ کے دربار اقدس پر حاضر ہوکر درودوسلام عرض کرنے کے بعد آپ سے شفاعت کی التجاء کی جائے آپ اپنے امتیوں کے حق میں سفارش فرماتے ہیں، پھر جب آپ کی سفارش ہوجائے تو رحمت حق جوش میں آجاتی ہے۔

آپ کی شفاعت کا وعدہ

خداوند کریم اعلان فرماتے ہیں:

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا

وہ لوگ میرے دربار میں معافی کی عرضی پیش کرنے والے، پھر اس کے ساتھ میرے محبوب سے سفارش کروانے والے، اللہ کو ضرور توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

ہمارے آقا نامدار علیہ السلام کا ارشاد ہے:

من زار قبری وجبت له شفاعتی

جو مؤمن میرے روضہ اطہر کی زیارت کرے گا اس کے لئے میں ضرور شفاعت کروں گا۔

اس حدیث پاک میں ایسے مؤمن جنہوں نے آپ کے روضہ پاک کی زیارت کی سعادت حاصل کی ان کے لئے بڑی خوشخبری ہے کہ قیامت کے دن امام الانبیاء علیہم السلام ان کے حق میں بارگاہ خداوندی میں سفارش کریں گے۔ مزید آپ کا فرمان ہے:

من جاءنی زائرا لا یهمه الا زیارتی لکان حقا علی ان اکون له شفیعا

جو مؤمن میری زیارت کرنے کیلئے آئے اور وہ سفر صرف میری زیارت ہی کے لئے کرے

اور کسی مقصد کے لئے اس کا سفر نہ ہوتو ایسے زیارت کرنے والے کے حق میں میں ضرور شفاعت کروں گا، بلکہ ایسے شخص کا مجھ پر حق ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔

سبحان اللہ! کتنی خوش قسمتی ہے ایسے مؤمنوں کی جو آپ کے روضہ پاک کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کر کے حاضر خدمت ہوتے ہیں کہ آقا فرماتے ہیں ایسے لوگوں کی سفارش کا میں خود ذمہ دار ہوں، آپ کے محبوں کے لئے اس سے بڑی اور کون سی دولت ہوگی کہ آپ کی شفاعت نصیب ہو جائے پھر جو آپ کی محبت میں سفر کرے، سفر کی تکلیفیں آپ کی زیارت کی خاطر برداشت کرے، آپ کے دیدار کے شوق میں اپنے اہل وعیال ماں باپ دوست احباب دولت وکاروبار سب کچھ بھول جائے تو یقینا آپ کو بھی اپنے ایسے امتی سے بہت پیار ہوگا پھر آپ تو وہ ہستی ہیں کہ جنہوں نے پتھر برسانے والوں اور گالیاں دینے والوں کو بھی دعائیں دیں آپ تو اپنے دشمنوں سے بھی پیار فرماتے تھے پھر اپنے سچے محبوں سے آپ کو کتنا پیار ہوگا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

آپ کا ارشاد ہے:

من زارني بعد وفاتي فكانما زارني في حياتي

جس مؤمن نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کا شرف حاصل کیا ہو، یہ کتنی بڑی خوش قسمتی ہے آپ کے روضہ پاک کی زیارت کرنے والوں کی، کہ وہ اصحاب رسول علیہ السلام کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والوں میں شامل ہوں گے اگر چہ مرتبہ کے اعتبار سے ساری امت کے افراد مل کر بھی ایک صحابی کی شان وعظمت کو نہیں پہنچ سکتے لیکن رسول اللہ علیہ السلام کی تربیت یافتہ پاک جماعت کی مشابہت بھی بڑی دولت ہے۔

خود آقائے نامدار علیہ السلام کا فرمان ہے:

من تشبه بقوم فهو منهم

جو شخص جس جماعت سے مشابہت اختیار کرے گا وہ ان ہی میں شمار ہوگا۔

اور اس کا حشر بھی ان ہی کے ساتھ ہوگا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر چہ اصحاب رسول علیہ السلام مرتبہ کے اعتبار سے بہت اعلیٰ اور برتر ہیں لیکن کامیاب اور جنتی لوگوں کی صفوں میں جیسا کہ

صحابہ کرامؓ ہوں گے ایسا ہی اس مؤمن کو بھی ان ہی صفوں میں جگہ ملے گی جو آپ کی محبت سے اپنے دل کو آباد کئے ہوئے آپ کے روضہ پاک پر حاضر ہو کر شرف زیارت حاصل کرتا ہے، چونکہ سید الرسل علیہ السلام اپنے روضہ انور میں حیات ہیں جو مؤمن آپ کے در اقدس پر حاضری دیتا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ جیسا کوئی آپ کی حیات طیبہ میں در دولت پر حاضر ہوا اور مکان کے باہر سے ملاقات کرنے کی سعادت حاصل کی ہو۔

مزید آپ کا فرمان ہے:

من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامۃ

جو مؤمن میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

یہ انتہائی اعلیٰ درجہ کی بشارت ہے اس پر جتنی بھی خوشی کی جائے کم ہے کہ گناہ گار انسان کو اپنے آقا کے دربار پر حاضری کے صلہ میں یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ قیامت کے دن جبکہ ہر انسان اپنی ہی فکر میں غم والم میں ڈوبا ہوا ہوگا کوئی کسی کو پوچھنے والا نہ ہوگا، ماں اپنے لخت جگر کو، باپ اپنے نور نظر کو، بیٹا اپنے شفیق و مہربان باپ کو، لخت جگر اپنی پیاری امی کو، بھائی اپنے بھائی کو، بیوی شوہر اور شوہر بیوی کو حتی کہ کوئی بڑے سے بڑا محسن کسی کو اپنی ایک ہی نیکی دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہوگا، ایسی گھبراہٹ و پریشانی کے دن میں آپ ﷺ کا پڑوس نصیب ہو جائے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوگی، ایسے حزن وغم کے موقع پر آپ ﷺ ہی کی ذات پاک اپنی امت کے محبین کے حق میں شافع ہوگی آپ ہی کی سفارش اہل ایمان کے حق میں نجات کا بڑا سہارا ہوگی۔

چنانچہ ایک شاعر نے اس منظر کا نقشہ کیا خوب پیش کیا ہے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا	مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا	وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ	یتیموں کا والی غلاموں کا مولا
خطا کار سے درگزر کرنے والا	بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر مصائب سے نجات

ایک حدیث میں آپ کا فرمان ہے:

من صلی علی عند قبری سمعته و من صلّٰی علی نائیاً کفی اللہ امر دنیاہ و آخرته و کنت له شهیدا و شفیعا یوم القیامة۔

جو مؤمن میرے روضہ پر حاضر ہو کر مجھ پر درود پڑھے گا اس کا درود میں خود سنوں گا اور جو کہیں دور سے مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت کی ضرورتوں کو پورا فرمائیں گے اور میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

اس حدیث شریف میں بہت عظیم بشارت وخوشخبری ہے کہ جو مؤمن روضہ پاک پر حاضر ہو کر درود وسلام عرض کرے آپ اس کا درود وسلام خود سنتے ہیں، ایک آپ کے سچے محب کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا بشارت ہوگی کہ وہ آپ کے در پاک پر حاضر ہو کر درود وسلام پیش کرے اور آپ کی ذات اقدس خود اس کا درود سماعت فرما رہے ہوں، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جو کہیں دُور درود پڑھتا ہے اس کی دنیا اور آخرت کی حاجات اس درود کی برکت سے اللہ تعالیٰ پوری فرمائیں گے اور میں قیامت کے دن درود پڑھنے والے کے حق میں شہادت دوں گا اور اسے میری شفاعت بھی حاصل ہوگی جو بشارت دور سے درود پڑھنے والے کے حق میں ہے آپ کے روضے پاک پر حاضر ہو کر درود پڑھنے والا یقیناً اس میں شریک ہے۔

مزید آپ کا فرمان ہے:

من حج الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی کتب له حجتان مبرورتان

جس مؤمن نے مکہ جا کر حج ادا کیا پھر میری زیارت کی غرض سے میری مسجد یعنی مسجد نبوی میں حاضر ہوا اس کے حق میں دو مقبول حج کا ثواب لکھا جائے گا، سبحان اللہ! کیا خوب بشارت ہے اللہ جب اپنے بندوں کو نوازتا ہے تو جسے چاہے بے حساب دیتا ہے۔

اس کا فرمان ہے:

وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

اللہ جسے چاہے بے حساب دیتا ہے۔

CamScanner

یہاں صرف دنیاوی رزق مراد نہیں بلکہ ہر نعمت مراد ہے جس میں دنیاوی رزق، آرام وسکون ،اجروثواب،اور جنت کی نعمتیں شامل ہیں۔

آپ کے روضہ پاک پر حاضری کے آداب

آپ کے در پاک پر حاضری کے وقت دل آپ کی محبت سے پُر ہو، زبان پر درود پاک ہو، حاضری کی توفیق کو اللہ کی بڑی نعمت تصور کریں ، بلکہ اس پر شکرانے کے نفل بھی ادا کئے جائیں اپنے گناہوں پر بے حد ندامت ہو اور یہ تصور کریں کہ ہم اس قابل کہاں تھے یہ محض اللہ کا کرم ہے کہ آپ کے در پاک پر اس نے ہمیں حاضری کی توفیق عطا فرمائی، روضہ پاک پر اور مسجد نبوی میں رو رو کر آپ کے توسل اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے توسل سے دعائیں مانگی جائیں، سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جس چیز کی نسبت ہمارے آقائے نامدار علیہ السلام کے ساتھ ہو ہم اس کو محبوب جانیں، اس سے پیار کریں کیونکہ ہر چیز کی قدر و قیمت اس کی نسبت سے متعین ہوتی ہے جتنی نسبت عالی ہوا تنی ہی وہ چیز قیمتی بن جاتی ہے یہ آپ ہی کی نسبت کی برکات ہیں کہ آپ کی امت ساری امتوں کی سردار بن گئی آپ کے صحابہ کرام تمام انبیاء علیہم السلام کے صحابہ سے افضل ہو گئے آپ کے شہر پاک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سارے شہروں سے افضل، آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم ساری کتابوں سے افضل، حاضری کے وقت یہ تصور ہو کہ ہمیں جو مقام ملا ہے وہ آپ ہی کی توسل سے ملا۔

شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

گلے خوش بوئے درحمام روزے		رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری		کہ از خوشبوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گلے نا چیز بودم		ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں درمن اثر کرد		وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

خدا کے برگزیدہ بندوں کے ساتھ نسبت ووابستگی کے فضائل وبرکات سمجھاتے ہوئے شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے پیارے دوست نے مجھے مٹی پیش کی جس سے بے انتہا خوشبو آرہی تھی۔ میں نے اس مٹی سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ میں تو تیری خوشبو پر فریفتہ ہو گیا ہوں۔ اس مٹی نے

CamScanner

زبان حال سے مجھے جواب دیا کہ میں نہ مشک ہوں نہ عنبر، میں تو ناچیز مٹی ہی ہوں لیکن میرے اندر جو خوشبو مشک اور عنبر کی بھری ہوئی ہے اس میں میرا ذاتی کوئی کمال نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ مجھے کچھ عرصہ مشک اور عنبر کے قدموں میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے اور یہ خوشبو ان ہی کی نسبت کا اثر ہے ورنہ مٹی میں خوشبو کہاں ہوتی ہے۔

کتنا پیارا واقعہ ہے غور فرمائیں! اگر مٹی مشک وعنبر کی صحبت سے معطر ہوسکتی ہے تو پھر دربارِ آقائے نامدار علیہ السلام پر حاضر ہونے والا غلام آپ کے انوار و برکات سے کیوں معطر و فیضیاب نہ ہوگا لیکن فیضیابی کے لئے شرط یہ ہے کہ پہلے مٹی کی خاصیت اپنے اندر پیدا کرے۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا:

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے

آپ اپنی جگہ جو کچھ بھی ہیں اپنے عہدے، مرتبہ، منصب اور عظمت کے تصور کو دل سے نکال دیں صرف اور صرف ایک وفادار غلام کی حیثیت سے آپ کے در پاک پر حاضر ہوں اور ان تمام آداب کو ملحوظ رکھیں جن کی پابندی اصحاب رسول علیہ السلام آپ کی خدمت اقدس میں حاضری کے وقت کیا کرتے تھے، اپنی آواز کو زیادہ بلند نہ کریں۔

آپ کے دربار میں درود پڑھنے کا طریقہ

ارشاد خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (الحجرات ۲)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کرو اور نہ ہی ان سے ایسے انداز سے بات چیت کرو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو ورنہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی۔

اس آیت مقدسہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اے مؤمنو میرے نبی کی خدمت میں حاضری کو معمولی مت سمجھو بلکہ حاضری کے تمام آداب کی رعایت کرنا تمہارے لئے ضروری ہے ورنہ اگر بے ادبی

CamScanner

ہوگئی تو تمام نیکیوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے اور تم سمجھو گے کہ ہم بہت کما کے لائے ہیں حالانکہ خالی دامن ہو کر واپس لوٹو گے۔

آداب کے ضمن میں یہ ہدایت کی گئی کہ تمہاری آوازیں اونچی نہ ہوں بلکہ پست رکھو اپنی آوازوں کو، اور سلام عرض کرتے ہوئے انداز ایسا مت اختیار کرو کہ جس سے بے ادبی ہو جائے لیکن ان ہدایات کے باوجود کچھ بے خبر لوگ وہاں چیخ چیخ کر بہت ہی بلند آواز سے سلام پیش کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ اظہار محبت کا طریقہ ہے حالانکہ یہ سراسر بے ادبی ہے، دھیمی آواز میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنا چاہئے، اور کچھ اپنے ذہن سے بہت ساری چیزیں گھڑتے ہیں اور قرآن وسنت کے خلاف عقیدہ رکھ کر اپنی آخرت خراب کرتے ہیں وہ اپنی جہالت کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم عاشق ہیں۔ جبکہ کسی جگہ چند آدمی کھڑے ہو کر کچھ اشعار پڑھتے ھیں جن کا نام انہوں نے صلوٰۃ وسلام رکھا ہوا ہے حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے کہ صلوٰۃ وسلام خوساختہ بھی ہوتا ہے صلوٰۃ وسلام تو وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ نے بتایا جو کہ عربی میں احادیث کی کتابوں میں موجود ہے پھر اس کے ساتھ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ جب ہم کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھتے ہیں تو نبی علیہ السلام ہمارے پاس آجاتے ہیں گویا کہ یہ ان کے خیال میں نبی علیہ السلام کو اپنے ہاں بلانے کا ایک طریقہ ہے حالانکہ قرآن میں اللہ نے صاف حکم فرمایا ہے کہ:

جَآؤُکَ میرے نبی ایمان والے آپ کی خدمت حاضر ہوں اللہ نے یہ نہیں کیا کہ یہ اپنے گھر بیٹھ کر وہاں ہی سے آوازیں دے کر آپ کو بلالیا کریں یہ عقیدہ رکھنا انتہائی بے ادبی اور جہالت ہے، نبی اکرم ﷺ اپنے روضہ اقدس میں تشریف فرما ہیں جو لوگ وہاں جا کر سلام پیش کریں وہ آپ خود سنتے ہیں اور جو لوگ دور سے سلام پیش کریں ان کا درود وسلام فرشتے نبی علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے، کہ:

ادب کر بے ادبی سے آباز ورنہ
محمد کا دیدار ہرگز نہ ہوگا
جو ہوتا ہے عاشق وہ جاتا ہے در پہ
نبی کو وہ در در بلاتا نہیں ہے

وَمَاعَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

CamScanner

سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَام عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَo

ت لے کے آئے ہیں
اخوت علم و حکمت آدمیت لے کے آئے ہیں
بشارت انبیاء دیتے رہے آدم سے عیسٰی تک
کہ نبوت ناز فرماتی ہے جس پر وہ نبی آیا
فرشتے جان لیں انسانیت کا مرتبہ کیا ہے
سکھانے آدم خاکی کو وہ اسرار خودی آیا
پڑی سوتی رہیں دنیا کی قومیں خواب غفلت میں
وہ جب آیا تو انساں کو شعور زندگی آیا

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

جناب صدر اور قابل صد احترام حاضرین! جو آیت مقدسہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں خدا تعالیٰ نے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے جو ہمارا اور آپ کا اور ساری کائنات کا رب ہے، جو اپنی کبریائی اور عظمت میں بے مثل اور یکتا ہے اس نے اپنے پیارے رسول امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے اے محبوب رسول آپ کی ذات کو تمام عالمین کے لئے، ساری کائنات کے لئے، جن وانس کے لئے، نوریوں اور ناریوں کیلئے، اعلیٰ اور ادنیٰ کے لئے، حاکم ومحکوم کیلئے، ہر رنگ ونسل والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بھی رحمت ہے، آپکی بات بھی رحمت ہے، آپ کا عمل بھی رحمت ہے، آپ کے صحابہ اور اہل بیت بھی رحمت، آپ کے شہر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی رحمت ہیں۔

CS CamScanner

رفعت و بلندی

آپ کی ذات اتنی اعلیٰ بلند و برتر ساری کائنات میں منفرد اور ممتاز ہے کہ خود خالق کائنات نے فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

اے محبوب رسول ہم نے آپ کا تذکرہ بلند کیا ہے۔

حضرات محترم! دنیا میں کسی کی تعریف اس کے ماں باپ کرتے ہیں، کسی کا تذکرہ اس کے دوست احباب کرتے ہیں، کسی کے کمالات کو اس کے رشتہ دار اور اقارب بیان کرتے ہیں، لیکن کیا شان ہے ہمارے نبی ﷺ کی کہ جن کی عظمتوں کے تذکرے خود خدا کرتا ہے جن کی عبادت کی تعریف خود معبود کرتا ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

رخ مصطفی وہ آئینہ ہے کہ ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہمارے بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

آپ کی بات اتنی اعلیٰ کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى (النجم ۳،۴)

ترجمہ: اور وہ یعنی محمد ﷺ اپنی مرضی سے اپنی خواہش سے بات نہیں فرماتے جو کچھ بھی وہ فرماتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو خدا کی تعالیٰ کی طرف سے ان پر نازل کی جاتی ہے۔

ہمارے آقائے نامدار ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا اونچا مقام دیا کہ آپ کی زبان کو حق کا ترجمان قرار دیا آپ نے جو کچھ فرمایا وہ وحی الٰہی ہے حکم خداوندی اور فرمان احکم الحاکمین ہے اسی لئے شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

محبت الٰہی اتباع رسول ہے

آپ کا عمل آپ کا اسوہ حسنہ آپ کی طرز زندگی رب کریم کو اس قدر محبوب و پسندیدہ ہے کہ

CamScanner

فرمایا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران ۳۱)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے نبی ﷺ لوگوں سے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتے ہو اگر خدا کے پیار سے تمہارے دل منور ہیں تو میری اتباع کرو میرے نقش قدم پر چلو میری طرز زندگی کو اپناؤ تو خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت فرمائیں گے تمہیں اپنے محبوب اور برگزیدہ لوگوں میں شامل فرمائیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے اس کی شان یہ ہے کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے،

حضرات مکرم! انسان کے لئے خدا تعالیٰ کی محبت سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے لیکن رب کائنات نے اپنی محبت کے لئے معیار حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کی اطاعت کو قرار دیا ہے۔

شاعر نے اس کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آبا دھونے کی
تیری معراج کہ تو لوح وقلم تک پہنچا
اور میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

ایمان کی پہلی شرط عشق رسول ہے

جس طرح کہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کے بغیر کامیابی نہیں مل سکتی اسی طرح آپ کی محبت کے بغیر بھی انسان خدا کے ہاں کوئی مقام حاصل نہیں کرسکتا۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک میری محبت اس کے دل میں اس کے والدین اس کی اولاد اور تمام جہان کے لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

قیامت کے دن اللہ کے دربار میں آدمی کی کوئی عبادت ایمان کے بغیر قبول نہیں ہوگی نماز پر

اجر ملے گا تو ایمان کی بنیاد پر، روزہ مقبول ہوگا تو ایمان کی وجہ سے، عبادات، اخلاق، معاملات، تمام اعمال کی قبولیت کے لئے ایمان کو شرط قرار دیا گیا مگر ایمان کی قبولیت کے لئے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی محبت کو شرط قرار دیا گیا ہے۔

جس کی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
لیکن باوجود اس کے میں مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

CamScanner

اخلاص نیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوةَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ (سورۃ البینۃ ۵)

اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں، یکسو ہو کر وہ نماز پڑھیں، اور زکوۃ دیں اور یہی سچا دین ہے۔

حضرات محترم! اس آیت مقدسہ کی روشنی میں آپ کے سامنے دو چیزیں عرض کرنی مقصود ہیں۔

۱...... اخلاص نیت کی اہمیت کیا ہے؟

۲...... نیت اور عمل کا کیا تعلق ہے؟

اخلاص نیت کی اہمیت

پہلی چیز ہے اخلاص نیت کی اہمیت جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ

انہیں یعنی اہل کتاب کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت و بندگی سر انجام دیں ہر عبات میں اپنی نیت کو صرف اللہ ہی کے لئے خالص کریں۔ آگے فرمایا: حُنَفَآءَ یکسو ہو کر، صرف اللہ کی جانب ہو جائیں باطل سے اپنے رخ کو اپنی توجہ، کوشش اور سعی کو موڑ کر صرف حق کی صف میں کھڑے ہو جائیں، انسان جس راستہ پر چلتا ہے سب سے پہلے اس کا فیصلہ اس کی نیت اس کا ارادہ اور قصد کرتا ہے اور اس پر انسانی عمل کا دارومدار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کا امتحان لیتے ہیں تو سب سے پہلے نیت ہی کا امتحان ہوتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے؛

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ

اللہ تعالیٰ تک نہ تو تمہاری قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی خون پہنچتا ہے بلکہ تمہارا تقویٰ

CS CamScanner

پرہیزگاری اور خلوص نیت ہے جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبولیت حاصل کرتا ہے، یہاں اگرچہ مثال کے طور پر قربانی کو بیان کیا گیا ہے لیکن قانون ہر عمل کے لئے یہی ہے۔

چنانچہ دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

آپ فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز اور میری تمام عبادت میری زندگی اور میرا مرنا خالص اللہ ہی کے لئے ہے جو مالک ہے سارے جہانوں کا۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ آقائے نامدار علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اعلان فرما دیں ساری انسانیت کو بتلا دیں کہ اس بات میں کوئی شک و تردد نہیں ہے یہ بات یقیناً سچی اور لاریب ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحکم خدائے بزرگ و برتر یہ اعلان کرتا ہوں کہ میری نماز خالص اللہ ہی کے لئے ہے، میری تمام عبادات اسی ذات وحدہ لاشریک کے لئے مخصوص ہیں یہاں تک کہ میرا جینا اور مرنا بھی اسی کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اللہ کے حکموں کا مطیع و فرمانبردار ہوں۔

یہ دونوں آیتیں ہمیں اس بات کی تعلیم دیتی ہیں کہ کوئی عبادت مقبول نہیں ہو سکتی، کسی عمل پر ہرگز اجر و ثواب نہیں مل سکتا، کوئی نیکی قبولیت کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتی جب تک اس میں اخلاص نیت نہ ہو جیسا کہ کوئی درخت بغیر جڑوں کے پھل نہیں دے سکتا اسی طرح کوئی عمل بغیر اخلاص کے مقبول نہیں ہو سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف عمل کی ظاہری صورت کو نہیں بلکہ عمل کی صورت کے ساتھ نیت، عزم اور جذبات کو بھی دیکھتے ہیں پھر جس قدر نیت میں خلوص ہوگا اتنا ہی عمل زیادہ وزنی ہوگا، انسان اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں ہرگز شامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے اندر اخلاصِ نیت کے جوہر کو پیدا نہ کرے۔

اصحاب رسول علیہ السلام کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (الحجرات ۳)

بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن

CamScanner

کے دلوں کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا اللہ نے امتحان لیا ان کے لئے مغفرت و بخشش ہے اور بہت بڑا اجر وثواب ہے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کو آزماتے ہیں، ان کا امتحان لیتے ہیں، انہیں پرکھتے ہیں، کھرے اور کھوٹے کو الگ کرتے ہیں، حقیقی مطیع اور جھوٹے دعویدار میں تفریق قائم کرتے ہیں، تو سب سے پہلے دل کا امتحان لیتے ہیں۔ اس کے جذبات کو دیکھتے ہیں اس کی نیت وعزائم کو پرکھتے ہیں اگر مقصد رضاء الٰہی ہے، اگر نیت صاف ہے، اگر عمل کرنے والا ریاکار اور شہرت کا بھوکا نہیں ہے تو اس کا نیک عمل مقبول ومنظور ہو جاتا ہے اس کے لئے باعث اجر وثواب اور ذریعہ نجات بن جاتا ہے۔

ریاکار میدان حشر میں محروم

اگر نیت میں کھوٹ ہے، اگر صرف ریاکاری مقصود ہے، اگر نام روشن کرنے کے لئے عمل کرتا ہے ایسے عمل کا کوئی اجر وثواب نہیں ملتا ایسے شخص کی ساری محنت برباد ہو جاتی ہے قیامت کے دن اس کی نیکیوں کا تمام سرمایہ کھوٹے سکوں کی طرح بے قیمت ثابت ہوگا پھر اسے حسرت وافسوس، ناکامی اور ذلت ورسوائی کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اذا جمع اللہ الناس یوم القیامۃ لیوم لا ریب فیہ نادی مناد من کان اشرک فی عمل عملہ للہ احدا فلیطلب ثوابہ من عند غیر اللہ فان اللہ اغنی الشرکاء عن الشرک (مشکوۃ ۴۵۴)

جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائیں گے وہ ایسا دن ہے کہ جس کے آنے کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے وہ دن یقینا آئے گا اس دن جب سب لوگ جمع ہو جائیں گے تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گی تو ایک اعلان کرنے والا فرشتہ اعلان کرے گا، وہ فرشتہ پکار کر بلند آواز سے اس بات کی منادی کرے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لئے کیا جس نے کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کی لیکن اس نیک کام سے صرف اللہ کی رضا مقصود نہیں تھی بلکہ اللہ کے ساتھ غیر کو بھی شامل کر لیا تھا وہ خدا کے سوا کسی اور کو بھی اپنا عمل دکھانا چاہتا تھا، اسے صرف اللہ وحدہ

CamScanner

لاشریک کی خوشنودی مقصود نہ تھی بلکہ وہ کسی اور کو بھی اپنے عمل سے خوش کرنا چاہتا تھا اس کی تمنا تھی کہ لوگ اس کی تعریف کریں گے اس کا چرچا ہوگا خوب شہرت حاصل ہو، اس کا نام بلند ہو تو وہ آج غیر اللہ سے اپنا اجر وثواب لے، اس نے خدا کے سوا جن کی خوشنودی کے لئے عمل کیا تھا وہ ان سے بدلہ حاصل کرے، اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں سے اور شرک سے بیزار ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں مشرک بھی مردود ہیں اور شرک بھی، نہ تو مشرک خدا کا دوست ومقرب ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکے لئے اجر وثواب ہے ریا کاری کو شرک اصغر یعنی چھوٹا شرک قرار دیا گیا ہے، جس طرح کہ شرک سے سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اس طرح ریاء سے وہ عمل ضائع اور بے کار ہو جاتا ہے جس میں لوگوں کو دکھلاوا مقصود ہو۔

امتحان میں کامیاب

دوسری حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان اللہ لاینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم (مشکوۃ ۴۵۴)

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں، یعنی اللہ کے نزدیک قبولیت کا معیار نہ تو شکل وصورت پر ہے اور نہ مال و دولت پر، کوئی انسان کتنا ہی حسین وجمیل کیوں نہ ہو کسی کے پاس دولت کے انبار ہوں وہ حسن و جمال کی وجہ سے یا مال ودولت کی وجہ سے نہ تو حقیقی کامیابی حاصل کر سکتا ہے نہ دنیا میں اسے پرسکون زندگی مل سکتی ہے اور نہ وہ آخرت میں خدا کے مقرب اور برگزیدہ بندوں میں شامل ہو سکتا ہے جب تک کہ اس کا دل ٹھیک نہ ہو اور اعمال صالحہ نہ ہوں اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک برتری کا معیار انسانوں کے دل کی درستگی اور اعمال کی درستگی پر موقوف ہے اگر دل کی نیت درست نہیں تو عمل بے کار ہے عمل کرنے والے کی ساری محنت برباد ہو جائے گی اسے آخرت میں کوئی اجر وثواب نہیں ملے گا وہ اللہ کے امتحان میں ناکام لوگوں میں شامل ہوگا اگر نیت بھی اخلاص پر مبنی ہو عمل سے مقصد صرف اللہ کو راضی کرنا ہو اور عمل بھی سنت کے مطابق ہو تو پھر انسان کے لئے ذریعہ نجات بنتا ہے۔

CS CamScanner

ایک اور ارشاد آقائے نامدار علیہ السلام ہے:

من کانت نیته طلب الاخرۃ جعل اللہ غناہ فی قلبه و جمع له شمله و اتته الدنیا و ھی راغبة (مشکوۃ ۴۵۴)

جس کی نیت آخرت کی کامیابی و کامرانی کو حاصل کرنا ہو، آخرت کی عزت اور وقار حاصل کرنا جس کا مقصد حیات بن جائے اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کے دل کو غنی فرما دیتے ہیں اور اس کا دل دنیا کی حرص، لالچ، طمع، بخل، کینہ، کھوٹ، تکبر و فخر سے پاک و منزہ ہو جاتا ہے اور اس کے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں جب بھی کوئی مشکل سامنے آتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسے نیک دل انسان کے لئے نجات کے اسباب پیدا فرما دیتے ہیں اور دنیا اپنی رغبت اور شوق سے خوش ہو کر اس کے قدموں میں حاضر ہوتی ہے اسے دنیا کے پیچھے نہیں بھاگنا پڑتا بلکہ دنیا خود اس کے پیچھے بھاگتی ہے جب وہ آخرت کا طلب گار ہو جاتا ہے تو دنیا اس کی طلب گار بن جاتی ہے وہ آخرت کا شیدائی، دنیا اس کی شیدائی، وہ آخرت کا تاجر دنیا اس کی خادم، وہ حق کا طلبگار اور دنیا اس کی تابعدار ہو جاتی ہے لیکن جو اس کے برعکس ہو آخرت کو فراموش کرنے والا ہو اس کی بے سکون اور پریشان کن زندگی کا نقشہ سید کونین علیہ السلام نے یوں کھینچا ہے۔

نیت کی خرابی سے دنیا میں مشکلات

و من کانت نیته طلب الدنیا جعل اللہ الفقر بین عینیه و شتت علیه امرہ و لا یاتیه منھا الا ما کتب له (مشکوۃ ۴۵۴)

اور جس کی نیت اور مقصود صرف دنیا کی کامیابی حاصل کرنا ہو جس کی ساری جد و جہد کا محور صرف دنیا کا آرام و سکون اور پر لطف زندگی حاصل کرنا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فقر اور محتاجگی کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتے ہیں اس کی آنکھیں سیر نہیں ہوتیں چاہے دولت کے انبار کیوں نہ اس کو مل جائیں وہ ہر وقت زیادہ کی طلب میں رہتا ہے اس کی حرص کبھی ختم نہیں ہوتی اس کا دل کبھی غنی نہیں ہوتا وہ شکرگزاری سے محروم رہتا ہے اس کا پیٹ اگرچہ بھر جائے لیکن اس کا دل ہر وقت بھوکا رہتا ہے اور اس کی مشکلات بڑھتی رہتی ہیں ایک پریشانی ابھی ختم نہیں ہوتی کہ دوسری سامنے آجاتی ہے اس کی مصروفیات ہمیشہ بڑھتی چلی جاتی ہیں اسے اطمینان کا کوئی سانس میسر نہیں آتا لیکن اتنا مصروف رہنے کے باوجود اتنی

بھاگ دوڑ کے باوجود اتنے غم وحزن کے باوجود رزق تو اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے مقدر میں لکھا ہوگا لیکن نیت کی خرابی کی وجہ سے وہ خدا کی نصرت، پرسکون زندگی اور بندگی کی لذت سے ہمیشہ محروم رہے گا۔

مخلصین کی کامیابی کی ضمانت

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

ان العبد اذا صلی فی العلانیۃ فاحسن و صلی فی السر فاحسن قال اللہ ھذا عبدی حقا

(مشکوٰۃ ۴۵۵)

جب بندہ سرعام عبادت کرتا ہے تو اچھی طرح سنت کے مطابق عبادت کرتا ہے اور اسی طرح جب تنہائی میں عبادت کرتا ہے جس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا تو اس وقت بھی اچھی طرح سنت کے مطابق عبادت سرانجام دیتا ہے ایسے نیک دل بندہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: یہ میرا سچا بندہ ہے یہ حق پرست بندہ ہے اس نے بندگی کا حق ادا کردیا۔

سبحان اللہ! کتنا خوش قسمت انسان ہے جس کے بارے میں اللہ خود فرمائیں کہ یہ میرا سچا بندہ ہے، بندہ تو ہر وقت کہتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا بندہ ہے لیکن کمال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود فرمائیں کہ یہ میرا حق پرست بندہ ہے، جب بندہ اپنی تمام عبادات میں نیت کو خالص کر لیتا ہے اس کی ہر عبادت کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول بن جاتا ہے تو پھر وہ ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ رب کریم اس کی حق پرستی کی تعریف فرماتے ہیں اس کی عبادت کو قبولیت کا اعلیٰ درجہ عطا فرماتے ہیں اسے اپنے مخصوص بندوں میں شامل فرما کر پرسکون زندگی عطا فرماتے ہیں۔

مزید آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

یکون فی آخر الزمان اقوام اخوان العلانیۃ و اعداء السریرۃ فقیل یا رسول اللہ و کیف یکون ذالک قال ذالک برغبۃ بعضھم الی بعض و رھبۃ بعضھم من بعض۔ (مشکوٰۃ ۴۵۵)

آخری زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے ایسی قومیں ظاہر ہوں گی جو سرعام مجمع میں عبادت کرنے کو پسند کریں گے لوگوں کے سامنے عبادت کرنے کی خوب عادت ہوگی ان میں، لیکن تنہائی میں انہیں عبادت میں رغبت نہ ہوگی اکیلے عبادت سرانجام دینا انہیں اچھا نہیں لگے گا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا

حضور ایسا کیوں کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک دوسرے کو دکھلانے کی خاطر عبادت کریں گے ان کا مقصد ایک دوسرے کو خوش کرنا ایک دوسرے کی عیب گیری سے بچنا ہوگا، نیکی کریں گے تو اسی لئے کہ لوگ دیکھ کر خوش ہوں، لوگ ہماری تعریفیں کریں، لوگوں میں ہمارا نام روشن ہو اور اگر برائی سے بچیں تو بھی لوگوں کے خوف کی وجہ سے، نہ تو عبادت کرنے میں، نیکی کرنے میں اللہ کو راضی کرنا مقصود ہوگا اور نہ برائی سے بچنے میں خدا کی خوشنودی کے طلب گار ہوں گے، اسی لئے تنہائی میں انہیں کسی نیکی کی توفیق نہ ہوگی اور ہر برائی کر گزریں گے۔

ریاکاری خطرناک ہے

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

الا اخبر کم بما ھو اخوف علیکم عندی من المسیح الدجال فقلنا بلی یا رسول اللہ قال الشرک الخفی (مشکوۃ ۴۵۶)

آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ برائی اور فتنہ نا بتلادوں جو دجال کے فتنہ سے بھی تمہارے لئے زیادہ خطرناک ہے، مجھے تمہارے بارے میں دجال کے شر سے بھی زیادہ ڈر اس فتنے کی وجہ سے گمراہ ہونے کا ہے، صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: حضور علیہ السلام ہمیں ضرور بتائیں وہ کون سا فتنہ ہے جو اس قدر گمراہ کن اور خطرناک ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شرک خفی ہے وہ چھوٹا شرک ہے جسے ریاء اور دکھلاوا کہتے ہیں۔

غور فرمائیں! ریاکاری کس قدر خطرناک ہے نیت کو خالص نہ کرنا کتنا بڑا گناہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس فتنے کو دجال سے بڑا فتنہ قرار دیا ہم سب دجال کے فتنہ سے کس قدر ڈرتے ہیں ہمیں اس سے بھی زیادہ ریاء دکھلاوے اور نیت میں کھوٹ کے شر اور فتنے سے ڈرنا چاہئے۔

ارے مؤمن خالص نیت سے عمل خالص اور برتر بنتا ہے اگر نیت اچھی نہیں تو عمل رائیگاں جائے گا، ریاکاری سے حق کی رضا نہیں ملتی اگر مہربان زاہد کی تمنا ہے کہ سب ہی بندے کامیاب ہوں تو نیت کو خالص کریں اور راہ حق میں پر سب کچھ دے دیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

CamScanner

اکرام المسلمین کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم
۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ وَ اخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ O (الحجر 88)

اور آپ مؤمنوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آئیں۔

حضرات مکرم! اس آیت مقدسہ کی روشنی میں یہ عرض کروں گا کہ اسلام میں اکرام المسلمین کی کیا اہمیت ہے اور اسلامی اخوت کا رشتہ کتنا اہم ہے؟ اس آیت مقدسہ میں رب کائنات نے اپنے محبوب رسول حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اہل ایمان کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آئیں آپ ﷺ کی ذات اقدس کو مؤمنوں سے بے حد پیار تھا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیمO (التوبہ 28)

بے شک تمہارے پاس رسول تشریف لا چکے ہیں جو تم ہی میں سے ہیں دشوار گزرتی ہے ان پر تمہاری پریشانیاں وہ حریص ہیں تمہاری بھلائی کے اور مؤمنوں پر بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔

اہل ایمان کا مقام اللہ تعالیٰ کی نظر میں

حضرات محترم! ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ مؤمنوں سے اللہ کو پیار ہے، ساری کائنات کا مالک اہل ایمان سے محبت رکھتا ہے، جو مؤمنوں کو خوش کرے ان سے الفت رکھے ان پر احسان کرے، مشکلات و پریشانیوں میں ان کے کام آئے، اس سے رب کائنات خوش ہوتا ہے اسی لئے رب کریم نے سید الرسل علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اہل ایمان کے ساتھ نرمی، مہربانی، شفقت اور محبت سے پیش آئیں جبکہ دوسری آیت میں خود احکم الحاکمین نے اس بات کا اعلان فرمایا کہ میرے رسول مؤمنوں پر مہربان ہیں اہل ایمان کی پریشانی، مشقت، مصیبت اور دشواری سے آپ ﷺ محزون و غمگین ہو جاتے ہیں آپ کی حرص، تمنا اور چاہت یہ ہے کہ لوگ ایمان لا کر ابدی دائمی اور غیر متناہی پریشانیوں سے نجات حاصل کریں، جب کوئی آدمی ایمان قبول کر لیتا ہے تو وہ آپ کی خالص شفقت،

مہربانی اور شفاعت کا مستحق بن جاتا ہے وہ اسلامی برادری کا ایک فرد ہے جبکہ تمام اہل ایمان ایک قوم، ایک کنبہ، ایک برادری اور ایک ہی جماعت کے افراد ہیں، سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اسلامی اخوت کا مضبوط روحانی رشتہ ان کے درمیان قائم ہے باوجود اس کے ان کے رنگ مختلف ہیں، زبانیں جدا جدا ہیں، علاقے مختلف ہیں، لیکن ان کا خدا ایک ہے رسول ایک ہے قرآن کریم رشد و ہدایت کی کتاب ایک ہے سنت نبوی اور زندگی گزارنے کا قانون ایک ہے۔

ایمانی رشتہ کی حقیقت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الحجرات ١٠)

اس میں شک نہیں کہ تمام مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں تم اپنے بھائیوں میں اصلاح کیا کرو اور پرہیزگار بن جاؤ تاکہ تم پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اہل ایمان کے مابین اسلامی اخوت کا رشتہ قائم ہے اور یہ رشتہ اس قدر مضبوط و قوی ہے کہ چاہے ایک مؤمن مشرق میں ہو دوسرا مغرب میں ہو پھر بھی آپس میں بھائی بھائی ہیں ان پر یہ فرض ہے کہ ایک دوسرے کی اصلاح کریں، نیکی کے کاموں میں آپس میں تعاون کریں، برائی سے روکنے میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ ظلم کو مٹانے میں ایک دوسرے کے لئے قوت بازو بنیں، ہر مسلمان اپنے بھائی کے دکھ اور درد میں شریک ہو، دشمنوں کے مقابلے میں اپنے بھائی کو تنہا نہ چھوڑے، جب بھی اپنے دینی بھائی کو پریشان دیکھے اس کی اسلامی حمیت اور غیرت جوش میں آجائے، یہ اسلامی اخوت کا جذبہ متقی اور پرہیزگار ہونے کی نشانی ہے یہ قرب خداوندی کا ذریعہ ہے اور اس کی وجہ سے اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

حضور آئے تو ساتھ کیا کیا نعمت لے کے آئے ہیں
اخوت، علم و حکمت، آدمیت لے کے آئے ہیں

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ جب تک مسلمان

CamScanner

بحیثیت ایک قوم کے منظم نہیں ہوں گے اسلامی اخوت کے رشتے کو مضبوط نہیں کریں گے ترقی کامیابی کامرانی اور سربلندی کی راہیں ان کے لئے نہیں کھل سکتیں۔

اہل ایمان کے حقوق

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضاً (متفق علیہ)

مؤمنوں کی مثال ایک دوسرے کے حامی، مددگار، معاون و ناصر ہونے میں ایک دیوار کی طرح ہے کہ دیوار کو جو بھی مضبوطی اور قوت حاصل ہوتی ہے وہ تمام اینٹوں سیمنٹ سریا وغیرہ کی مجموعی حیثیت سے حاصل ہوتی ہے ورنہ بکھری ہوئی اینٹوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے، لاکھوں اینٹیں آپ جمع کریں لیکن جب تک آپ دیوار نہیں بنائیں گے نہ تو مکان کا کوئی حصہ بن سکتا ہے نہ سردی، گرمی، چور، دشمن، بارش اور آندھی وغیرہ سے آپ کو تحفظ حاصل ہو سکتا ہے، اسی طرح مسلمانوں کا بھی حال ہے اگر اخوت اسلامی کی بنیاد پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کریں تو اہل اسلام کی قوت، شان وشوکت کا مظاہرہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ دشمنوں کے مقابلہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں۔

مزید فرمان نبی اکرم ﷺ ہے:

مثل المؤمنین فی توادھم و ترحمھم و تعطفھم مثل الجسد اذااشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسھر والحمی (بخاری ومسلم)

مؤمنوں کی مثال ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے میں آپس میں مہربانی اور شفقت کرنے میں، ایک دوسرے پر لطف وکرم کرنے میں ایک جسم کی مانند ہے، جب جسم کے کسی حصے کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے آرام ہو جاتا ہے بلکہ تمام جسم کے اجزاء پر بخار کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

اسی طرح جب انسانوں کے دل ایمان کی حرارت سے پُر ہوتے ہیں ان میں جذبہ ایمانی موجزن ہوتا ہے تو وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی تکالیف و پریشانیوں سے بے قرار ہو جاتے ہیں ان کا سکون ختم ہو جاتا ہے، اطمینان ختم ہو جاتا ہے وہ ان کی مدد کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں وہ ان کے ساتھ تعاون کو اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔

CamScanner

آپ کا فرمان ہے:

من لا یرحم الناس لا یرحمه الله (بخاری)

جو انسانوں پر مہربانی اور شفقت نہیں کرتے انسانوں کے ساتھ نرمی اور شرافت سے پیش نہیں آتے، انسانوں کے ساتھ نیکی اور احسان نہیں کرتے، وہ اللہ کی رحمتوں اس کی عطاؤں اور اس کے لطف وکرم سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے

آپ ﷺ کا حکم ہے:

المسلم اخو المسلم لا یخونه ولا یکذبه ولا یخذله (ترمذی)

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ معاملات میں خیانت نہیں کرے گا، جھوٹ نہیں بولے گا اور اپنے مسلمان بھائی کو مصیبت و پریشانی میں تنہا نہیں چھوڑے گا بلکہ اس کی مدد کرے گا۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

کل المسلم علی المسلم حرام عرضه و ماله و دمه (ترمذی)

ہر مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی بے عزتی اور آبروریزی کرنا حرام ہے اسی طرح ناحق دوسروں کا مال کھانا، قتل وغارت اور ظلم وزیادتی کرنا بھی حرام ہے۔

انسان جب نفس پرست ہو جاتا ہے اسے برائی کی قباحت نظر نہیں آتی وہ نور بصیرت سے محروم ہو جاتا ہے اس کے لئے حق و باطل میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے وہ ظالم و جابر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو معزز سمجھتا ہے لوگوں کی آبرو کو خاک میں ملا کر خوش ہوتا ہے انسانوں کا ناحق قتل کر کے خدا کی زمین پر اکڑ کر چلتا ہے لیکن جب ان گناہوں کا برا انجام سامنے آئے گا تمام نیکیوں اور برائیوں کا انسان خود مشاہدہ کرے گا، بندوں کے حقوق کا بدلہ اپنی حسنات سے دینا پڑے گا تب انسان کو معلوم ہوگا کہ حقیقت کیا ہے

CamScanner

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

انصرا خاک ظالماً او مظلوماً فقال رجل یا رسول اللہ انصرہ اذا کان مظلوماً ارایت ان کان ظالماً کیف انصرہ قال تحجزہ او تمنعہ من الظلم فان ذالک نصرہ (البخاری)

اپنی بھائی کی مدد کرو اس کے ساتھ تعاون کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو، ہر صورت میں اس کی مدد کرو ایک صحابیؓ نے عرض کیا حضور مظلوم کی مدد کرنے کی بات تو سمجھ میں آرہی ہے لیکن جب وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کس طرح کی جائے آپ نے فرمایا اس کو ظلم سے روک دو بے شک یہی ظالم کی مدد ہے۔

جس طرح کہ اندھے کا ہاتھ پکڑ کر منزل مقصود تک پہنچانا بڑی نیکی ہے اسی طرح جو دل کی بصیرت سے محروم ہے خدا کے بندوں پر ظلم وتشدد کر کے خوش ہوتا ہے اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے اپنے لئے جہنم کا ایندھن جمع کر رہا ہے نہ اس کے دل میں خوف خدا ہے نہ فکر آخرت سے وہ لرزتا ہے، ایسے شخص کو ظلم سے باز رکھنا نہ صرف یہ کہ مظلوم بے کس اور بے سہارا انسانوں کے ساتھ نیکی ہے بلکہ اس سنگ دل ظالم کے لئے مظلوموں کی آہوں سے اور آخرت میں عذاب الٰہی سے نجات کا سبب بنے گا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ○ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدة)

جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جو نہ قاتل تھا اور نہ ہی باغی اور مرتد تھا گویا کہ اس نے تمام انسانوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے کسی انسان کو اسباب زندگی فراہم کئے وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے سارے انسانوں کو زندگی کے اسباب سے نواز دیا۔

کیونکہ ساری انسانیت ایک کنبہ ایک خاندان اور ایک ماں باپ کی اولاد ہونے کی حیثیت سے ایک دوسرے کے ساتھ نیکی تعاون اور احسان کرنے کی پابند ہے، جو لوگ دنیا میں قتل و غارت کا ارتکاب کرتے ہیں انسانوں کا ناحق خون بہاتے ہیں شب روز ظلم کا بازار گرم کرتے ہیں وہ صرف ایک انسان کے دشمن نہیں کہ جسے موت کے گھاٹ اتار دیا بلکہ وہ ساری انسانیت کے دشمن ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کے بھی دشمن ہیں جبکہ ظلم کا سد باب کرنے والے لوگ مظلوموں کی حمایت و نصرت کرنے

CS CamScanner

والے ساری انسانیت کے محسن ہیں یہ دنیا میں حق وانصاف کے علم بردار ہیں اس لئے خدا تعالیٰ بھی ان کے اس عمل کو پسند فرماتے ہیں۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

حق المسلم علی المسلم ست اذا لقیته فسلم علیه و اذا دعاک فاجبه و اذا استنصحک فانصح له و اذا عطس فحمد الله فشمته و اذا مرض فعده و اذا مات فاتبعه۔ (مسلم)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(1) جب تم اپنے بھائی سے ملاقات کرو تو اسے سلام کرو۔

(2) جب وہ تمہیں دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو۔

(3) جب وہ تم سے نصیحت طلب کرے یا مشورہ چاہے تو اسے اچھی نصیحت کرو اور مفید مشورہ دو۔

(4) جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تم اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہو۔

(5) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔

(6) اور جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو۔

دین صرف عبادات ہی کا نام نہیں بلکہ اخلاق کو درست کرنا، انسانوں کے حقوق ادا کرنا، اللہ کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، اہل ایمان کا اکرام کرنا یہ بھی بڑی عبادت ہے اس پر بھی اجر وثوب ملتا ہے جیسے کہ نماز، روزہ، حج وزکوۃ پر اجر ملتا ہے حقوق العباد کی تکمیل کرنا بندگی کا ایک اہم حصہ ہے جس کے بغیر نہ تو انسان کا ایمان کامل ہو سکتا ہے اور نہ ہی بندگی کا حق ادا ہو سکتا ہے۔

مؤمن کی نصرت کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

من نفس عن مؤمن کربة من کرب الدنیا نفس الله عنه کربة من کرب یوم القیامة و من یسر علی معسر یسر الله علیه فی الدنیا و الآخرة و من ستر مسلم ستره الله فی الدنیا و الآخرة و الله فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه۔ (مسلم)

CamScanner

جو بندہ پریشانی اور مصیبت میں مبتلا کسی مؤمن کے کام آتا ہے یا اس کی مدد کرتا ہے اس کو پریشانی سے نجات دلانے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانیوں کو دور فرمائیں گے اس کی مدد فرمائیں گے، اس پر اپنی رحمت نازل فرمائیں گے۔ جو کسی تنگدست، غریب محتاج، بے کس اور بے سہارا کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کو تنگدستی سے محفوظ رکھیں گے آخرت میں اس کی پریشانیوں کو دور فرمائیں گے، جب اعمال حسنات میں اس کو کمی کا خوف ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے خوف کو دور فرمائیں گے، جو مسلمانوں کی پردہ پوشی کرتا ہے ان کے عیوب کی تشہیر نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسکی پردہ پوشی فرمائیں گے اس کے عیوب سے درگزر فرمائیں گے، جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد و نصرت میں مصروف رہتا ہے تائید خداوندی اس کے ساتھ رہتی ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

CS CamScanner

دعوت الی اللہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ الطَّاھِرِیْنَ ۔ اَمَّابَعْد: فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ ۔ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔

(سورۃ یوسف ۱۰۸)

کہہ دیجئے یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت اور دلائل کے ساتھ میں خود بھی لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور میرے تابعدار اور پیروکار بھی دعوت الی اللہ دیتے ہیں اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ۔

معزز سامعین! دین کا ہر کام قابل قدر ہے نیکیوں کے کمانے کا ذریعہ ہے انسان کی کامیابی و کامرانی کا سبب ہے۔

دعوت الی اللہ کی اہمیت

لیکن اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلانا، گمراہوں کو سیدھا راستہ بتانا، بھولے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ راست کی تعلیم دینا، اللہ کے بندوں کا تعلق اللہ سے جوڑنا، سب سے بڑی نیکی ہے، یہی وہ نیکی ہے جس سے حق پھیلتا ہے، باطل مٹتا ہے، ایمان پھیلتا ہے، کفر و شرک مٹتا ہے، سنت پھیلتی ہے، بدعت مٹتی ہے، نور حق پھیلتا ہے، ظلمت و تاریکی مٹ جاتی ہے۔

دنیا میں ہمیشہ حق و باطل کا معرکہ رہا ایک طرف اللہ کے سب سے برگزیدہ بندے، سب سے بلند درجہ کے مالک، اللہ کے نزدیک سب مخلوقات سے زیادہ مقرب، اعلیٰ و ارفع انبیاء علیہم السلام کو خداوند کریم نے دنیا میں اسی لئے مبعوث فرمایا، یہی پیغام دے کر بھیجا کہ وہ انسانوں کو اللہ کی طرف بلائیں لوگوں کے سامنے راہ حق کو واضح کریں اہل حق کو بشارتیں اور خوشخبریاں دیں دنیا سے باطل کو مٹائیں، باطل کے راستہ پر چلنے والوں کو برے انجام سے آگاہ کریں، چنانچہ تمام انبیاء علیہم السلام نے آکر انسانوں کو اللہ کی طرف بلایا انسانوں کا تعلق خدا تعالیٰ سے وابستہ کیا پھر جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو قبول کیا ایمان لائے، حق کی تصدیق کی باطل کو ٹھکرایا، ان میں سے کچھ صدیقین کے درجہ تک پہنچ گئے، کچھ شہداء کے مرتبہ پر فائز ہوئے، کچھ صالحین کی صف میں شامل ہو گئے۔

CamScanner

صدیقین حق کی تصدیق کرنے والے، حق پر اپنی ہر چیز قربان کرنے والے، انسانوں تک حق کا پیغام پہنچانے میں انبیاء کا ساتھ دینے والے ہوتے ہیں، صدیقین نبی کے اشارے پر اپنی جان، مال اور اولاد کو قربان کرنے والا پاکیزہ طبقہ ہوتا ہے، جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ۔

شہداء ہمیشہ باطل کا مقابلہ کرتے کرتے راہ حق میں، اللہ کی محبت میں، رسول علیہ السلام کی اطاعت میں، دین حق کی نشر اشاعت کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کردیتے ہیں۔

اور صالحین اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنے والے، کفر و شرک اور بدعت سے نفرت کرنے والے، اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے والے، نبی علیہ السلام کی کامل اتباع کرنے والے ہوتے ہیں۔

انبیاء علیھم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین نے دنیا میں حق کو پھیلایا، سچائی کی تعلیم دی کامیابی کے راستہ پر خود بھی چلے اور دوسروں کو بھی اس پر چلنے کی دعوت دیتے رہے یہ حق پر عمل کرنے اور حق کی نشر و اشاعت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے پیارے ہوتے ہیں قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے انعام یافتہ اعلیٰ اعزاز حاصل کرنے والے قرار دیا ہے۔

حق کا داعی اللہ کی نظر میں

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورۃ النساء ۶۹)

جنہوں نے حکم مانا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا، وہ انعام پانے والے لوگ انبیاء علیھم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت۔

جو اللہ اور رسول ﷺ کی کامل اطاعت کرتے ہیں عقائد کی اصلاح میں اعمال صالحہ میں دین حق سیکھنے، اس پر عمل پیرا ہونے اور اس سچے دین کو دوسروں تک پہنچانے میں انہوں نے اپنے عمل سے مشابہت اختیار کی انعام یافتہ چار قسم کے اللہ کے مقربین کے ساتھ انہوں نے اپنی مرضی کو انبیاء علیھم السلام

CamScanner

کی سیرت کے تابع کر دیا انہوں نے صدیقین کے راستہ کو مشعل راہ بنایا وہ شہداء اور صالحین کے نقش قدم پر چلے اس تابعداری کی وجہ سے یہ بھی انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہو گئے اور اس قدر خوش قسمت قرار پائے کہ اللہ کے مقرب اور برگزیدہ ہونے کا اعلان ان کے حق میں خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

مزید ارشاد ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورۃ آل عمران ۱۰۴)

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو دعوت دے نیک کام کرنے کی اور حکم کرتی رہے اچھے عمل کا اور روکتی رہے برے عمل سے اور وہی لوگ فلاح پانے والے اور حقیقی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

انسان کے لئے اس سے بڑی کوئی سعادت نہیں کہ اسے حقیقی کامیابی مل جائے وہ فلاح کا مستحق بن جائے اسے ناکامی سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے، دراصل کامیاب وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں جن کی کامیابی وکامرانی کی قرآن کریم شہادت دے، اور جو لوگ تین خوبیوں کے مالک ہیں جو تین صفات سے متصف ہیں، یعنی ہمیشہ اللہ کے بندوں کو خیر کی طرف بلاتے رہتے ہیں، ہر کار خیر میں وہ آگے بڑھ کر حصہ لیتے ہیں وہ ایمان واعمال صالحہ کی دعوت کے لئے شب وروز مصروف رہتے ہیں اسی طرح ہر محاذ پر برائی کا مقابلہ کرتے ہیں دنیا سے برائی کو مٹانے کے لئے وہ تاحیات جدوجہد کرتے رہے ہیں ایسے برگزیدہ بندوں کی کی کامیابی وسرفرازی کا اس آیت مقدسہ میں اعلان کیا گیا ہے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر وتؤمنون بالله ط (آل عمران)

تم سب امتوں سے بہتر ہو تمہیں بھیجا گیا ہے لوگوں کی بھلائی کے لئے تم حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

CamScanner

یہ ایک حقیقت ہے کہ لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے جدو جہد کرنا، انہیں برائی سے روکنا، نیکی کی تلقین کرنا، سب سے اچھا کام ہے اسی لئے اللہ نے اپنی مخلوقات میں سے سب سے افضل، سب سے محبوب انبیاء علیھم السلام کی جماعت کو اس پر مامور فرمایا کہ وہ لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے تاحیات کوشش کریں نہ اس بدلہ میں ان سے کچھ لیں اور نہ اس کی توقع رکھیں بلکہ انہیں حکم دیا کہ آپ صاف اعلان کریں۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ اَجْراً۔

میرے محبوب رسول آپ کہہ دیں میں دعوت تبلیغ پر آپ سے اجرت اور بدلہ نہیں مانگتا ہوں بلکہ یہ اعلان فرمایا:

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللهِ

مجھے تو اجر وثواب اللہ کی طرف سے ملتا ہے۔

میری کوشش وجدو جہد صرف اس کی رضا کے لئے ہے، دنیا میں جو اچھائی آپ کو نظر آتی ہے یہ انبیاء علیھم السلام کی تعلیمات کا نتیجہ ہے لیکن جب دین مکمل ہو گیا، نبوت ختم ہو گئی، تمام کمالات نبوت حضور علیہ السلام کی ذات اقدس پر مکمل ہو گئے تو خداوند کریم نے آپ کی امت کو یہ شرف بخشا کہ وہ دنیا میں دین حق کو پھیلائے، اسی وجہ سے اس کو سب سے بہتر وافضل امت قرار دیا۔

مزید فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حم السجدہ ۳۳)

اور اس سے اچھی کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔

دنیا میں بے شمار لوگ مختلف چیزوں کی طرف دعوت دیتے ہیں جبکہ ہر دعوت دینے والا اپنی چیز کی خوبیاں بیان کرتا ہے اس کے نفع سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے، حکمران کہتے ہیں اقتدار میں کامیابی ہے، تاجر کہتے ہیں کامیابی کا راز تجارت میں مضمر ہے، ہنر مند کہتے ہیں کہ ہر طبقے کی کامیابی کے ضامن ہم ہیں، عسکری ماہرین وجنگجو کہتے ہیں

جو میدان جنگ میں اپنی برتری ثابت کرے وہی اصل میں کامیاب ہے،لیکن قربان جائیں اس کامیاب وکامران پر جس کی کامیابی کا اعلان قرآن کرتا ہے،فرمایا: اس سے اچھی کس کی بات ہوسکتی ہے؟ اس سے بہتر کس کا قول ہوسکتا ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے جو انسانوں کا تعلق خدا تعالیٰ سے وابستہ کرے جو گمراہوں کو راہ راست پر لائے وہ اصل میں حق کا نمائندہ ہے وہ سچائی کا علمبردار ہے اس لئے اس کی بات سب سے اچھی ہے، اس کا مقصد سب سے اعلیٰ ہے اس کے جذبات سب سے پاکیزہ ہیں اس کی جدوجہد سب سے قیمتی ہے پھر صرف یہ نہیں کہ وہ دوسروں کو حق کی طرف بلاتا ہے بلکہ وہ خود بھی نیک عمل کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے اس بات پر فخر ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے نوازا ہے۔

حق کا داعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان (مسلم)

جو بھی تم میں سے کسی برائی کو دیکھے اس کے لیے ضروری ہے کہ ہاتھ سے اس برائی کو مٹا دے ، اگر ہاتھ سے اس برائی کے ختم کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر زبان سے اس پر تنقید کرے اس کی قباحت کو بیان کرے اور لوگوں کو اس کا ارتکاب کرنے سے منع کرے، اگر زبان سے بھی روکنے کی قوت نہ ہو تو دل سے اس برائی کی مخالفت کرے یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے یعنی برائی کی مخالفت صرف دل سے کرنا کمزور ایمان کی علامت ہے۔

اس حدیث شریف میں ہر مؤمن مرد و خاتون کو یہ حکم دیا گیا کہ تم جس جگہ رہتے ہوں وہاں دیکھو اپنے آپ کو دیکھو، اپنے گھر بار کو دیکھو، اپنے محلے شہر اور ملک کو دیکھو، جہاں تک تمہاری نگاہ پہنچ سکتی ہے جہاں تک دیکھنے کی قوت رکھتے ہو دیکھو، اگر تمہیں کوئی برائی نظر آئے وہ برائی چاہے تمہاری ذات میں ہو تمہارے خاندان وقبیلہ میں ہو تمہارے شہر ومحلہ میں ہو یا تمہارے ملک میں ہو تم بحیثیت مؤمن اس بات کے پابند ہو کہ اس برائی کو مٹا دو اگر تمہارے پاس طاقت ہے، تم بااختیار ہو، تو برائی کو اپنی

CamScanner

طاقت سے ختم کرو، اپنے حکم اپنے اثر رسوخ سے برائی کا سد باب کرو، اگر تمہارے پاس طاقت نہیں، تمہارا حکم نہیں چلتا، تو تم برائی کی زبان سے مخالفت کرو، دعوت وتبلیغ کے ذریعہ سے، وعظ وترغیب کے ذریعہ سے، تقریر وتحریر کے ذریعہ سے، برائی کی خامیاں بیان کرو، برائی کے انجام سے لوگوں کو آگاہ کرو، برائی کا ارتکاب کرنے والی سابقہ قوموں کی زندگی عوام کے سامنے پیش کرو، اگر تم سمجھتے ہو کہ لوگوں کی ایمانی قوت اتنی کمزور ہے وہ دین سے اس قدر دور ہیں، ان کے دلوں میں برائی کی اتنی محبت ہے وہ برے ماحول میں اس قدر غرق ہیں کہ تمہاری زبانی برائی پر تنقید کی وجہ سے وہ برائی کی کھل کر حمایت کرنے لگیں گے وہ حق کا اور اہل حق کا مذاق اڑائیں گے تو پھر حق کے داعی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس برائی کی دل سے مخالفت کرے وہ اس کے مٹانے کے لئے تدبیریں کرے اور منصوبے بنائے جب تک آدمی ان مذکورہ طریقوں کے مطابق برائی کا مقابلہ نہ کرے تو اس وقت تک وہ کامل مؤمن نہیں بن سکتا۔

برائی کو نہ مٹانے کے نقصانات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا علیه ولا یغیرون الا اصابھم اللہ بعقاب من قبل ان یموتوا (ابوداوود)

کسی قوم کا فرد جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے برائی کا ارتکاب کرتا ہے اس کی قوم اس کو منع کرنے کی طاقت کے باوجود اسے برائی سے نہیں روکتی تو اس قوم پر مرنے سے پہلے یعنی دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوجاتا ہے۔

اگر کسی گھر میں آگ لگ جاتی ہے وہ آگ اگرچہ ایک ہی آدمی کی غلطی سے لگتی ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ صرف اس کا گھر جلا کر آگ خود بجھ جائے بلکہ ساتھ والے گھروں کو بھی وہ آگ لپیٹ میں لے گی حتی کہ محلہ اور شہر کو جلا کر راکھ کردے گی، اس سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کو بجھا دیا جائے سب مل کر اس پر پانی ڈالیں اس کے بجھانے میں تاخیر نہ کریں، اسی طرح جب گناہ اور نافرمانیاں ہوتی ہیں تو خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، سیلاب، زلزلے،

CamScanner

آندھی اور طوفان کی صورت میں یا قتل وغارت، آپس میں جھگڑے اور مقدمہ بازی کی صورت میں یا بیماری، فقر اور محتاجی کی صورت میں عذاب الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور یہ اللہ کے غضب کی آگ پانی سے نہیں بجھتی بلکہ برائیوں کا خاتمہ کرنے، صدق دل سے توبہ کرنے، خوف خدا سے رونے، نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے سے اس آگ سے انسانیت کو نجات مل سکتی ہے، صرف اپنی عبادت و بندگی کی وجہ آدمی نجات کا مستحق نہیں بن سکتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

اوحی اللہ عزوجل الی جبرئیل علیہ السلام ان اقلب مدینۃ کذا وکذا باھلھا فقال یارب ان فیھم عبدک فلانا لم یعصک طرفۃ عین قال فقال اقلبھا علیہ وعلیھم ان وجھہ لم یتمعر فی ساعۃ قط (مشکوٰۃ ۴۳۹)

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں فلاں شہر کو پلٹ کر ان میں آباد لوگوں کو ہلاک کردو، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب اس آبادی میں ایک تیرا بندہ ایسا بھی ہے جس نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی تیری نافرمانی نہیں کی، حکم ہوا کہ اسے بھی ہلاک کرو اور ان سب کو مٹادو کیونکہ اس عابد کے چہرے پر میری نافرمانیاں دیکھ کر کبھی تغیر نہیں آیا میری وجہ سے اس کی پیشانی پر بل نہیں آیا اس وجہ سے وہ بھی دنیا میں باقی مجرموں کے ساتھ شریک ہوگا۔

اس حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ جو لوگ معاشرے کی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے، نیکی نہیں پھیلاتے، برائی کا سدباب نہیں کرتے، وہ ذاتی طور پر جتنے بھی کامل ہوں نجات نہیں پاسکتے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

CS CamScanner

تقویٰ، خوفِ خدا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبۃ ۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچوں کا ساتھ دو۔

حضرات محترم! جو آیت مقدسہ میں نے تلاوت کی ہے اس میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ پرہیزگار بن جاؤ اپنے دلوں کو خشیت الٰہی سے منور کرو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو، دنیا میں حق و صداقت کا علم بلند کرو، ظاہر بات ہے کہ سچے لوگوں کا ساتھ وہی دیں گے جن کے دلوں میں اللہ کا ڈر ہوگا، جن کے قلوب خوف خدا سے خالی ہوں گے وہ کبھی بھی حق و صداقت کی حمایت نہیں کریں گے کیونکہ ان کی نگاہ صرف دنیا پر ہوتی ہے وہ ہر وقت اپنے دنیاوی مفاد کی طلب میں سرگرداں رہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ حق کا ساتھ وہی لوگ دیتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ کا ڈر ہوتا ہے، جو تقویٰ کی صفات سے متصف ہوتے ہیں جن کی نگاہ مخلوق پر نہیں بلکہ ساری کائنات کے خالق پر ہوتی ہے اس لئے آج کی تقریر میں اس آیت مقدسہ کی روشنی میں تین چیزوں کی تفصیل بیان کی جائے گی۔

۱...... تقویٰ کسے کہتے ہیں؟

۲...... متقی لوگوں کی صفات اور خوبیاں کیا ہیں؟

۳...... پرہیزگار اور متقی لوگوں کا مقام کیا ہے؟

تقویٰ کیا ہے؟

پہلی بات تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ تقویٰ وہ ایمان کی روشنی ہے کہ جس سے حق و باطل میں فرق نظر آئے، تقویٰ وہ ایمانی قوت ہے جو ہر برائی سے انسان کو دور کرے، تقویٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی ایسی کیفیت کا نام ہے کہ جو آدمی کے دل میں گناہ کی ایسی نفرت پیدا کر دے کہ جس طرح آدمی آگ سے بچتا ہے اسی طرح گناہ اور معصیت کے کاموں سے دور رہے خواہ تنہا ہو یا مجمع میں کوئی اسے دیکھے یا نہ دیکھے لیکن اپنے خالق و مالک کا دھیان ہر وقت اس کے دل میں رہے۔

CamScanner

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

(سورۃ الانفال ۲۹)

اے ایمان والو! اگر تم پرہیز گار بن جاؤ اللہ سے ڈرتے رہو تو کر دے گا اللہ تعالیٰ تمھارے درمیان فیصلہ اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو فرقان قرار دیا ہے اور فرقان اس معیار کو کہتے ہیں جس سے حق و باطل میں، کذب و صداقت میں، جائز و ناجائز میں امتیاز نظر آئے درحقیقت تقوی وہ باطنی اور روحانی آنکھ ہے جس کے ذریعہ سے آدمی نیکی اور برائی میں فرق محسوس کرتا ہے جس کے دل میں خوف خدا ہو وہ فطری طور پر نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت کرتا ہے نہ وہ عبادت و مجاہدہ کی مشقت سے گھبراتا ہے اور نہ ہی برائی کی کشش اسے اپنی طرف مائل کر سکتی ہے، تقویٰ انسان کی زندگی میں ایسا ہی انقلاب برپا کرتا ہے۔

متقی کون لوگ ہیں؟

اب دوسری بات پر غور فرمائیں کہ متقی کی صفات اور خوبیاں کیا ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (سورۃ البقرہ ۲)

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے۔

حضرات محترم! روحانی بیماریوں میں سے سب سے خطرناک بیماری اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہونا ہے، یہی شکوک وشبہات کفر اور نفاق کی بنیاد بنتے ہیں اس لئے اہل ایمان کو سب سے پہلے یہ تعلیم دی گئی کہ اللہ کی مقدس کتاب قرآن مجید جو کہ انسانوں کی ہدایت کا مرکز، منبع اور سرچشمہ ہے ہر قسم کے شکوک وشبہات سے پاک اور منزہ ہے، لیکن جس طرح کہ ہر ایک زمین قابل کاشت نہیں ہوتی اسی طرح ہر ایک دل بھی قرآن کریم کی صداقت کو سمجھنے اور قبول کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا، حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کے نور سے وہی دل منور ہوگا جو پرہیز گار اور متقی کا دل ہے۔

CamScanner

اسی لئے فرمایا:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ یہ اللہ کی کتاب ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے ، اس سے رہنمائی وہی لوگ حاصل کریں گے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہوں گے، جن کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے خالی ہیں وہ اندھے کی طرح ہیں جو سورج کی روشنی میں بھی راستہ نہیں دیکھ سکتا ہے اسی طرح جو دل کے اندھے ہیں وہ قرآن کریم جیسی روشن کتاب کے باوجود راہ حق پر چلنے سے محروم رہتے ہیں۔

متقی لوگوں کی صفات

آگے متقی لوگوں کی علامات ونشانیوں کا ذکر ہوتا ہے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

پرہیزگار لوگ ایمان لاتے ہیں غیب پر

دنیا میں علوم کے حاصل کرنے کے کئی ذرائع ہیں کچھ علوم آنکھ سے دیکھ کر حاصل ہوتے ہیں۔ کچھ غور وفکر سے کچھ تجربہ اور مشقت سے اور کچھ قوت سماعت سے، پھر سن کر جو علوم حاصل کئے جاتے ہیں ان میں کئی درجے ہیں کچھ وہ علمی باتیں ہوتی ہیں جو ماہرین سے سنی جاتی ہیں کچھ رسم ورواج کے قصے لوگ اپنے بڑوں سے سنتے ہیں، کوئی اپنے فن کا ماہر کتنا ہی سچا کیوں نہ ہو، کوئی سائنس دان کتنا ہی قابل اعتماد کیوں نہ ہو، اسی طرح کوئی تجربہ کار قابلیت کی انتہاء تک بھی پہنچ جائے ان میں سے کسی کی بات پر یقین کرنے کو ایمان بالغیب نہیں کہتے ہیں، کیونکہ ان سب کی باتیں ان کے ذاتی علم، تجربے، مسلسل جدو جہد اور محنت کا ثمرہ ہیں ایمان بالغیب علوم باری تعالیٰ پر یقین کرنے کا نام ہے جو صرف انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ انسانوں تک پہنچتے ہیں جو اپنی صداقت میں مشاہدہ سے بھی برتر مافوق ہوتے ہیں جن پر یقین کرنا انسانوں کے لئے اولین فرض ہے، جس کے بغیر نہ کوئی آدمی آخرت میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے نہ جہنم سے نجات پاسکتا ہے اور نہ ہی جنت اور رضائے باری تعالیٰ حاصل کرسکتا ہے، اس لئے اس کو تقویٰ کی پہلی بنیاد اور متقی کی صفت اول قرار دیا گیا ہے۔

دیگر صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۔ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

(البقرہ ۴)

CamScanner

اور وہ متقی لوگ نماز قائم کرتے ہیں، اور جو رزق ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے راہ حق میں خرچ کرتے ہیں، اور وہ ایمان لائے اس وحی پر جو نازل کی گئی آپ کی طرف، اور ان کتابوں پر جو نازل کی گئیں آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر، اور وہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

پرہیز گار لوگوں کی صفات ان کی خوبیوں اور کمالات میں سے دوسرا کمال اور خوبی نماز قائم کرنا ہے، نماز وہ طاقتور عبادت ہے جو انسان کو تمام برائیوں، گناہوں اور بے اعتدالیوں سے روک دیتی ہے، جب مؤمن نماز کے نظام کو اپنی ذات پر قائم کرتا ہے تو وہ خدا کا مقرب بندہ بن جاتا ہے اسی طرح جس معاشرے میں نماز کا نظام قائم ہو جائے وہ معاشرہ پاکیزہ اور قابل رشک بن جاتا ہے اصحاب رسول ﷺ نے جب نماز کے نظام کو اپنے معاشرے میں قائم کیا تو خداوند کریم نے ان کی شان کو اس قدر بلند فرمایا کہ دنیا ہی میں ان سے راضی ہونے کا اعلان فرما دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْه۔

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

نماز اگر اعلیٰ معیار پر قائم ہو جائے تو تمام اچھی صفات انسانی زندگی میں آ جاتی ہیں اور تمام برائیوں سے اسے نفرت ہو جاتی ہے۔

متقی لوگوں کی قدر و منزلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (۲) وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق آیت ۲)

جو خوف خدا رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے مشکلات سے نجات کا راستہ پیدا فرما دیتے ہیں اور اسے ایسے ذرائع سے رزق عطا کرتے ہیں جن کے بارے میں وہ تصور بھی نہیں کر سکتا اور جو اللہ پر توکل کرے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لئے کافی ہے۔

CamScanner

اس آیت مقدسہ پر غور فرمائیں! پروردگار عالم ایک پرہیزگار آدمی کی کس طرح مدد فرماتے ہیں اس کی تمام ضروریات کی کفالت کی کس طرح ذمہ داری لے رکھی ہے، انسان کو اس وقت پریشانی ہوتی ہے جب وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے کسی بیماری کی لپیٹ میں ہو یا مقدمات کی گرفت میں، رزق کی تنگی ہو یا اولاد کی بغاوت و نافرمانی کے مسائل ہوں ایسی حالت میں وہ چاہتا ہے کہ کوئی ڈاکٹر ایسا مل جائے جو صحیح علاج کرے، کوئی وکیل ایسا مل جائے جو حق کی ترجمانی کرے اور جھوٹے مقدمات سے اسے بچا لے، غربت میں وہ کوئی سہارا تلاش کرتا ہے کہ اس کی ضروریات پوری ہو جائیں اولاد کو راہ راست پر لانے کے لئے کوئی مربی اور رہنما تلاش کرتا ہے جبکہ قرآن کریم کی یہ آیت ہمیں بتلاتی ہے کہ خوف خدا تمام مسائل کا حل ہے، متقی اور صالح انسان کو کسی مرحلے میں اللہ تعالیٰ اکیلا نہیں چھوڑتا جس طرح وہ خوشی اور غمی میں، تنہائی اور مجالس میں، تونگری اور فقر میں، بیماری اور صحت میں، خوف خدا سے اپنے دل کو روشن رکھتا ہے اسے ہر برائی میں خدا کا غضب وقہر اور ہر نیکی میں خدا کی خوشنودی نظر آتی ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ہر وقت اس کے ساتھ رہتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

جو بندہ خدا کا ہو جائے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔

اور جس کا خدا ہو جائے اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا حقیقی عزت اور کامیابی اس کا مقدر بن جاتی ہے اسے اگر کبھی پریشانی آ جائے تو اس میں بھی اس کی تربیت مقصود ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ (سورۃ آل عمران ۱۶۰)

اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا کوئی تمہیں زیر نہیں کر سکتا اور کامیابی کی بازی میں کوئی تم پر سبقت نہیں کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

CS CamScanner

والدین کے فرائض

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا (تحریم ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

سامعین مکرم! آج کی تقریر کا موضوع ہے والدین کے فرائض یہ آیت مقدسہ والدین کے فرائض اور ذمہ داریوں کی وضاحت کرتی ہے رب کائنات نے اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کہ بحیثیت مؤمن یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم اپنی جان کو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم سے بچاؤ جس کا مطلب یہ ہے ہوا کہ اولاد کو صحیح تعلیم و تربیت دینا انہیں نیکی اور برائی سے روشناس کرانا، خدا تعالیٰ کی عظمت ان کے دلوں میں بٹھانا، نبی علیہ السلام کی محبت سے ان کے دلوں کو منور کرنا، قرآن و سنت کی اہمیت سے واقف کرنا اور فکر آخرت کو ان کے دلوں میں اجاگر کرنا یہ والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

اولاد ماں باپ کے پاس اللہ کی امانت ہے اگر ان کو ماں باپ نے دنیاوی نفع نقصان کی ساری چیزیں بتائیں اور ترقی کے راستوں پر گامزن کیا لیکن خدا تعالیٰ کی معرفت سے غافل رکھا تو درحقیقت انہوں نے امانت میں خیانت کی یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ اپنی اولاد کو سب سے پہلے خدا کی معرفت کا سبق پڑھایا اللہ کی عظمت ان کے دلوں میں بٹھائی توحید خداوندی کا سبق دیا شرک و کفر کی نفرت ان کے دلوں میں بٹھائی۔

حضرت لقمان علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو تعلیم دینا

چنانچہ لقمان علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

(سورۃ لقمان ۱۳)

اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

CamScanner

توحید کی تعلیم

اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا ؟ جو خدا کے دیے ہوئے سر کو غیروں کے سامنے جھکاتا ہے، اس کی دی ہوئی زبان سے غیروں کو پکارتا ہے، اپنی مشکلات میں خدا کی مدد پر اس کو یقین نہیں آتا لیکن اولیاء اللہ کی مدد پر اس کو مکمل یقین ہوتا ہے، یہ اللہ کے پیاروں کو خدا کی صفات اور اختیارات میں اس کا شریک ٹھہراتا ہے حالانکہ وہ سب صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرنے والے تھے، وہ سب کے سب اللہ تعالی کے محتاج تھے، وہ اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ ہمارے پاس خدائی طاقت ہے یا ہم لوگوں کے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں، لہٰذا ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو شرک سے بچنے کی اس طرح تلقین فرمائیں جیسے کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمائی۔

فکر آخرت

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادہ کو توحید کے بعد فکر آخرت کی نصیحت فرمائی۔

فرمان باری تعالی ہے:

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ (سورة لقمان ١٦)

حضرت لقمان علیہ السلام نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹے! اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو اور وہ عمل چاہے پتھر کے نیچے ہو یا آسمانوں کے اوپر ہو یا زمین کے اندر ہو قیامت کے دن اللہ تعالی اسے سامنے لاکر حاضر کردیں گے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالی باریک چیزوں کو دیکھنے والے باخبر ہیں۔

اس نصیحت میں حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند کو فکر آخرت کا سبق پڑھاتے ہوئے فرمایا بیٹا! کسی کا کوئی عمل خدا تعالی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے وہ عمل چاہے چھوٹے سے چھوٹا ہو، پہاڑ کی چٹانوں کے نیچے یا آسمانوں کے اوپر ہو، یا زمین کی تہہ میں کیوں نہ ہو، ہر عمل خدا کے سامنے عیاں اور واضح ہے، اس نے حساب و کتاب کے لئے ایک دن مقرر کر رکھا ہے جسے قیامت کہتے ہیں، اس دن ہر آدمی کا ہر عمل سامنے لاکر اسے دکھایا جائے گا اور ایمان اور اعمال ہی کے مطابق اسے جنت میں مقام

CamScanner

دیا جائے گا جب کہ بے ایمان اور بدعمل جنت کی نعمتوں سے محروم رہیں گے، مزید یہ بھی بتلایا کہ کوئی عمل کرتے ہوئے یہ مت سوچو کہ کوئی نہیں دیکھتا خدا تعالیٰ ہر وقت ہر حالت میں اپنی تمام مخلوقات کو دیکھتے ہیں اور کوئی اس سے کسی وقت بھی نہیں چھپ سکتا۔

نماز کا حکم

لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادہ کو نصیحت کرتے ہوئے نماز قائم کرنے، اچھی باتوں کا حکم دینے، برے کاموں سے روکتے رہنے، راہ حق میں مصائب پر صبر کرنے، تکبر سے پرہیز کرنے اور تواضع اختیار کرنے کی بھی تلقین فرمائی۔

ارشاد خداوندی ہے:

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (سورۃ لقمان ۱۷)

بیٹا! نماز کی پابندی کرتے رہنا، لوگوں کو اچھے کام کرنے کا حکم دیتے رہنا، اور برائی سے روکتے رہنا، اور راہ حق پر چلتے ہوئے جو مصائب اور پریشانیاں آئیں ان پر صبر کرتے رہنا بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند کو توحید اور فکر آخرت کے بعد عبادات کی تعلیم دیتے ہوئے سب سے پہلے نماز قائم کرنے کا حکم دیا کیونکہ نماز مؤمن کے ایمان کا عملی ثبوت ہے جیسا کہ کلمہ پڑھنا زبانی اور قولی ثبوت ہے، اگر راہ حق پر چلنے والے کی زندگی میں نماز نہ ہو تو وہ دنیا اور آخرت میں کوئی مقام نہیں حاصل کر سکتا اس کی زندگی سکون سے خالی ہوتی ہے وہ کبھی اللہ کی مدد کا مشاہدہ نہیں کر سکتا اس کی مثال ایک غبارے کی طرح ہوتی ہے جو بظاہر تو بہت پھولا ہوا موٹا تازہ دکھائی دیتا ہے لیکن اس کے اندر سوائے ہوا کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

اچھے اخلاق کی تعلیم

اسی لئے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت فرمائی کہ ہمیشہ نماز کی پابندی کرتے رہنا اور ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ صرف اپنی آخرت بہتر بنانے کی فکر میں نہ رہنا بلکہ دوسروں کی فکر

CamScanner

کرنا اور لوگوں کو بھی نیک کام کرنے کی ترغیب دینا، برے کاموں سے روکتے رہنا کیونکہ مؤمن کی شان ہی یہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے بھی پسند کرتا ہے، جیسا کہ وہ خود اپنے لئے دنیا اور آخرت میں کامیابی، پرسکون زندگی، جنت کی نعمتیں اور آرام، جہنم کے دردناک عذاب سے نجات چاہتا ہے اسی طرح وہ دوسرے انسانوں کے بارے میں بھی فکرمند ہوتا ہے، جتنا اللہ تعالیٰ سے زیادہ تعلق ہوتا ہے اتنی ہی انسانیت کی فکر اس کے دل میں زیادہ ہوتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

قسم ہے اس ذات بالا و برتر کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس وقت تک کوئی انسان مؤمن نہیں بن سکتا جب تک کہ جو کچھ وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔

یعنی اپنے لئے ہر آدمی چاہتا ہے کہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران ہو جائے اس کے ساتھ ہر آدمی اچھی طرح پیش آئے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کا احترام کریں مشکل میں اس کے کام آئیں، اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرے کوئی اس کا مال نہ غصب کرے اس سے کوئی رشوت نہ مانگے اور جو اس کا حق بنتا ہے وہ اسے ملے اس طرح دوسرے کے بارے میں بھی اسے سوچنا چاہئے کیونکہ مؤمن اس زمین پر حق کا نمائندہ ہے حق پر عمل کرنا اور حق کو پھیلانا اس کی ڈیوٹی ہے وہ صرف اس بات کا ذمہ دار نہیں ہے کہ خود نیک عمل کرے بلکہ اس کا بھی ذمہ دار ہے کہ دوسروں کو بھی نیکی تلقین کرے اور برائی سے روکے، بچوں کو یہ بات سمجھانا والدین کی ذمہ داری ہے اسی لئے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اس کی بھی نصیحت فرمائی۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَآ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ وَاللّٰہُ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (التغابن ۱۵)

بے شک تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہے، جو اس آزمائش اور امتحان میں کامیاب ہوا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر و ثواب رکھا ہے۔

CamScanner

اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ اولاد کو صحیح تعلیم وتربیت دینے والے، حق و باطل کو ممتاز کر کے سمجھانیوالے اور مال کو جائز ذرائع سے کمانے اور نیک مصارف میں استعمال کرنے والے لوگ، اجر عظیم کے مستحق ہوں گے اور اولاد کو دین حق سے بے خبر و غافل رکھنے والے ماں باپ مجرم قرار پا کر اجر عظیم سے محروم ہو جائیں گے بلکہ خود ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کی دربار میں ان کے خلاف شکایت کرے گی۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا (سورۃ احزاب ۶۷)

اور جہنمی لوگ کہیں گے قیامت کے دن اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلتے رہے پس انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا اے ہمارے پروردگار ان کو دوہری سزا دیجئے اور ان پر بڑی لعنت ہو۔

دنیا سے جانے کے بعد کام آنے والے اعمال

اگر اولاد کو صحیح تعلیم وتربیت دی جائے تو والدین کے لئے ذخیرہ آخرت بن جاتی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاث الاصدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له (مشکوٰۃ)

جب آدمی مرجائے تو اس کے عمل کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن تین اعمال ایسے ہیں کہ جن کا اجر وثواب اس کے دنیا سے جانے کے بعد بھی اس کے حق میں جاری رہتا ہے اور اسے ملتا رہتا ہے ان میں سے ایک صدقہ جاریہ ہے یعنی اپنی زندگی میں مسجد بنادی، مدرسہ بنادیا، کنواں بنادیا یا کوئی بھی نیکی کا ایسا کام کر گیا جس سے انسان نفع اٹھاتے ہیں تو جب تک اس کی بنائی ہوئی چیز سے لوگ فائدہ حاصل کرینگے اسے ثواب ملتا رہے گا۔

دوسرا عمل جس کا ثواب ہمیشہ ملتا رہتا ہے علم نافع ہے یعنی کسی کو کوئی دین کی بات سکھادی یا گمراہ کو راہ راست پر لگا دیا یا بے نمازی کو ترغیب دے کر نمازی بنادیا، تو جتنے لوگوں کو وہ دین سکھائے گا جس کو اس نے سکھایا، اور جتنے گمراہوں کو وہ سیدھے راستہ پر لائے گا اور جتنے بے نمازیوں کو وہ نمازی

CamScanner

بنائیگا ان سب کا اجر وثواب تا قیامت اس پہلے آدمی کو ملتا رہے گا اور جتنے لوگ اس سے سیکھ کر عمل کریں گے ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

تیسرا نیک عمل جس کا ثواب دنیا کو چھوڑنے کے بعد بھی آدمی کو ملتا رہتا ہے وہ اولاد صالح ہے، ماں باپ نے جن بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم دی انہیں یہ بتلادیا کہ ہم پر ہمارے پروردگار کا کتنا حق ہے اور اس کی عبادت وبندگی کے بغیر وہ حق ہرگز ادا نہیں ہوسکتا ایسی نیک اولاد کی دعاؤں صدقات اور دیگر عبادات کا ثواب ہمیشہ والدین کو پہنچتا رہتا ہے اور ان کو بھی پورا پورا ثواب ملتا رہتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

والدین کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا۔ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل ۲۳،۲۴)

ترجمہ: تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کیا کرو اگر تمہارے ہوتے ہوئے ان میں سے کوئی ایک یا وہ دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو تم انہیں اُف بھی مت کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو، اور بات کرو ان کے ساتھ تعظیم اور ادب سے، عاجزی اور مہربانی سے، اپنے بازو ان کی خدمت کے لئے بچھا دو اور ان کے لئے یوں دعا کرتے رہو کہ: اے میرے پروردگار ان دونوں پر مہربانی فرمائیں اور اپنی رحمتیں نازل فرمائیں جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش شفقت و مہربانی کے ساتھ کی ہے۔

حقوق والدین کی اہمیت

معزز سامعین! آج کی تقریر کا موضوع ہے والدین کے حقوق، والدین کی خدمت سے اولاد کو کیا ملتا ہے؟ اس آیت مقدسہ میں خداوند کریم نے اپنی بندگی کے بعد والدین کے حقوق کا ذکر فرمایا ہے سب سے پہلے انسانوں کو یہ حکم دیا کہ عبادت ایک اللہ ہی کی کرو، اسی کو اپنا خالق و مالک اور رب سمجھو، جس طرح وہ تمہیں پیدا کرنے میں پھر پیاری صورت دینے میں پھر اس خوبصورت جسم میں روح ڈالنے میں اکیلا ہے، کوئی اور اس کا شریک نہیں اس طرح عبادات میں بھی وہ وحدہٗ لاشریک ہے، پھر والدین کے ساتھ احسان ان کی تعظیم و ادب کرنے کا بھی حکم دیا انسان کی تعلیم و تربیت مہربانی، شفقت، ایثار و قربانی میں والدین کا مقام یکتا، منفرد اور بے مثل ہے، والدین ہمیشہ اپنی اولاد کی بھلائی کے بارے میں سوچ و فکر کرتے رہتے ہیں، اولاد کی پریشانیاں ان کے لئے غم والم کا سبب بن جاتی ہیں اپنے دکھ درد میں وہ اتنے بے تاب و غمگین نہیں ہوتے جتنا کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کے دکھ و تکلیف میں پریشان ہوتے ہیں۔

CamScanner

والدین کی خدمت پر آخرت میں اجر عظیم

اسی وجہ سے خالق کائنات نے والدین کی فرمانبرداری ان کی تعظیم وادب اور ان کی خدمت کو اولاد کے لئے فرض قرار دیا، خدمت گار اولاد کے لئے بڑا اجر وثواب رکھا اور نافرمان اولاد کو محروم و مجرم قرار دیا۔

ارشاد نبوی علیہ السلام ہے:

من اصبح مطیعاالله فی والدیه اصبح له بابان مفتوحان من الجنة وان کان واحدا فواحدا (مشکوٰۃ ۴۲۱)

جو مؤمن اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ماں باپ کی اطاعت فرمانبرداری اور خدمت کرتا ہے اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور جسے ماں باپ میں سے صرف کسی ایک کی خدمت کا موقع ملا تو اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے۔

غور فرمائیں! کس قدر سعادت مند خوش قسمت اور نیک بخت ہے ہیں وہ لوگ جنہیں ماں باپ کی خدمت کی سعادت حاصل ہوتی ہے کہ ان کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں ان میں سے جس دروازے سے چاہیں گے وہ جنت میں چلے جائیں یہ رب کریم کی طرف سے ایک اعزاز ہے ورنہ جنت میں جانے کے لئے تو ایک دروازہ بھی بہت ہے لیکن جس بندہ کو جتنے دروازوں سے بلایا جائے گا یا جانے کی اجازت دی جائے گی وہ اتنا ہی خدا کا مقرب ہوگا کچھ اللہ کے ایسے بھی محبوب بندے ہوں گے جنہیں آٹھوں دروازوں سے جنت میں جانے کی اجازت دی جائے گی لیکن جسے ماں باپ میں سے صرف ایک کی خدمت کا موقع ملا وہ بھی بڑا کامیاب وکامران ہے کیونکہ اس کے لئے بھی جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوگا جس سے وہ پورے وقار واعزاز کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

مزید فرمان نبوی علیہ السلام ہے جب اصحاب رسولؐ میں سے کسی نے عرض کیا:

یارسول الله ما حق الوالدین علی ولدھما قال ھما جنتک و نارک۔ (مشکوٰۃ ۴۲۱)

جب اصحاب رسولؐ میں سے ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے پیغمبر علیہ السلام ماں باپ کا اپنی اولاد پر کتنا حق ہوتا ہے ان کی کس قدر خدمت اولاد پر فرض ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہارے ماں باپ تمہارے لئے دخول جنت کا سبب بھی بن سکتے ہیں اور ان کی وجہ سے تمہیں دوزخ کا عذاب بھی ہوسکتا ہے، یعنی اگر تم ان کی خدمت کرو، ان کے آداب بجالاؤ، ان کی اطاعت وفرمانبرداری کروتو تمہیں اس خدمت کے صلہ میں رب کریم جنت عطافرمائیں گے اور اگر تم نے باوجود طاقت رکھنے کے ان کی خدمت نہ کی یا انہیں دکھ اور تکلیف پہنچائی تو اس کی وجہ سے تمہیں عذاب الہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اس حدیث میں والدین کی خدمت و اطاعت کو اولاد کی آخرت میں کامیابی اور نجات کا سبب قرار دیا گیا اور ان کی نافرمانی کو آخرت میں عذاب کا سبب قرار دیا گیا، کتنے سعادت مند ہیں وہ اہل ایمان کہ جنہیں ماں باپ کی خدمت کر کے ان کی دعائیں حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔

مزید آپ کا ارشاد ہے:

مامن ولد بار ینظر الی والدیه نظرة الا کتب الله له بکل نظرة حجة مبرورة قال وان نظر کل یوم مأة مرة قال نعم الله اکبر و اطیب (مشکوٰۃ ۴۲۱)

جب کوئی فرمانبردار بچہ یا بچی اپنے والدین کی طرف رحمت ومہربانی سے دیکھے تو رب کریم صرف نگاہ رحمت ومہربانی سے ماں باپ کو دیکھنے کی وجہ سے نیک اولاد کو مقبول حج کا ثواب عطا فرماتے ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا حضور! اگر وہ دن میں سو بار اپنے والدین کو نظر رحمت سے دیکھے تو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خداوند کریم سب سے بڑا ہے اور ہر قسم کے نقص وکمزوریوں سے پاک ہے۔

اس حدیث پاک میں مان باپ کی فرماں بردار اولاد کو جو بشارت دی گئی ہے اس پر اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے، ہمارا مالک وخالق کتنا ہم پر مہربان ہے اس کی عطاؤں کا کون شکر ادا کر سکتا ہے، دیکھئے! خدمت ہم نے اپنے ماں باپ کی کی، خوش ہم نے اپنے والدین کو کیا، جو ہمارے محسن اور مربی ہیں لیکن اس پر پروردگار عالم ہم پر اتنے مہربان ہیں کہ فرمانبردار اولاد کے محض نگاہ پیار سے اپنے والدین کو دیکھنے پر ایک حج مقبول کا ثواب عطا فرماتے ہیں، اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ اگر کوئی دن میں سو بار پیار سے اپنے والدین کو دیکھے تو اس کے لئے کتنا اجر ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر ہے، وہ سب سے بڑا ہے وہ اگر ایک بار دیکھنے سے ایک حج کا ثواب دیتا ہے تو اس پر بھی قادر ہے کہ سو بار دیکھنے والے کو سو حج کا ثواب عطا فرمائے وہ ذات اطیب ہے یعنی ہر قسم کے نقص و کمزوری سے پاک ہے اس کے خزانے بے بہا ہیں اس کی عطائیں بے شمار ہیں، یہ تو ہو سکتا ہے کہ مانگنے والے تھک جائیں مانگنے والوں کی تمنائیں ختم ہو جائیں لیکن خدا تعالیٰ کی عطاؤں اس کی بخششوں اور خزانوں میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آسکتی ہے، البتہ اتنے بڑے اجر کے حصول کی شرط یہ ہے کہ وہ اولاد صالح ہو، بار کے معنی ہیں بہت ہی نیک انسان فاسق و فاجر کو بار نہیں کہا جا سکتا۔

مزید فرمان نبوی علیہ السلام ہے:

ان العبد لیموت والداہ او احدھما فلا یزال یدعو لھما و یستغفر لھما حتی یکتبہ اللہ بارا۔ (مشکوۃ ۴۲۱)

جس کے دونوں والدین کا یا ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے اور وہ ہمیشہ اپنے والدین کے لئے دعا مانگتا رہے رب کریم سے ان کی مغفرت و بخشش کی التجاء کرتا رہے تو پروردگار عالم ایسے بندہ کا نام نیک اور صالح لوگوں میں لکھ دیتے ہیں۔

کتنی بڑی فضیلت کی بات ہے کو جو اپنے والدین کے حق میں ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہیں وہ نیک اور پارسا لوگوں میں شامل ہو جاتے ہیں اور کتنی پیاری دعا ہے ماں باپ اور اولاد کے حق میں جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں بندوں کو تعلیم دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رب اجعلنی مقیم الصلوۃ و من ذریتی ربنا وتقبل دعاءO ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحسابO (ابراھیم)

اے میرے رب مجھے اس بات کی استعداد و صلاحیت عطا فرمائیں کہ میں نماز کا اہتمام کرتا رہوں اور میری اولاد کو بھی نماز قائم کرنے والا بنا دیجئے، اے ہمارے رب ہماری دعا کو قبول فرمائیں، اے ہمارے رب میری مغفرت فرمائیں اور میرے ماں باپ کی بھی اور تمام مؤمنوں کی مغفرت فرمائیں جس دن حساب قائم ہوگا یعنی قیامت کے دن۔

CamScanner

والدین کے نافرمان رسول اللہ ﷺ کی نظر میں

جس طرح کہ ماں باپ کی اطاعت وفرمانبرداری، رضائے الٰہی، آخرت میں کامیابی وکامرانی جہنم سے نجات پانے اور دخول جنت کا سبب ہے اس طرح ماں باپ کی نافرمانی کرنا ان کا حق ادا نہ کرنا، ان کی خدمت میں کوتاہی کرنا ان کے آداب کو بجانہ لانا صرف یہ نہیں کہ ماں باپ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام بھی ایسے انسان سے ناراض ہوجاتے ہیں، جو ماں باپ کا نافرمان ہووہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں، آخرت کی کامیابی اور کامرانی سے محروم ہوجاتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے تین قسم کے لوگوں کے حق میں بددعا فرمائی، نبی اکرم ﷺ نے سید الملائکہ کی ہر ایک بددعا پر بحکم خداوندعزوجل آمین فرمائی ان تینوں میں سے ایک گروہ اور جماعت ان لوگوں کی ہے جو ماں باپ کی نافرمان ہوں۔

چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

قال بعدمن ادرک ابویہ الکبر عندہ او احدھما فلم یدخلاہ الجنۃ قلت آمین۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہلاک ہوجائے، خدا تعالیٰ کی عطاؤں اور رحمتوں سے محروم ہوجائے وہ شخص کہ جس کے پاس اس کے بوڑھے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک ہواوران کی خدمت، اطاعت، وفاداری کر کے یہ جنت کا مستحق نہ بن سکے، میں نے کہا: آمین یعنی اے پروردگار یہ دعا قبول فرما۔

غور فرمائیں! ماں باپ کے نافرمان کس قدر محروم ہیں کہ جن کے خلاف تمام فرشتوں کے سردار بددعا کرتے ہیں اور ساری کائنات کے سردار رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ جبرئیل علیہ السلام کی بددعا پر آمین فرماتے ہیں۔

نافرمان اولاد کے لئے دنیا میں ذلت ورسوائی

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ قیل من یا رسول اللہ قام من ادرک والدیہ عندالبر احدھما او کلاھما ثم لم یدخل الجنۃ (مشکوٰۃ ۴۱۸)

ذلیل ہو گیا، ہلاک ہو گیا تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے، عرض کی: حضور کون رسوا و ذلیل ہوا؟ آپ نے فرمایا جس کے پاس بوڑھے ماں باپ ہیں یا ان دونوں میں سے ایک ہے لیکن وہ ان کی خدمت و اطاعت نہ کر کے جنتی نہ بن سکا وہ ہلاک ہو گیا۔

دوسری حدیث میں آپ کا فرمان ہے:

کل الذنوب یغفر اللہ منھا ماشاء الا عقوق الوالدین فانہ یعجل لصاحبہ فی الحیوۃ قبل الممات (مشکوۃ ۴۲۱)

بندہ نے جیسے بھی گناہ نافرمانیاں اور معصیت کا ارتکاب کیا ہو ان میں سے جو گناہ اللہ تعالیٰ چاہیں معاف فرما دیتے ہیں لیکن ماں باپ کے نافرمان کو معاف نہیں فرماتے بلکہ اس پر موت سے پہلے پہلے دنیا ہی میں اپنا عذاب نازل فرماتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا جس طرح کہ شرک و کفر بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اور اس سے توبہ کا طریقہ یہ ہی ہے کہ اگر ماں باپ زندہ ہوں تو ان کا فرمانبردار بن جائے اس سے قبل جو ان کی نافرمانی کی اس پر ان سے معافی کی درخواست کرے اور آئندہ نافرمانی سے باز رہے تو اسے بارگاہ خداوندی سے معافی مل سکتی ہے اگر والدین دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں پھر اپنی غلطی کا احساس ہوا تو ہمیشہ ہر نماز کے بعد ان کے لئے دعا مغفرت کرتا رہے ورنہ اللہ تعالیٰ والدین کے نافرمان کو دنیا میں بھی سزا دیتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے عذاب الیم ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

CamScanner

فضیلت علم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا

الْاَلْبَابِ (سورۃ الزمر ۹)

ترجمہ: کہہ دیجئے کیا برابر و مساوی ہیں اہل علم اور بے علم؟ یقینا وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو کامل عقل والے ہیں۔

حضراتِ محترم! اس آیت مقدسہ کی روشنی میں آپ کے سامنے دو چیزیں پیش کرنی ہیں

۱...... علم کی فضیلت

۲...... علم کے فوائد

علم کی فضیلت

علم کی فضیلت اس آیت سے واضح ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟ اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ عقل مند لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں انسانی برتری کا اصل دارو مدار علم پر ہی ہے، علم ہی فوقیت کا سبب ہے، علم ہی میں کامیابی و کامرانی کے راز پنہاں ہیں، علم ہی انسانوں کو منزل، اور منزل تک پہنچنے کے راستہ بتلاتا ہے، علم دل و دماغ کی روشنی ہے اور جہالت اندھیرا ہے، جہالت کے اندھیرے میں بھٹکنے والا انسان غلط صحیح میں، نیکی اور برائی میں تمیز نہیں کر سکتا، علم ہی سے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت، جنت کا راستہ اور جہنم سے نجات حاصل کرنے کے ذرائع معلوم ہوتے ہیں انسان نے سب سے پہلے علم ہی کے زور پر اپنی عظمت، شرافت اور برتری کو منوایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (سورۃ البقرہ ۳۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام بتلادیئے پھر وہ چیزیں فرشتوں کے سامنے کر دیں پھر فرمایا مجھے ان چیزوں کے نام بتلاؤ اگر تم اپنی سوچ و فکر میں سچے ہو۔

CamScanner

یہ آیات مسئلہ خلافت کے متعلق ہیں انسان کی تخلیق سے قبل اشرف المخلوقات اللہ کے فرشتے تھے، وہ ہمہ وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں، معصوم و پاکیزہ ہیں، بندگی ان کے لئے بمنزلہ غذا کے ہے، ان کی سوچ وفکر میں یہ بات تھی کہ شاید اللہ کی خلافت کا تاج بھی ہمیں ہی عطا کیا جائے گا لیکن یہ اعزاز خداوند کریم نے حضرت انسان کے مقدر میں لکھ دیا تھا، قرآن کریم اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ فرشتوں نے کہا: ذکر و تسبیح میں ہم مصروف رہتے ہیں جبکہ انسان زمین میں شر و فساد پھیلائیں گے اور قتل و غارت کا ارتکاب کریں گے۔ خداوند کریم نے فرمایا:

اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (البقرہ ۳۰) ترجمہ: بلاشبہ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو۔

فرشتے ذکر و تسبیح کے میدان میں سبقت کو استحقاق خلافت کا سبب سمجھتے رہے جبکہ رب کائنات نے میدان علم میں سبقت حاصل کرنے والے کے حق میں خلافت کا فیصلہ لکھ دیا، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے آدم ان فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتلادیں جب آدم علیہ السلام نے ان چیزوں کے نام بتلادیے جو فرشتے نہیں جانتے تھے، کیونکہ وہ چیزیں حضرت آدم علیہ السلام کی طبعی وفطری ضروریات میں شامل تھیں اسی لئے رب کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام کو فطری طور پر ان چیزوں کے نام اور خواص یاد رکھنے کی استعداد عطا فرمائی جبکہ فرشتے ان کے نام و خواص یاد نہ رکھ سکے جب علم میں حضرت آدم علیہ السلام کی برتری ثابت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوٰت والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمونO (البقرۃ)

کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ بے شک میں ہی جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور وہ باتیں بھی میں جانتا ہوں جو تم دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہو۔

خدا کی نوری مخلوق نے ظاہر تو یہ کیا تھا کہ خاکی زمین پر فتنے و فساد کریں گے قتل و غارت کریں گے لیکن ان کے دلوں میں یہ بات تھی کہ تاج خلافت نوری کو مل جائے رب کریم کی سب سے مقرب مخلوق نوری ہیں جبکہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے خداداد علمی قابلیت سے ثابت کردیا کہ انسان ہی خلیفۃ اللہ ہے اور جن انسانوں کو خداوند کریم نے نبوت و رسالت کے لئے منتخب کیا ان کا مقام فرشتوں سے بہت بلند و برتر ہے وہی اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب ومحبوب ہیں اور ان ہی کے توسل سے باقی انسانوں کو شرافت و کرامت ملی ہے۔

CamScanner

علم کے فوائد

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَرْفَعِ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (المجادلة ۱۱)

اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں اور اہل علم کے درجات ومراتب بلند فرماتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات کی بلندی، عظمت ومقبولیت حاصل کرنے کے دو سبب ہیں۔ پہلا سبب ایمان ہے جو اصل بنیاد ہے جس کے بغیر کوئی عمل شرف قبولیت حاصل نہیں کرسکتا۔ دوسرا سبب مؤمن کے لئے علم ہے جو درجات کی رفعت وفوقیت کا سبب ہے مؤمن اگر دنیاوی علوم بھی اس نیت سے حاصل کریں کہ خدمت خلق کے ذریعہ سے اللہ کی رضا حاصل کریں گے علوم جدیدہ کے ذریعہ باطل کو سرنگوں کریں گے تو یہ بھی عبادت میں شامل ہے جبکہ علم دین تو ہے ہی اصل کامیابی کا سبب بشرطیکہ اس پر عمل بھی ہو۔

علم درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین (مشکوۃ ۳۲)

رب کریم جس بندہ کے حق میں بہتری، بھلائی، سعادت، وخیر کا فیصلہ فرماتے ہیں اسے دین کا عالم اور فقیہ ہونے کا شرف عطا فرماتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

لا حسد الا فی اثنتین رجل اتاہ اللہ مالا فسلطہ علیٰ ھلکتہ فی الحق و رجل اتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا و یعلمھا (مشکوۃ ۳۲)

حسد کی اجازت نہیں، حسد نہیں کر سکتے کسی کے ساتھ مگر دو مقام پر حسد جائز ہے ایک تو اس شخص کے ساتھ حسد کی اجازت ہے جسے خداوند کریم نے مال ودولت سے نوازا اور وہ اپنی دولت کو حق کے لئے خوب خرچ کرتا ہے، راہ حق میں اپنا مال دل کھول کر لگاتا ہے دوسرے اس شخص سے حسد کی اجازت ہے جسے رب کائنات نے دولت علم دین سے نوازا ہے، وہ علم کی روشنی میں لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے ان کے مسائل حل کرتا ہے اور علم دین لوگوں کو سکھاتا ہے۔

CamScanner

حسد کرنا اس مقصد کے لئے کہ جو سعادت وکمال دوسرے انسان کو حاصل ہے وہ مجھے بھی مل جائے، یہ جائز ہے دنیاوی امور میں بھی جبکہ دینی امور میں بہتر وافضل ہے، بشرطیکہ رضاء الٰہی کے لئے ہو شہرت ودکھلاوے کے لئے نہ ہو، یہ نیک بخت وسعادت مند انسان کی نشانی ہے کہ کسی دوسرے کو نیکی کرتے دیکھ کر وہ تڑپ جائے دل میں تمنا پیدا ہو کہ میں بھی اس نیکی میں شریک ہو جاؤں اصحاب رسول علیہ السلام ہمیشہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

جنگ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو جنگ کے لئے مال جمع کرنے کا حکم دیا تو حضرت فاروق اعظمؓ بہت مال لے کر حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ کتنا مال لائے ہو؟ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آدھا لا یا ہوں اور آدھا گھر والوں کے لئے چھوڑا ہے، جب حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا ابوبکر کتنا مال لائے ہو اور گھر میں کتنا چھوڑ آئے؟ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جو کچھ تھا سب لا یا ہوں گھر تو اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت چھوڑ آیا ہوں، البتہ حسد کی دوسری قسم کہ آدمی کسی کے پاس نعمت دیکھ کر یہ تمنا اور کوشش کرے کہ وہ آدمی بھی اس نعمت سے محروم ہو جائے یہ حسد ہر صورت میں حرام ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاث الا صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له (مشکوۃ)

جب آدمی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں اس کا نیکیاں کمانے اور برائیوں سے بچنے کا وقت منقطع ہو جاتا ہے اس کے لئے توبہ کرنے اور اپنے آپ کو بدلنے کی مدت ختم ہو جاتی ہے لیکن تین قسم کی نیکیاں اس کے بعد بھی باقی رہتی ہیں، جن کا اجر وثواب ہمیشہ جاری رہتا ہے، انسان تو چلا جاتا ہے لیکن اسکے بعد بھی اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں پہنچتی رہتی ہیں ان تین اعمال میں سے ایک عمل صدقہ جاریہ ہے خالص اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی یا مسجد میں تعاون کیا اسی طرح دینی مدرسوں میں تعاون کرنا، پانی کا انتظام کرنا، کسی ایسی جگہ مال خرچ کرنا جس سے مسلمان دینی نفع حاصل کرتے رہیں یا مسلمان ضرورت مندوں کی ضرورت لگاتار پوری ہوتی رہے یہ سب کام صدقہ جاریہ ہیں نہ ختم ہونے والی نیکیاں۔

CamScanner

دوسری نیکی جس کا ثواب ہمیشہ انسان کو ملتا رہتا ہے وہ علم نافع ہے، انسانوں کے لئے سب سے زیادہ نفع دینے والا علم جس کا نفع ختم نہ ہو جس کا اجر جنت اور رضائے الٰہی ہو وہ علم دین جس سے خدا تعالیٰ کی پہچان حاصل ہوتی ہے جائز اور ناجائز کا پتہ چلتا ہے حق و باطل کی پہچان ہوتی ہے اس علم کے پھیلانے میں جو شریک ہوگا اس کو ہمیشہ اجر وثواب ملتا رہے گا جس نے نماز کی اہمیت بتلا کر کسی بے نمازی کو نمازی بنا دیا یا کسی کا کلمہ صحیح کروا دیا کسی کی نماز ٹھیک کرا دی کسی کو قرآن کریم صحیح پڑھنا سکھا دیا، تفسیر قرآن کریم یا حدیث نبوی کی تعلیم دی یا علم دین کی نشر واشاعت میں کسی طرح بھی وہ شریک ہوگیا اس کا اجر وثواب نہ ختم ہونے والا جاری ودائمی ہے۔

تیسری نیکی جس کا ثواب ہمیشہ ملتا رہتا ہے وہ اولاد صالح ہے جو اپنی دعاؤں میں ہمیشہ اپنے ماں باپ کو یاد رکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

من سلک طریقا یلتمس فیہ علم سھل اللہ لہ بہ طریقا الی الجنۃ

جو علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔

علم جنت کا راستہ ہے

علم دین دنیا میں انسان کو خدا کی مرضی کا راستہ بتلاتا ہے اس کی رضاء اور ناراضگی کے اسباب بتاتا ہے، کامیابی کی منزل تک پہنچانے کا وسیلہ ہے اسی طرح اس علم کا حاصل کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا آخرت میں جنت کے راستہ پر چلنے کا سبب بنے گا، جو علم میں جس قدر مہارت حاصل کرے گا عمل میں جس قدر ثابت قدم ومضبوط رہے گا اسی قدر تیز رفتار جنت کے راستہ پر چلے گا جنت کے راستہ کا نام پل صراط ہے جو پندرہ سو سال کا راستہ ہے لیکن کامل مؤمن پلک جھپکنے کی مقدار میں اس مسافت کو طے کر لیں گے، جس قدر ایمان علم اور عمل کا درجہ بلند ہوگا اسی قدر جنت کے راستے پر چلنا آسان ہوگا۔

علماء کا مقام مخلوق خدا کی نظر میں

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

ان العالم یستغفر لہ من فی السموات و من فی الارض (مشکوۃ ۳۴)

عالم دین کے حق میں زمین کی تمام مخلوقات دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں اسی طرح آسمان کی تمام مخلوقات یعنی فرشتے اور جنت کی حوریں بھی اس کے حق میں دعا کرتی رہتی ہیں، کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کا وارث ہے یہ دین حق کا پیغام مخلوق خداوندی تک پہنچاتا ہے اس کی زندگی سنت نبوی کے تابع ہوتی ہے اس کا جینا اور مرنا اللہ کی رضاء اور خوشنودی کے لئے ہوتا ہے، یہ ہی حق کا علمبردار مجاہد کو جہاد کی، حاجی کو حج کی، نمازی کو نماز کی، سخی کو سخاوت کی، عابد کو عبادت کی، زاہد کو تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے۔

علماء ربانین دشمن خدا کے مقابلے میں

مزید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (مشکوۃ ۳۴)

ایک فقیہ، علم دین کا ماہر، دین حق کے رموز واسرار کو جاننے والا، قرآن کریم اور احادیث نبوی پر مکمل مہارت رکھنے والا انسان، شیطان کے مقابلہ میں ہزار عبادت گزاروں سے بھی زیادہ طاقت ور ہے، کیونکہ جو صرف عبادت گزار ہے وہ شیطان کے مکروفریب کو نہیں جانتا شیطان کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلحہ اس کے پاس نہیں ہے جبکہ شیطان ماہر، مکار اور مسلح دشمن ہے اس کا مقابلہ وہی کرسکتا ہے جو قرآن کریم کی تعلیمات سے خوب واقف ہو، سنت رسول علیہ السلام کا جاننے والا ہو، اس کا دل علم الٰہی کے نور سے منور ہو، وہ اس مکار دشمن کو ہر میدان میں شکست دینے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور دوسرے کو بھی اس کے خلاف جنگ کرنے کی ٹریننگ اور تربیت دیتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لن یشبع المؤمن من خیر یسمعه حتی یکون منتهاه الجنة (مشکوۃ ۳۴)

مؤمن حق کی سماعت سے سیر نہیں ہوتا ہے اس کے دل سے حق سننے کا شوق ختم نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی آخری منزل جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کی شان یہ ہے کہ وہ حق کو سنیں ان کے کان کلام اللہ کی سماعت سے مانوس ہوں ان کے دلوں میں حق سننے کا شوق موجزن ہو جب حق کو اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی نیت سے سنا جائے تو دل میں ایمان کا نور بڑھ جاتا ہے، غفلت و جہالت کی تاریکیاں مٹ

CamScanner

جاتی ہیں پھر یہ ایمانی قوت انسان کو راہ حق پر چلاتی ہے یہاں تک وہ تمام مراحل کو طے کرتے ہوئے کامیابی کی آخری منزل جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

اہل علم کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

مزید آپ کا فرمان ہے:

نضر اللہ امرء سمع مناشیئا فبلغہ کما سمعہ (مشکوٰۃ ۳۵)

اللہ ہر ایسے مؤمن کو ہمیشہ تر و تازہ رکھیں، خوش و خرم رکھیں جو ہمارا کلام سنے پھر جیسا کہ سنے ویسا ہی صحیح دوسروں تک پہنچائے۔

کس قدر خوش قسمت ہیں علم دین کے سیکھنے والے اور سکھانے والے، دین حق کی باتیں خود سیکھ کر دوسروں تک پہنچانے والے کہ ان کے حق میں، ان کی کامیابی و کامرانی کے لئے، ان کی مسرت و خوشحالی کے لئے امام الانبیاء علیہ السلام نے دعا فرمائی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے قرب کا حصول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحی بہ الاسلام فبینہ و بین النبیین درجۃ واحدۃ فی الجنۃ (مشکوٰۃ ۳۶)

جس مسلمان کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ علم دین اس غرض سے سیکھ رہا ہو کہ وہ سیکھ کر اسلام کی نشر اشاعت کرے گا اسے دوسروں تک پہنچائے گا پیغام حق کو دنیا میں پھیلائے گا، جنت میں ایسے مؤمن اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا، اسے اتنا بلند و برتر مقام ملے گا کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے صرف ایک درجہ نیچے ہوگا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

فتنوں کا دور اور نجات کا راستہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الانفال ۲۵)

ترجمہ: اور اس فتنے سے بچتے رہو جو تم میں سے صرف ظالموں پر ہی نہیں واقع ہوگا اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

حضرات محترم! جو آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس میں خداوند کریم اپنے بندوں کو فتنہ سے بچنے کی تلقین فرماتے ہیں اور اس فتنہ کی شدت اور زبردست گرفت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ فتنہ اس قدر خطرناک ہوگا کہ صرف گناہگار ظالم اور فاسق ہی اس کی زد میں نہیں آئیں گے بلکہ ظالموں کی رفقاء کو بھی وہ اپنی لپیٹ میں لے لے گا، اس آیت کی روشنی میں آپ کے سامنے دو چیزیں عرض کی جائیں گی۔

(1) دور حاضر کے خطرناک فتنے کون کون سے ہیں

(2) ان خطرناک فتنوں سے نجات کا راستہ کیا ہے

سب سے خطرناک فتنہ گمراہی ہے

فتنوں کی مثال تیز شعلے مارنے والی آگ کی طرح ہے جو ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے کر راکھ کر دیتی ہے وہ اس میں فرق نہیں کرتی کہ یہ چیز قیمتی ہے یا بے قیمت ہے، اس کا مالک کوئی صالح و متقی ہے یا فاسق و فاجر ہے، یہ نئی ہے یا پرانی ہے، ہاں اس سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے کہ اسے بجھا دیا جائے پھر ہر چیز بچ سکتی ہے، اسی طرح گمراہی بے دینی، ضلالت و بے راہ روی کے فتنے جب پھیل جاتے ہیں تو ہر گھر کو ہر بستی، ہر شہر اور ہر ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں وہ انسانوں کے اعمال کو بے قیمت بنا دیتے ہیں، شیطانی راستہ کو مزین اور خوبصورت بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں ان فتنوں میں مبتلا ہو کر انسانوں کی روحانی قوت ختم ہو جاتی ہے، زندگی بے سکون ہو کر رہ جاتی ہے، انسان شیطان اور نفس امارہ کا غلام بن جاتا ہے، عبادات اخلاص و خشوع سے خالی ہو جاتی ہیں، معاملات

CamScanner

پر بد دیانتی کا تسلط ہو جاتا ہے، لوگ قرابت داری، رشتے داری کی اہمیت بھول جاتے ہیں، انسانی معاشرے میں نہ بڑوں کی عزت باقی رہتی ہے نہ چھوٹوں پر شفقت نظر آتی ہے۔

فتنوں کی آگ میں جلنے والا انسان صرف اپنے مفاد کا طلب گار ہوتا ہے، وہ دنیا میں اپنے نام وشہرت کا بھوکا ہوتا ہے، وہ اپنے مرتبہ، عزت اور منصب کے لئے شب وروز کوشش کرتا ہے، دین کی قدرومنزلت اس کے دل سے ختم ہوجاتی ہے، وہ مذہب کو اپنی خواہش کے آئینے میں دیکھتا ہے اگر کوئی بات دین کی اس کی مرضی کے مطابق ہوتو اسے قبول کر لیتا ہے اگر اس کی چاہت کے خلاف کوئی حکم آجائے تو وہ اس سے منہ پھیر لیتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صریح آیات کا انکار کردیتا ہے، وہ حق اور باطل میں تمیز کرنے کے لئے صرف اپنی عقل کو استعمال کرتا ہے جس پر جہالت کی مہر لگی ہوتی ہے، اور جو دینی علوم کی روشنی سے خالی ہوتی ہے، ہمارے نبی ﷺ جنہیں اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا آپ پر اپنے دین کی تکمیل فرمائی اور آپ ﷺ کو تمام اولین و آخرین کے علمی خزانے عطا فرمائے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علوم کی روشنی میں ہر روحانی مریض کے مرض کی نشاندہی کی اور اس کا کامل علاج بتلایا، آپ ﷺ نے فتنوں کے خطرات سے انسانوں کو آگاہ کیا اور نجات کے راستہ پر خود چل کر اپنے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کو اس ہدایت کے راستہ پر چلا کر انسانوں کو مکمل نظام ہدایت عطا فرمایا۔

جھوٹ اور خیانت کے فتنے

فتنوں کے دور سے آگاہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

سیاتی علی الناس سنوات خدعات یصدق فیھا الکاذب ویکذب فیھا الصادق ویوتمن فیھا الخائن ویخون فیھا الامین (ابن ماجہ ۲۹۲)

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس میں سالہا سال متواتر ایسے گزریں گے کہ جن میں دھوکا ہی دھوکا ہوگا اس زمانے کے لوگ سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا کہیں گے، اور خیانت کرنے والے کو امانت دار کہیں گے اور امین، شریف، دیانت دار انسان کو لوگ بد دیانت اور بے ایمان کہیں گے۔

CamScanner

حضرات! غور فرمائیں کیا یہ بات ہمارے زمانے پر صادق نہیں آتی؟ کیا آج کل دنیا میں سچے اور امانت دار لوگوں کا مذاق نہیں اڑایا جاتا؟ کیا ہمارے حکمران دیانت دار طبقہ پر مشتمل ہیں؟ کیا ہماری عدالتوں میں قانون خداوندی کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں؟ کیا آج کل مسلمان اسلامی قانون کے نفاذ کے لئے کوئی کوشش کر رہے ہیں؟

نظام کفر کی حمایت کا فتنہ

اس سے بڑھ کر افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس دور میں مسلمانوں کا ایک طبقہ جو کہ کلمہ گو بھی ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں، زکوۃ روزے اور حج کا بھی کچھ اہتمام کر لیتے ہیں لیکن جب ان سے فیصلہ طلب کیا جاتا ہے وہ خدائی قانون کے مقابلے میں کافرانہ نظام کی حمایت کرتے ہیں، اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان کے دل بیمار ہیں جس طرح شدید بخار میں مبتلا مریض کو میٹھی چیز بھی کڑوی معلوم ہوتی ہے اسی طرح جو دل کے مریض ہیں انہیں نہ تو سچائی کی خوبیاں نظر آتی ہیں نہ دیانت داری کی برکات سے وہ آگاہ ہوتے ہیں۔

مزید آپ ﷺ کا فرمان ہے:

یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه و لا یبقی من القرآن الا رسمه (مشکوۃ ۳۸)

عنقریب ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ جس میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کریم کے الفاظ باقی رہیں گے۔

بے علمی اور جہالت کا فتنہ

آج اگر ہم دیکھیں تو دنیا میں اسلام کا نام بہت لیا جاتا ہے مگر اس کے صحیح سمجھنے والے بہت کم ہیں، اسلام کی حمایت کے دعوے بہت ہیں مگر عملی زندگیاں اسلام سے خالی ہیں، اسلام کے بارے میں بحث کرنے کا لوگ بہت شوق رکھتے ہیں لیکن دینی علوم سے بالکل کورے ہوتے ہیں، ہر آدمی نے اپنی رائے کا نام اسلام رکھ دیا ہے، بیماری میں ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتے ہیں مقدمات میں وکلاء پر اعتماد کرتے ہیں، لیکن مسائل میں خود فتوے صادر کرتے ہیں۔

CamScanner

پرفتن دور میں حق کے علمبردار

ایک روایت میں ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے پرفتن دور کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

یاتی الناس زمان الصابر فیھم علی دینه کالقابض علی الجمر (ترمذی ۲/۵۰)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں دین حق پر استقامت کے ساتھ ڈٹ کر رہنا اتنا مشکل اور دشوار ہوگا جیسا کہ آگ کے انگاروں کو ہاتھ میں پکڑ کر رکھنا مشکل ہے۔

یعنی وہ اتنا خطرناک زمانہ ہوگا جس میں باطل کا ہر طرف پرچار ہوگا، باطل پرستوں کا تسلط اور غلبہ ہوگا، ماحول ازحد خراب ہو جائے گا، دین اور دیندار لوگوں کی ناقدری ہوگی، یہاں تک کہ دین حق پر عمل کرنے والا اس قدر راہ حق میں مشقت اٹھائے گا کہ جیسے آگ کے انگاروں کو ہاتھ میں پکڑ کر رکھنے والا مشقت اٹھاتا ہے لیکن ایسے پرفتن زمانے میں جس قدر حق کے راستہ میں چلنا مشکل ہوگا اتنا ہی اس دور میں حق پرستوں کا اجر و ثواب بھی بڑھ جائے گا۔

سو شہیدوں کے برابر اجر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید۔

جو میری سنت کے مطابق مکمل طور پر عمل پیرا ہوگا جو میری طرز زندگی کو پوری طرح اپنائے گا اس زمانے میں جب میری امت فساد و فتنہ میں مبتلا ہوگی تو اسے سو شہیدوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔

کیونکہ یہ قانون قدرت ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡعَامِلِیۡنَ۔

بے شک اللہ تعالیٰ عمل کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتے۔

جس نے جو بھی عمل کیا بشرطیکہ اس کا عقیدہ صحیح ہو اور عمل بھی خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے پورا پورا اجر عطا فرمائیں گے، جس قدر عبادت و نیکی میں زیادہ مشقت و ریاضت ہوگی اسی قدر اجر و ثواب میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔

CamScanner

مسلمانوں کے خلاف کفار کے متحد ہونے کا فتنہ

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلة الی قصعتها۔ فقال قائل ومن قلة نحن یومئذ، قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المهابة منکم ولیقذفن فی قلوبکم الوهن، فقال قائل یارسول اللہ ما الوهن قال حب الدنیا وکراهیة الموت (ابوداود ص ۵۹۰)

عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ جب کافر قومیں متحد ہو کر تمہارے خلاف منصوبے بنائیں گی اور سازشیں کریں گی اور تمہیں مٹانے کے لئے وہ ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گے جس طرح کھانا کھانے والے دسترخوان کی طرف ایک دوسرے کو دعوت دیتے ہیں، کسی صحابیؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول کیا ہم تھوڑے ہوں گے؟ اس لئے وہ ہمارے خلاف سازشیں کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اس وقت تمہاری تعداد بہت زیادہ ہوگی لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی طرح بے قوت ہوگے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب اور دبدبہ نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دیا جائے گا، کسی صحابیؓ نے پوچھا: کہ اے اللہ کے رسول وہن کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کا ڈر۔

اقوام متحدہ کا کردار

حضرات محترم! آج اگر ہم دیکھیں تو روز روشن کی طرح یہ باتیں ہمیں نظر آئیں گی اگر دنیا کے کسی خطے میں مسلمان پر ظلم ہو، مسلمانوں کا قتل عام ہو، مسلمان بھوکے اور پیاسے ہوں، مسلم عورتیں مظالم کا نشانہ بنیں، مسلم بچے اور بچیاں بھوکے مریں اقوام متحدہ (یونائیٹڈ نیشن) کو کوئی فکر نہیں ہوتی ان کا عملہ حرکت میں نہیں آتا اس ظلم کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں ہوتی، اس کے سدباب کے لئے کوئی کوشش نہیں ہوتی، کشمیر کی ظلم بھری تاریخ آپ کے سامنے ہے، بوسینا کے مظالم کو ساری انسانیت نے دیکھا کہ سرب درندوں نے ظلم کی انتہا کردی لیکن یونائیٹڈ نیشن نے کچھ نہ کیا ہاں یونائٹڈ نیشن یہ کام ضرور کرتا ہے کہ کہیں مسلمانوں کو مارنا ہو تو فوراً سب لوگوں کو متحد کردیا جاتا ہے جس کی واضح مثال عراق و افغانستان میں نظر آتی ہے۔

CamScanner

ہاں! یہ نہ بھولیں یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں اس لئے کہ اس وقت تمام مسلم قوم وہن کے مرض میں مبتلا ہے، دنیا کی محبت ان پر مسلط کر دی گئی ہے، جس کی وجہ سے رشوت، چوریاں، ڈاکے، قتل و غارت، لسانی جنگیں، علاقائی جنگیں، مسلم ممالک میں مسلم قوم کے درمیان پائی جاتی ہیں، اور موت کے ڈر کا یہ عالم ہے کہ آج مسلم حکومتیں اپنی بقاء اور تحفظ کی بھیک غیروں سے مانگ رہی ہیں، اسلامی اخوت کا رشتہ ختم ہوتا جا رہا ہے، کسی کو اس بات پر فخر ہے کہ وہ عرب ہے، کوئی ترکی ہونے پر ناز کرتا ہے، کوئی سمجھتا ہے کہ میں پاکستانی ہوں بس میں جو چاہوں کروں لیکن یہ بات یاد نہیں رہی کہ ہم مسلمان ہیں ہم ایک قوم ہیں ہمارا نظام ایک ہے ہمارا کلمہ اور قرآن ایک ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں، ہمارا قبلہ ایک ہے۔

تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں

خدا تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کریں، قرآن کریم واضح اعلان کرتا ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

المسلمون کالجسد الواحد

مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے جسم کے کسی حصے کو تکلیف ہو تو سارا جسم حرکت میں آ جاتا ہے ہر ایک حصہ اپنا کام فوراً شروع کر دیتا ہے دماغ سوچتا ہے کہ ڈاکٹر کے پاس جانا ہے، دل حکم دیتا ہے کہ جلدی کرو، پاؤں چلنے میں تاخیر نہیں کرتے، زبان تکلیف کو کھول کر بیان کرتی ہے، کان ڈاکٹر کی بات غور سے سنتے ہیں، ہاتھ بلا تاخیر رقم کا انتظام کرتے ہیں، پھر جا کر علاج ہوتا ہے، افسوس کہ آج ایمان کی روح مسلمانوں میں کمزور ہے ورنہ کسی ایک مسلمان کو کہیں تکلیف میں دیکھتے تو ساری مسلم قوم اس کو نجات دلانے کے لئے متحد ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

CamScanner

جہنم اور اس سے نجات کا راستہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّ قُوْدُھَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (التحریم ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں جس پر تند اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں ملتا ہے اس کی تکمیل کرتے ہیں۔

حضرات محترم! اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اپنے خاندان کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اس لئے آج کا بیان ان امور پر مشتمل ہوگا۔

۱...... جہنم کیا ہے؟

۲...... جہنم کی سزا کن لوگوں کے لئے؟

۳...... جہنم کی نجات کا راستہ کیا ہے؟

جہنم کیا ہے؟

پہلی بات یہ کہ جہنم کیا ہے؟ جہنم اللہ کے مجرموں کے لئے عذاب ہے، جہنم خدا تعالیٰ کے قہر و غضب کا مظہر ہے، آیات قرآنی اور احادیث نبوی میں جہنم کی حقیقت کو کھول کر بیان کیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ (البقرہ ۲۴)

ترجمہ: پھر بچو اس آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔

اس آیت میں لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جہنم کی آگ سے بچو اس راستہ پر چلو جس سے تمہیں نجات مل سکے اس طرز زندگی کو اپناؤ جو تمہیں جنت کا مستحق بنا سکے، آگ سے بچنے کا راستہ تمہیں بتادیا گیا ہے جو صراط مستقیم ہے اس پر خود بھی چلو اور اپنے اہل عیال کو بھی چلاؤ، آگے فرمایا کہ جہنم کا ایندھن اس میں

CS CamScanner

جلنے کا سامان انسان اور پتھر ہیں وہ ایسی سخت آگ ہے کہ اس کا بالن لکڑیاں نہیں بلکہ پتھر ہیں اور جنہیں سزا کے لئے اس میں ڈالا جائے گا وہ انسان اور جنات ہوں گے جو کفر کا ارتکاب کریں گے، جو شرک ونفاق کے مرض میں مبتلا ہوں گے، جو دنیا میں نفس وشیطان کے پیروکار بن کر راہ حق سے دور ہوں گے۔

جہنمی کون ہیں؟

فرمان باری تعالیٰ ہے:

أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ٥

آگ تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔

اصل جہنم کی تخلیق کا مقصد کافروں کو ان کے برے اعتقاد کا بدلہ دینا ہے جو خدا کی نعمتیں استعمال کرے اور اس کا شکر ادا نہ کرے، جو خدا کا رزق کھا کر اس سے بغاوت کرے، خدا کی زمین پر غیروں کے ترانے گائے، خدا کے عطا کردہ سر کو غیروں کے در پر جھکائے، اس کی دی ہوئی زبان سے غیروں کے ذکر ووظائف کرے، اس کے دیئے ہوئے دل کو غیروں کی صحبت کے لئے خاص کر دے، ایسا ناشکرا انسان جنت کا کب مستحق بن سکتا ہے، اس نے تو خود اپنے لئے دوزخ کے راستہ کو منتخب کر لیا ہے۔

ان ہی لوگوں کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ (البقرة ١٧٥)

یہ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خرید لیا گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں اور عذاب کو خرید لیا مغفرت وبخشش کے بدلہ میں پھر وہ کس قدر صبر کرنے والے ہیں جہنم پر۔

حضرات سامعین! یہی وہ کافروں کا طرز عمل ہے جس کی وجہ سے ان کے لئے جہنم کی سزا مقرر کی گی ہے یہ ایسے نمک حرام ہیں کہ پیدائشی طور پر اللہ نے انہیں مؤمن پیدا کیا تھا لیکن انہوں نے مکلف ہونے کے بعد اپنے ایمان کو کفر کے بدلہ میں فروخت کر دیا اللہ تعالیٰ نے انہیں مغفرت وجنت کا مستحق پیدا کیا تھا لیکن انہوں نے جنت کے بدلہ میں دوزخ خرید لی، جنت والے راستہ کو ٹھکرا کر دوزخ کے راستہ پر چلنا پسند کیا اسی لئے ان کی اس حماقت کی قرآن کریم نے یوں نشاندہی کی ہے فرمایا:

فَمَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّار

وہ کس قدر صابر ہیں آگ پر۔

انسان کو آگ سے بھاگنا چاہیے لیکن یہ ایسے ہیں کہ خود اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا رہے ہیں۔

دانا اور نادان میں فرق

دراصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ عقل وبصیرت سے محروم ہیں ورنہ اپنے نقصان پر کبھی راضی نہ ہوتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی اللہ (مشکوۃ ۴۵۱)

دانا اور عقل مند وہ ہے جو دنیا میں اپنے نفس کا خود محاسبہ کرتا رہتا ہے ہر وقت اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہتا ہے اور وہ اعمال کرتا ہے جو موت کے بعد اسے کام آنے والے ہیں اور نادان واحمق ہے وہ شخص جو دنیا میں اپنے نفس کا غلام بن کر زندگی گزارے خواہشات کی پیروی کرتا رہے اور اس کے باوجود کہ اس کا عمل سراسر برائی پر مبنی ہو وہ اللہ تعالیٰ سے اچھی امیدیں رکھتا ہے جبکہ قانون قدرت یہ ہے کہ منزل پر وہی پہنچتا ہے جو راہ منزل پر چلے۔

مجرم جہنم کے دروازے پر

یہ باطل پرست دنیا میں اندھے، بہرے گونگے بنے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا انجام ان کے سامنے آئے گا۔

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الانعام ۲۷)

اور کاش کہ وہ وقت آپ دیکھ لیں جب یہ مجرم لوگ جہنم کے کنارے کھڑے کئے جائیں گے پھر اس وقت یہ کہیں گے کاش ہمیں دنیا میں ایک بار پھر بھیج دیا جائے تو ہم اپنے پروردگار کی آیات میں سے کسی آیت کا بھی انکار نہیں کریں گے اور ہم مؤمن بن جائیں گے۔

CamScanner

حضرات مکرم! غور فرمائیں اس آیت مبارکہ پر، اس میں خداوند کریم نے باطل پرستوں، کافروں، مشرکوں، منافقوں، فاسقوں اور فاجروں کی اس حالت کا ذکر فرمایا ہے جب ان کا انجام ان کے سامنے آئے گا، جب شعلے اگلتی ہوئی آگ انہیں اپنے سامنے دکھائی دے گی، جب اپنے برے اعمال کے برے نتائج کا خود مشاہدہ کرنے لگیں گے اس وقت کہیں گے آرزو کریں گے کہ ہمیں ایک بار پھر موقع دیا جائے تو ہم اپنے پروردگار کی ہر آیت پر کامل ایمان لائیں گے، کسی آیت کا انکار نہیں کریں گے، اس کے کسی حکم کے بجا لانے میں کوتاہی نہیں کریں گے، ہم پکے مؤمن بن جائیں گے لیکن رب ذوالجلال کی طرف سے جواب اثبات میں نہیں بلکہ نفی میں دیا جائے گا۔

جہنمیوں کی چیخ و پکار

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وھم یصطرخون فیھا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل ط اولم نعمر کم مایتذ کر فیہ من تذکر و جاء کم النذیر ط فذو قوا فما للظٰلمین من نصیر O (فاطر)

اور وہ کافر اس جہنم میں چلا چلا کر زاروقطار روئیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں اس عذاب سے نجات عطا فرما جہنم سے ہمیں باہر نکال، اب تو ہم صرف نیک اعمال ہی کیا کریں گے، وہ پہلے والے برے اعمال اب نہیں کریں گے، ارشاد ہوگا: کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس زندگی میں جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا نصیحت حاصل کر سکتا تھا اور تمہارے پاس کفر کے برے انجام سے آگاہ اور متنبہ کرنے والے نذیر بھی آئے تھے اب تم اپنے برے عقائد اور برے اعمال کے مزے چکھو، ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

جہنمیوں کا اضطراب و پریشانی

مجرم جب اپنے برے انجام کو دیکھ کر ایک بار پھر اس دنیا میں آنے کی تمنا کریں گے اپنے پروردگار کے دربار میں التجا کریں گے کہ ایک موقع اور عنایت فرمائیں پھر ہم تیری نافرمانی نہیں کریں گے، تیری کسی آیت کا انکار نہیں کریں گے، ہم اپنی تمام زندگی کو نیک اعمال میں خرچ کر دیں گے، لیکن پروردگار عالم ان کی اس تمنا کو پورا نہیں فرمائیں گے کیونکہ خدا تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ایمان بالغیب

ہے جو مشاہدہ کر کے ایمان لانے کی بات کرے گا اس کی بات کو رد کردیا جائے گا کیونکہ اس نے اپنے مشاہدہ سے آخرت کا یقین کیا، خدا کے فرمان سے یقین نہیں کیا اگر وہ خدا تعالیٰ کے فرمان پر یقین کرتا تو کبھی کفر نہ کرتا۔

نجات کا دارومدار ایمان بالغیب ہے

اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر، جزا کے مستحق، جنت کے حقدار صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ کے فرمان پر حق کا اقرار کرلیں جو دیکھنے کے بعد حق کو تسلیم کریں گے ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مقام نہیں، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر عظیم احسان ہے کہ اس نے جہنم کے عذاب کی شدت سے اپنے بندوں کو آگاہ کیا ہے اور پھر اس نے نجات حاصل کرنے کا راستہ بھی بتایا ہے۔

عذاب جہنم کی شدت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى (۱۴) لَا يَصْلٰهَآ اِلَّا الْاَشْقَى (۱۵) الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (۱۶) (الیل پ30)

سو میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی شعلے مارنے والی آگ سے آگاہ و متنبہ کردیا ہے، اس آگ میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بد بخت اور شقی ہوگا، جس نے حق کا انکار کیا اور سیدھے راستہ پر چلنے سے روگردانی کی اور منہ پھیر لیا۔

نیکیوں کی ناقدری کا انجام

اسی پارے کی سورۃ القارعۃ میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ (۸) فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ (۹) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ (۱۰) نَارٌ حَامِيَةٌ (۱۱)

اور جس کی نیکیوں کا وزن برائیوں کے مقابلہ میں کم اور ہلکا ہوجائے گا پھر اس کا ٹھکانہ جہنم ہاویہ ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟ وہ شعلے مارنے والی آگ ہے۔

سورۃ الیل کی آیات میں فرمان باری تعالیٰ ہے کہ: ہم نے تمہیں جہنم کی آگ کی تیزی اور حرارت سے آگاہ کردیا ہے اس کی شدت و سختی کی دنیا ہی میں تمہیں اطلاع دے دی ہے تاکہ جو بچنا چاہے وہ بچ سکے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں تو اس انجام سے جاہل اور بے خبر تھا، اور ساتھ یہ بھی بتادیا

CamScanner

کہ جہنم میں جلنے والے وہ بدبخت ہوں گے جو حق کا انکار کرنے والے تھے، جنہیں حق اور اہل حق سے کھلی عداوت ودشمنی تھی، جنہوں نے ہمیشہ سیدھے راستہ پر چلنے سے روگردانی کی اور شیطان کے راستہ پر چلتے رہے اسی لئے ان کا انجام برا ہوا، جبکہ سورۃ القارعہ میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جن کے جہنم میں جانے کا سبب ان کی برائیوں کی کثرت ہوگی جن کی نیکیاں عمل کے ترازو میں برائیوں کے مقابلہ میں ہلکی ہوجائیں گی کیونکہ وہ دنیا میں نیکی کی قدر وقیمت کو نہ جان سکے حالانکہ ایک برے عمل پر ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے اور کبھی نیکیوں کا درجہ بڑھ کر سات سو تک پہنچ جاتا ہے۔

اور اسکے بعد بھی ارشاد خداوندی ہے:

وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ

اور اللہ جس کے لئے چاہیں نیکیوں کا اجر بڑھا دیتے ہیں جتنا چاہیں۔

پھر بھی اگر اعمال کی ترازو پر نیکیاں کم ہوجائیں تو اس سے بڑی بدبختی اور کیا ہے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یا تو اس نے نیکیاں کمانے کی کوشش ہی نہیں کی ہوگی، برائیوں سے ہی اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرتا رہا یا نیکیاں کمائیں لیکن ان کی حفاظت نہیں کرسکا، شرک کر کے سب کو ضائع کردیا یا غیبت، ظلم اور بندوں کے حقوق ضائع کرنے کی وجہ سے اس کی نیکیاں دوسروں کو مل گئیں۔

درحقیقت عقل منداور صاحب بصیرت وہی انسان ہے جو جہنم سے نجات حاصل کرسکے کیونکہ اس کا عذاب بہت شدید ہے اس کی شدت اس قدر ہے کہ رب کائنات نے اسے عذاب عظیم قرار دیا یعنی سب سے بڑا عذاب اس کا نام عذاب الیم رکھا دردناک عذاب اس کو عذاب مھین بھی فرمایا کہ لوگوں کو اہانت وذلت میں مبتلا کرنے والا عذاب اس کی صفت عذاب شدید بھی ہے کہ وہ انتہائی سخت عذاب ہے۔

جہنم کی ہولناکیاں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کی شدت اور اس کی سزاؤں کی ہولناکیوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

نارکم جزء من سبعین جزء من نار جهنم قیل یا رسول اللہ ان کانت الکافیة قال فضلت علیهن بتسعة وستین جزء کلهن مثل حرها۔ (مشکوۃ ۵۰۲)

تمہاری یہ آگ جسے تم دنیا میں جلاتے ہو یہ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ حرارت وتیزی میں تو یہ آگ بھی بہت سخت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے باوجود کہ اس آگ کی حرارت بھی بہت تیز ہے لیکن جہنم کی آگ اس سے ایک کم ستر درجہ زیادہ تیز ہے اوران انہتر درجوں میں سے ہرایک درجہ کی حرات وتیزی اتنی ہی شدیدوزبردست ہے جتنی سخت یہ آگ ہے جوتم جلاتے ہو۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

یؤتی بجھنم یومئذ لھا سبعون الف زمام مع کل زمام سبعون الف ملک یجرونھا (مشکوۃ ۵۰۲)

جہنم کو قیامت کے دن جب لوگوں کے سامنے لایا جائیگا اس کی کیفیت یہ ہوگی کہ وہ ستر ہزار لگاموں میں جکڑی ہوئی ہوگی اور ہر لگام اس قدر بھاری اوروزنی ہوگی کہ اسے ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

ان اھون اھل النار عذابا من لہ نعلان و شراکان من نار یغلی منھما دماغہ کما یغلی المرجل ما یری ان احدا اشد منہ عذابا و انہ لاھونھم عذابا (مشکوۃ ۵۰۲)

جہنمیوں میں سب سے کم عذاب پانے والا وہ شخص ہوگا جس کے پاؤں میں آگ کے جوتے اور تسمے ڈال دیے جائیں گے جس کی وجہ سے اس کا دماغ اس طرح کھول رہا ہوگا جس طرح کہ آگ پر رکھی ہوئی دیگچی میں پکنے والی چیز کھولتی ہے وہ اس عذاب کی شدت وسختی کی وجہ سے یہ سمجھے گا کہ اسے سب سے زیادہ عذاب دیا گیا ہے حالانکہ اس کا عذاب سب سے ہلکا اور کم ہوگا۔

سید الرسل علیہ السلام کا ایک اور فرمان ہے:

یؤتی بانعم اھل الدنیا من اھل النار یوم القیامۃ فیصبغ فی النار صبغۃ ثم یقال یا ابن آدم ھل رأیت خیر قط ھل مر بک نعیم قط فیقول لا و اللہ یا رب (مشکوۃ ۵۰۲)

قیامت کے دن جہنمیوں میں سے ایسے شخص کو بارگاہ خداوندی میں حاضر کیا جائیگا جو دنیا میں

سب سے زیادہ دولت مند، ناز ونعمتوں میں زندگی گزارنے والا ہوگا حکم خداوندی ہوگا کہ اسے جہنم میں ایک غوطہ دے کر حاضر کیا جائے جب اسے جہنم میں ایک غوطہ دینے کے بعد بارگاہ خداوندی میں حاضر کیا جائے گا تو رب کائنات اس سے فرمائیں گے: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی آرام اور پرسکون زندگی دیکھی ہے، کیا کبھی کوئی نعمت تو نے استعمال کی ہے وہ کہے گا تیری قسم ہے اے میرے رب! میں نے نہ تو کبھی پرسکون زندگی دیکھی ہے اور نہ ہی کبھی کسی نعمت کا میں نے مزہ چکھا ہے۔

جہنم کے عذاب کی شدت اس قدر زبردست ہے کہ دنیا کا امیر ترین آدمی عزت وجلال میں زندگی گزارنے والا، طرح طرح کی نعمتوں کے مزے لوٹنے والا، انسان جب صرف ایک بار جہنم کی آگ میں اسے ایک غوطہ دیا جائے اس غوطے کی وجہ سے وہ دنیا کے سارے مزے بھول جائے گا، اسے اپنی پرسکون دنیا کی زندگی کا ایک ماہ ایک ہفتہ ایک دن تو کیا ایک لمحہ بھی یاد نہیں رہے گا، وہ عرض کرے گا اے میرے رب تیری پاک ذات کی قسم ہے میں نے نہ کوئی بھلائی دیکھی ہے اور نہ ہی کوئی نعمت استعمال کی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جنت اور اس کے حصول کا طریقہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (سورۃ کہف ۱۰۷)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کی مہمانی اور ضیافت کے لئے جنت الفردوس ہوگی۔

جنت الفردوس کے وارث کون ہیں؟

حضرات محترم! اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایسے بندوں کے لئے جو کامل ایمان کی صفت سے متصف ہوں، اور نیک اعمال کا سرمایہ بھی ان کے پاس موجود ہو، جنت الفردوس کا وعدہ فرمایا جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ انسان اگر چاہتا ہے کہ وہ جنت الفردوس کا مستحق بن جائے، اگر وہ چاہتا ہے کہ اپنے رب کریم کا مہمان بنے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اتنا بڑا اعزاز و اکرام حاصل کرنے کے لئے صرف دو کام کرے، ایک ایمان کی دولت حاصل کرے، ایمان سیکھے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے ایمان سیکھا تھا۔

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (البقرہ ۱۳۷)

اگر لوگ اس طرح ایمان لائیں جیسا کہ تم ایمان لائے ہو تو پھر وہ ہدایت یافتہ بن جائیں گے۔

دوسرا اعمال صالحہ اختیار کرے تو وہ جنت الفردوس میں خدا تعالیٰ کا مہمان ہوگا، سبحان اللہ! کتنا بڑا اعزاز ہے کہ ہم اور آپ اپنے پروردگار کے مہمان ہوں اور وہ بھی جنت الفردوس میں جو سب سے اعلیٰ جنت ہے جس کو رب کریم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے جس کے بارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاذا سئلتم اللہ فاسئلوہ الفردوس۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگا کرو، جب تم اپنے پروردگار کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ اس کے دربار میں اپنی التجائیں پیش کرو تو اس سے جنت الفردوس بھی مانگا کرو کیونکہ وہ سب سے اعلیٰ جنت ہے۔

CS CamScanner

جنت الفردوس کیا ہے؟

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

فی الجنة مائة درجة ما بین کل درجتین کمابین السماء والارض والفردوس اعلاها درجة منها تفجر انهار الجنة الاربعة ومن فوقها یکون العرش۔ (مشکوٰۃ ۴۹۶)

جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے اور فردوس سب سے اعلیٰ جنت ہے اس کا درجہ سب سے بلند و بالا ہے اسی سے جنت کی چار نہریں جاری ہوتی ہیں اور اس کے اوپر عرش الٰہی ہے۔

سبحان اللہ، کتنے خوش قسمت ہیں جنت الفردوس والے جن کا مسکن وٹھکانہ عرش الٰہی کے نیچے ہوگا وہ صبح وشام رب کریم کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

اہل جنت کے بلند و بالا مراتب

امام الانبیاء علیہ السلام نے جنت کے اعلیٰ درجوں کے حاصل کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ان اهل الجنة لیتراء ون اهل الغرف من فوقهم کما تتراؤن الکوکب الدری الغابر فی الافق من المشرق و المغرب لتفاضل ما بینهم، قالوا یا رسول اللہ! تلک منازل الانبیاء لایبلغها غیرهم؟ قال بلیٰ والذی نفسی بیده رجال آمنوا باللہ و صدقوا المرسلین (مشکوٰۃ ۴۹۶)

بلاشبہ جنتی لوگ ان اہل جنت کو جو بلند بالا خانوں والے ہوں گے یوں دیکھیں گے جیسا کہ تم لوگ آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے پر روشن ستارے کو دیکھتے ہو، کیونکہ اہل جنت میں درجات کا تفاضل ودرجہ بندی ہوگی، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا یہ بلند و بالا منازل صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے ہیں جن میں اور لوگ نہیں جاسکیں گے، آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس جنت میں وہ لوگ جائیں گے جو اللہ پر کامل ایمان لائے اور انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتے رہے۔

CS CamScanner

جنت کی بے مثل نہر

جنت کی وہ نہریں جو جنت الفردوس سے جاری ہو کر تمام جنتوں میں اہل جنت کو سیراب کریں گی ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ (سورۃ محمد ۱۵)

جس جنت کا متقی اور پرہیزگار لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت ساری نہریں ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرہ برابر بھی کوئی تغیر نہیں ہوگا، اور اس میں بہت ساری نہریں جاری ہیں ایسے دودھ کی جس کے مزہ میں ذرہ برابر فرق نہیں آئے گا، اور بہت ساری نہریں جاری ہیں ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لئے لذیذ و مزہ دار ہوگی، اور بہت ساری صاف و شفاف شہد کی نہریں جاری ہیں اور ان کے لئے اس جنت میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش و مغفرت ہوگی۔

جنت کی نہریں جن کا منبع و مرکز جنت الفردوس ہے یہ نہریں ساری جنتوں میں جاری اور رواں دواں ہونگی ان کا معیار بہت بلند و بالا ہوگا، پانی ایسا صاف ستھرا ہوگا جو ہمیشہ تازہ رہے گا جس کا رنگ ذائقہ اور کیفیت کبھی نہیں بدلے گی، دودھ انتہائی مزیدار ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی جاری کردہ نہروں سے ہوگا، شراب بے حد لذیذ ہوگی جو انسانوں کی بنائی ہوئی نہیں ہوگی بلکہ رب کائنات نے اپنی قدرت سے اسے بنایا ہے وہ نشہ نہیں پیدا کرے گی انسانی دماغ کی قوت میں اضافہ کرے گی، شہد انتہائی صاف شفاف اور بے مثال ہوگا، جنت میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی اہل جنت کو ہمیشہ حاصل رہے گی اللہ تعالیٰ اہل جنت سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گے۔

اہل جنت سے رب کریم کا خطاب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالی یقول لاھل الجنة یا اھل الجنة فیقولون لبیک ربنا و سعدیک و

CS CamScanner

الخیر کلہ فی یدیک فیقول ھل رضیتم فیقولون ومالنا لا نرضی یا رب و قد اعطیت مالم تعط احدا من خلقک فیقول الا اعطیکم افضل من ذالک فیقولون یا رب ای شئی افضل من ذلک فیقول احل علیکم رضوانی فلا اسخط علیکم بعدہ ابدا (مشکوۃ ۴۹۷)

جنت میں رب کائنات اہل جنت سے مخاطب ہوں گے اور فرمائیں گے اے جنتیو (جنتی انتہائی خوشی ومسرت کے ساتھ عرض کریں گے) حاضر ہیں اے ہمارے رب، ساری سعادتوں کے مالک ،تمام خزانے آپ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں، ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم خوش ہو میرے انعامات اور عطاؤں پر راضی ہو؟ اہل جنت عرض کریں گے ہم کیوں نہ راضی ہوں اے ہمارے رب آپ نے ہم کو اس قدر نعمتیں عنایت فرمائی ہیں کہ تمام مخلوقات میں سے اور کسی کو اتنی نعمتیں نہیں ملیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمہیں ان سے افضل و اعلیٰ نعمت عطا فرماؤں گا، جنتی عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب ان نعمتوں سے افضل اور کون سی نعمت ہے، رب کریم فرمائیں گے کہ آج کے بعد میں تم سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا، وجہ یہ ہوگی کہ تمام جنتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت رکھنے والے ہوں گے اس لئے ان کو اللہ تعالیٰ کی رضاء کے اعلان سے سب سے بڑھ کر خوشی ہوگی۔

جنت کی ہر نعمت ہمیشہ کے لئے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب اہل جنت ، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو بحکم خداوندی ایک فرشتہ یہ اعلان کرے گا:

ان لکم ان تصحوا فلا تسقموا ابدا وان لکم ان تحیو فلا تموتوا ابدا و ان لکم ان تشبوا فلا تھرموا ابدا و ان لکم ان تنعموا فلا تبعسوا ابدا (مسلم و مشکوۃ ۴۹۶)

اے اہل جنت! تمہیں یہ سعادت وشرف حاصل ہوا ہے کہ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے، تم ہمیشہ زندہ رہو گے تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی، تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، تم ہمیشہ نعمتوں اور آرام میں رہو گے تمہیں کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کے ہر چار خاص انعامات، اس کی خاص عطائیں، اس کے خزانوں کے بے مثال موتی، اس کی رحمت کے دریا کی موجیں، ایسی صحت وتندرستی کہ کبھی بیماری کا تصور نہ ہو ایسی زندگی کہ جس

CamScanner

کی کوئی انتہاء نہ ہو ایسی جوانی کہ پھر کبھی بوڑھے نہ ہوں اور اسی طرح ایسی نعمتوں کے انبار اور خزانے کہ کبھی کوئی پریشانی نہ آئے ان میں سے کوئی چیز بھی دنیا میں انسان کو اس شان کے ساتھ میسر نہیں آسکتی ہے، دنیا کی صحت عارضی، جوانی عارضی، نعمتیں محدود اور عارضی زندگی بے وفا اور فانی ہے جس کا نہ کوئی اعتماد ہے نہ بھروسہ جبکہ دائمی کامیابی کی جگہ تو جنت ہی ہے جس کے حصول کے لئے اہل بصیرت تمام زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں گزارتے ہیں اور کبھی وہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح نہیں دیتے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت میں جو نعمتیں رکھی ہیں وہ بھی بہت زیادہ ہیں۔

جنت کے نعمتوں کو دیکھنے میں جنتی کے ایک ہزار سال لگیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

ان ادنیٰ اهل الجنة منزلة لمن ينظر الیٰ جنانه و ازواجه و نعيمه و خدمه و سرره مسيرة الف سنة و اكرمهم علی الله من ينظر الیٰ وجهه غدوة و عشية ثم قرء وجوه يومئذ ناضرة الیٰ ربها ناظره (مشکوۃ ۵۰۱)

اہل جنت میں سے جو مرتبہ اور مقام کے اعتبار سے سب سے کم درجے والا جنتی ہوگا وہ جب اپنی جنت کی نعمتوں کو دیکھنا شروع کرے گا تو اسے اپنی جنت کے باغات دیکھتے ہوئے، حوروں کو دیکھتے ہوئے، نعمتوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے خدا کو دیکھتے ہوئے اور جنت کے جو تخت ہوں گے ان کی سیر کرتے ہوئے ایک ہزار سال لگ جائیں گے اور اہل جنت میں سے جو بڑے اکرام واعزاز کے مالک ہوں گے انہیں تو صبح و شام دیدار خداوندی کا شرف حاصل ہوتا رہے گا، پھر آپ نے قرآن کریم کی آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے: بہت سارے لوگوں کے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے وہ اپنے رب کے دیدار کا شرف حاصل کر رہے ہوں گے۔

حضرات مکرم! کتنے سعادت مند ہیں اہل جنت، ان کی کامیابی کس قدر بے مثال ہے ان میں سے ہر ایک عظیم سلطنت وحکومت کا مالک ہوگا، ہر ایک کی تمام خواہشات کو پورا کیا جائے گا، جو جنتی لوگ مانگیں گے انہیں دیا جائیگا، ان کی شان وشوکت کا آپ دنیا میں تصور بھی نہیں کر سکتے جن کے سب سے چھوٹے حکمران کا یہ عالم ہوگا کہ جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا اس کی جنت اس قدر وسیع،

CamScanner

عظیم اور عالی شان ہوگی کہ جب وہ اپنی جنت کی سیر کو نکلے گا تو اسے اپنی جنت کی سیر کرتے کرتے ایک ہزار سال لگ جائیں گے جنت کی ہر چیز بے مثال ولا جواب ہوگی۔

ساٹھ میل طویل وعریض جنتی کا محل

جنت کے ایک عظیم محل کا ذکر کرتے ہوئے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان للمؤمن فی الجنة لخيمة من لؤ لؤة واحدة مجوفة عرضها و فی رواية طولها ستون ميلا فی كل زاوية منها اهل مايرون الاخرين يطوف عليهم المؤمن (مشکوۃ ۴۹۶)

بے شک مؤمن کے لئے جنت میں ایک گول موتی سے بنا ہوا ایسا خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی اور ایک روایت میں فرمایا کہ جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی اور اس کے ہر گوشہ اور زاویہ میں جنتی کی حوریں ہوں گی جو ایک دوسرے کو نظر نہیں آئیں گی جنتی ان سب کے پاس آمدورفت رکھے گا۔

جس طرح جنت کی ہر چیز بے مثال ہے اسی طرح اس کے مکانات بھی بے مثال ہیں اور موتی بھی بے مثال ہیں، دنیا میں موتی کہیں آپ کو میز پر دکھائی دے گا یا کسی انگوٹھی کے نگینہ میں موتی ہوگا لیکن جنت میں موتیوں کے محل اور بنگلے آپ کو ملیں گے۔ اور وہ بھی ایک میل یا دو میل نہیں بلکہ ہر گول موتی میں دست قدرت سے بنا ہوا ساٹھ میل چوڑا اور ساٹھ میل لمبا ہوگا جو کہ حوروں اور دیگر جنت کی نعمتوں سے مزین ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے ہم سب کو نصیب فرمائیں۔ آمین۔

جنت کی حوریں اور غلمان

ایک دوسری روایت میں جنتی کو ملنے والے عالیشان محلات اور دیگر انعامات کا ذکر کرتے ہوئے امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا:

ادنیٰ اهل الجنة الذی ثمانون الف خادم و اثنتان و سبعون زوجة و تنصب له قبة من لؤلؤ و زبرجد و ياقوت كما بين الجابية الى صنعاء (مشکوۃ ۴۹۹)

اہل جنت میں سے سب سے ادنیٰ مقام ومرتبہ پانے والے جنتی کو اسی ہزار خادم عطا کئے جائیں گے، بہتر (۷۲) حوریں ملیں گی اور موتیوں، جواہرات، زبرجد اور یاقوت سے بنا ہوا ایسا محل بھی دیا جائے گا جس کی مسافت شام کے شہر جابیہ سے یمن کے شہر صنعاء تک ہوگی۔

CamScanner

جنت درحقیقت خواہشات کی تکمیل کی جگہ ہے انسان کی ہر خواہش جنت ہی میں پوری کی جائے گی، لیکن جنت ہے ان کے لئے جو دنیا میں اپنی خواہشات کو اللہ کے حکم کے تابع کردیں، اہل جنت جنت میں اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوں گے، اسی لئے انہیں جو نعمتیں ملیں گی وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے شایان شان ہوں گی، ادنیٰ درجے کے جنتی کو اسی ہزار غلمان خدمت کے لئے ملیں گے بہتر (۷۲) حوریں عطا کی جائیں گی اور جو مکانات اسے دیئے جائیں گے ان میں سے ایک مکان موتیوں جواہرات اور یاقوت سے بنا ہوا ہوگا، جو اتنا وسیع کشادہ ہوگا کہ شام کے شہر جابیہ سے لے کر یمن کے شہر صنعاء تک اس کی مسافت ہوگی۔

جنت تمام خواہشات کی تکمیل کی جگہ ہے

جنتیوں کی عظمت ومقام کا کیا کہنا کہ خود خداوند کریم ان پر کئے جانے والے انعامات کا ذکر فرماتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ(١٧)فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ(١٨)كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(١٩)مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ(٢٠)وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ(٢١) (سورۃ الطور)

ترجمہ: بے شک متقی لوگ جنت اور نعمتوں میں ہوں گے مزے لے رہے ہوں گے ان نعمتوں سے جو ان کو ان کا رب عطا فرمائے گا اور ان کا پروردگار دوزخ کے عذاب سے انہیں محفوظ رکھے گا، کھاؤ اور پیو مزے سے اپنے ان اعمال کے صلے میں جو تم کرتے رہے ہو، وہ آمنے سامنے بچھے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے، اور ہم خوبصورت آنکھوں والی حوریں ان کے نکاح میں دیں گے، اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ان کے اتباع اور نقشِ قدم پر چل کر ایمان پر قائم رہی ان کی اس اولاد کو بھی ہم جنت میں ان کے ساتھ ملا دیں گے، اور ہم ان کے عمل میں کسی قسم کی کمی نہیں کریں گے ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں رہن ہے۔

CamScanner

جنت کی وسعت

اسی طرح سورۃ الحدید آیت ۲۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ جَنَّۃٍ عَرْضُھَا کَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ(سورۃ الحدید ۲۱)

ترجمہ: سبقت حاصل کرو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھو اپنے رب کی مغفرت حاصل کرنے کے لئے اور اس جنت کے حصول کے لئے جس کا عرض، جس کی چوڑائی اور وسعت آسمانوں اور زمین کی طرح ہے جو تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہوں یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

جنتی ہمیشہ بے خوف و بے غم ہوں گے

سورۃ الزخرف میں ارشاد کریم ہے:

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ(۶۸)اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ(۶۹)اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ تُحْبَرُوْنَ(۷۰)یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَھَبٍ وَّاَکْوَابٍ وَفِیْھَا مَا تَشْتَھِیْہِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ وَاَنْتُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ(۷۱)وَتِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْٓ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(۷۲)(سورۃ الزخرف)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرمائیں گے اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ تم غمگین ہو گے یہ بشارت ان کے لئے ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور ہمارے مطیع و فرمانبردار تھے، ان سے کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ تم جنت میں تم اور تمہاری ایماندار بیویاں خوشی و مسرت کے ساتھ، ان کے پاس سونے کی پلیٹیں اور گلاس حاضر کئے جائیں گے اور وہاں انہیں سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے اور وہ نعمتیں عطا کی جائیں گے جنہیں دیکھ کر اہل جنت کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ تم اس میں ہمیشہ کے لئے رہو گے اور ان سے کہا جائے گا کہ اس جنت کا تم کو وارث بنایا گیا ہے تمہارے ان اعمال کے وجہ سے جو تم نے کئے ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

CS CamScanner

ہدایت کیا ہے اور ہدایت یافتہ کون ہیں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ(٥)صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (٦)غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ(٧)

ترجمہ: ہدایت دیجئے ہمیں سیدھے راستہ کی ان لوگوں کے راستہ کی جو آپ کے ہدایت یافتہ ہیں نہ چلایئے گا ہمیں ان کے راستہ پر جو آپ کے غضب کا نشانہ بنے اور نہ ہی گمراہوں کے راستہ پر۔

ہدایت کیا ہے؟

مکرم سامعین! آج جو آیتیں آپ کے سامنے پڑھی گئی ہیں ان میں ہدایت، ہدایت یافتہ بندوں اور ہدایت سے روگردانی کرنے والوں کا ذکر ہے، جب بندہ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے اس کی رحمت کے دامن میں پناہ ڈھونڈتا ہے اسی کو حقیقی مالک و متصرف تسلیم کرنے کے بعد یہ اقرار کرتا ہے کہ میرا پروردگار تو ہی ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جب بندہ اپنی انتہائی عاجزی کا مظاہرہ کر گزرتا ہے تو رحمت حق جوش میں آجاتی ہے، بندہ کو بارگاہ خالق و کائنات میں عرض پیش کرنے کی اجازت مل جاتی ہے، پھر یہاں یہ بات یقینی تھی کہ اتنے بڑے دربار میں احکم الحاکمین کے سامنے خالق کائنات کے سامنے، بارگاہ خالق ارض وسماء میں، کس قسم کی درخواست پیش کی جائے، بندہ جتنا بھی باصلاحیت ہو اپنی استعداد سے احسن واعلیٰ قسم کی درخواست تیار کرے، اس کے باوجود بھی یہ خدشہ باقی رہتا ہے کہ شاید کسی غلطی کی وجہ سے وہ درخواست مسترد ہو جائے، رب کریم کی بندہ نوازی پر قربان جائیں، جس نے بندہ کو درخواست دینے کا طریقہ بھی خود تعلیم دیا اور ایسی جامع درخواست اپنے بندوں کو تعلیم فرمائی جس جیسی درخواست نہیں ہو سکتی، بندوں کو بتلایا کہ سب سے اہم عبادت نماز کی ہر رکعت میں میرے سامنے یہ درخواست پیش کیا کرو کہ اے ہمارے مالک ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت عنایت فرمائیں، وہ سیدھا راستہ جس پر چل کر ہم تیرے انعام یافتہ بندوں میں شامل ہو جائیں، انعام یافتہ بندوں کا تعارف بھی خود رب کریم نے کرایا تاکہ کسی روحانی بیمار کو غلط فہمی پیدا نہ ہو وہ یہ نہ سمجھنے لگے کہ انعام یافتہ اہل اقتدار ہیں، یا انعام یافتہ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جنہیں دنیاوی مال و دولت میں سبقت حاصل ہے،

CS CamScanner

یا کوئی یہ نہ سمجھے کہ دنیا میں جسے بڑا عہدہ اور اعلیٰ ملازمت مل جائے وہ انعام یافتہ ہوتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (سورۃ النساء ۶۹)

اللہ کے اور اس کے رسول کے فرمانبردار لوگوں کو قیامت کے روز انعام یافتہ لوگوں کی معیت اور قرب حاصل ہے۔

ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا (سورۃ النساء ۷۰) یہ خدا کا فضل ہے اور خدا جاننے والا کافی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں رب کائنات نے تین چیزیں بیان فرمائی ہیں، انعام یافتہ بننے کا طریقہ کیا ہے، انعام یافتہ کون لوگ ہیں، اور انعام یافتہ لوگ اپنے اس اعزاز کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

انعام یافتہ بننے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی مکمل اطاعت کی جائے اگر جذبہ اطاعت نہ ہو تو انسان جو بھی عمل کرے اور جس قدر بھی کرے وہ خدا کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا، جن چیزوں کی وجہ سے عمل قیمتی بنتا ہے اور عمل میں جان آتی ہے اور وہ مقبولیت کے درجہ تک پہنچتا ہے، وہ چیزیں ایک حکم خداوندی اور دوسری طریقہ نبوی ہے اگر ان دونوں کو چھوڑ دیا جائے تو اس کا نام کفر و دہریت اور ضلالت ہے، ایک انسان جانور کی طرح آزاد اللہ کی زمین میں گھومتا پھرتا ہے جائز و ناجائز کی اس کے سامنے کوئی تمیز نہیں۔ حلال و حرام کا کوئی فرق نہیں، نیکی اور برائی میں کوئی امتیاز نہیں جو طبیعت چاہے کر گزرتا ہے، یہ شکل وصورت میں اگرچہ انسان ہے لیکن اس کی فطرت تباہ ہو چکی ہے، یہ درحقیقت انسانیت کے مقام سے گر چکا ہے اس نے نہ اپنے آپ کو پہچانا ہے اور نہ ہی اپنا مقام سمجھنے کی کوئی کوشش کی ہے، ایسے ہی فطرت سے متصادم ہونے والوں کے حق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حقیقی انسان ہدایت یافتہ لوگ ہیں

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَھَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ (الاعراف ۱۷۹)

بلا ریب وتردد بلا شک وشبہ ہم نے جہنم کے لئے ایسی مخلوق کثیر تیار کر رکھی ہے جن کا تعلق جن وانس سے ہے اور وہ ایسے فطرت وحق کے دشمن ہیں کہ ان کے قلوب حق کی فکر وتدبر سے غافل ان کی آنکھیں حق کی نشانیوں کے مشاہدہ سے اندھی ہیں، ان کے کان حق کی سماعت سے خالی ہیں، وہ تو جانور ہیں نہیں جانوروں سے بھی بدتر اور بے راہ ہیں، اس لئے کہ جانور بے عقل ہو کر بھی اپنے مالک کو پہچانتا ہے، یہ باعقل ہو کر اپنے مالک کے بے وفا ہیں، کتا بھوکا رہ کر بھی اپنے مالک کے گھر کی چوکیداری کرتا ہے، یہ پر شکم ہو کر بھی اپنے مالک کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے، جانور کل قیامت کے دن مر کر مٹی ہو جائے گا لیکن ان باغیوں کو باقی رہ کر جہنم کا ایندھن بننا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ O

جہنم کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے، وہ تو تیار ہی ان کے لئے کی گئی ہے جو حق کے منکر ہیں۔

جب قیامت کے دن عدالت خداوندی سے جانوروں کو یہ حکم ہوگا۔ کُوْنُوْا تُرَابًا۔ اب تم مٹی ہو جاؤ اور کافر کو اپنے سیاہ کارنامے اور ان کا انجام سامنے نظر آئے گا اس وقت حسرت وندامت کے آنسو بہاتے ہوئے یوں پکار اٹھے گا۔

يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا O (سورۃ النبا، ۴۰)

اور جس روز آدمی اپنے سامنے فرستادہ اعمال کو دیکھے گا اس وقت کافر ومنکر یوں پکار اٹھیں گے ہائے افسوس کہ ہم مٹی ہو جاتے، کاش کیا خوب ہے ان جانوروں کی زندگی وہ ہم سے کتنے بہتر ہیں، ان کا مقدر کتنا اچھا ہے کہ وہ آج مٹی ہو گئے ان پر کوئی حساب وکتاب نہیں، ان کے لئے کوئی عذاب وسزا نہیں ان کے حق میں کوئی گرفت ومواخذہ نہیں، لیکن ہم کتنے بدبخت ہیں ہمارے نصیب کتنے برے ہیں، ہماری عاقبت کتنی پر خطر ہے کہ ہمارے سامنے جہنم تیار کھڑی ہے جس سے بچاؤ کا نہ کوئی ذریعہ ہے نہ راستہ نہ آج کوئی دوست ہے نہ مددگار نہ کوئی اپنا ہے نہ غمگسار، نہ کوئی حامی ہے نہ ناصر۔

CamScanner

ارشاد ہوتا ہے:

وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّ لَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ (سورۃالمؤمن ۱۸)

اوران کوقریب آنے والے دن سے ڈارئیں، جس دن قلوب غموں سے پر ہوکر گلوں تک آرہے ہوں گے اس دن نہ تو ظالموں کا کوئی دوست ہوگا اور نہ ہی ایسا شفیع وسفارشی جس کی سفارش قبول کی جائے۔

یہ تو ہوا انجام اس گروہ کا جس نے کھل کر خدا اور اس کے رسولوں کی بغاوت کی، نفس پرستی کی شاہراہ پر گامزن ہوکر اپنی عمر بے کار کی، شیطان کو اتنا خوش کیا کہ خود شیطان بن گئے۔

ارشاد حق تعالیٰ ہے:

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ (۵) مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ (۶)

جولوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں وہ جنوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی۔

اس کے علاوہ دوسرے وہ لوگ ہیں، راہ ہدایت سے روگردانی کرنے والے انعام یافتہ لوگوں کے راستہ سے انحراف کرنے والے جو یہ سمجھتے ہیں کہ احکام خداوندی ضروری ہیں، لیکن طریقہ رسول کہ ضرورت نہیں یہ بھی گمراہی کا طریقہ ہے اس پر چل کر بھی کوئی انسان منزل پر نہیں پہنچ سکتا، اس لئے کہ حدیث کے بغیر قرآن پاک نہیں سمجھا جاسکتا قرآن کہتا ہے نماز پڑھو، اس کی رکعات کتنی ہیں؟ اوقات کی تفصیل کیا ہے؟ ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟ مقبول ومردود نماز میں کیا فرق ہے؟ کن اوقات میں نماز پڑھنا بجائے اجروثواب کے سزاوعتاب کا باعث بنتا ہے؟ یہ ساری چیزیں طریقہ نبوی سے معلوم ہوں گی، جسے حدیث اور سنت کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا حکم دیا ادانہ کرنے والوں کو سزا سنائی۔ دینے والوں کے حق میں اجروثواب کا اعلان فرمایا۔ لیکن زکوٰۃ کتنے وقت کے بعد ادا کرنا ضروری ہے؟ کن کن اموال میں سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی؟ اس کی مقدار کیا ہے؟ یہ ساری چیزیں احادیث نبوی علیہ السلام سے ملتی ہیں، حقیقت میں دین نام ہے احکام خداوندی کو طریقہ نبوی پر ادا کرنے کا، اگر احکام

CamScanner

خداوندی کو لے کر طریق رسول ترک کر دیا جائے تو ضلالت کے سوا اور کچھ نہیں اور اسی طرح طریقہ رسول علیہ السلام کو لے کر احکام خداوندی کو ترک کرنا بھی ضلالت ہے، مثلا رب العزت کا حکم ہے کہ گائے حلال ہے، اب اگر کوئی یہ کہے کہ میں صرف حکم خداوندی پر عمل کروں گا اور وہ بجائے گلے کے گائے کے پیٹ میں چھری چلادے تو وہ ہرگز حلال نہیں ہوگی، اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اسے حلال کر رکھا تھا، لیکن طریق نبوی کے تارک احمق نے اپنی حماقت سے اسے حرام کر دیا، یا یوں کہے کہ نبی علیہ السلام نے جو حلال کرنے کا طریقہ بتلایا ہے، میں اس کے ذریعہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر دوں، اور وہ بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر کتے کی گردن پر چھری چلادے تو کوئی ذی ایمان و ذی بصیرت کوئی صحیح فطرت و عقل سلیم کا مالک کتے کو حلال نہیں کہہ سکتا، کیونکہ حلال کرنے کا طریقہ اس نے غلط جگہ استعمال کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ دو چیزوں کے مجموعے کا نام دین اسلام ہے کہ احکام خداوندی پر عمل کیا جائے، اور عمل اس طریقہ سے ہو جس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے، یہاں پہلی بات مکمل ہوئی کہ انعام یافتہ بننے کے طریقہ کا ذکر کیا ہے۔

ہدایت یافتہ کون لوگ ہیں

دوسری چیز اس آیت میں یہ بیان کی گئی ہے کہ انعام یافتہ کون لوگ ہیں رب کریم نے چار جماعتوں کو انعام یافتہ قرار دیا ہے ان میں اول اور سرفہرست انبیاء علیھم السلام کی جماعت ہے، جنہیں براہ راست اور بلاواسطہ انعامات خداوندی حاصل ہوتے ہیں، وہ انبیاء علیھم السلام کی پاکیزہ ہستیاں ہیں، اللہ تعالیٰ کی دنیا میں سب سے قیمتی نعمت ہدایت ہے جس پر دنیاوی واخروی کامیابی کا مدار ہے، ہدایت کا مجسمہ ذات انبیاء ہیں خدا اپنی ہدایت بلاواسطہ انبیاء ہی کو عطا فرماتے ہیں حتی کہ در نبوی مرکز ہدایت، منبع ہدات اور سرچشمہ ہدایت ہوتا ہے جسے بھی ہدایت ملتی ہے دامن نبوی سے ملتی ہے، پھر یہاں سے اپنے ظرف کے مطابق اپنی استعداد کے مطابق اور اپنی صلاحیت وقابلیت کے مطابق اپنے دامن میں کوئی جتنی ہدایت سمیٹ لے گا اتنا ہی ارفع وفائق ہو جائے گا، جنہوں نے اشارہ نبوی پر سب کچھ لٹا دیا سب کچھ چھوڑ نا گوارہ کیا لیکن دامن نبوی کو کبھی نہیں چھوٹنے دیا آپ کے دامن رحمت سے اس طرح

وابستہ ہوئے کہ نہ دنیا میں چھوٹا نہ برزخ میں، نہ غار میں چھوٹا نہ مزار میں، نہ حشر میں چھوٹا نہ جنت میں، جو عشق رسول میں اتنے آگے بڑھے، راہ حق میں سزائیں برداشت کیں، جب بیت اللہ میں سارے مشرکوں کے ہجوم میں ندائے حق بلند کی تو سب نے مل کر آپ کو اتنا مارا کہ کتنے دن بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلا سوال یہ تھا منہ سے نکلنے والی سب سے پہلی آواز یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کس حال میں ہیں؟ اپنی ساری دولت رسول ﷺ کی خدمت میں اور دین کی نشر و اشاعت کے لئے پیش کر دی حتی کہ ایک دن وہ بھی آیا کہ گھر کا سارا سرمایہ لے کر در رسالت پر حاضر ہوئے، ارشاد ہوا: گھر میں کیا چھوڑ آئے؟ جواب دیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی یاد و محبت گھر چھوڑ آیا ہوں

ہدایت یافتہ لوگوں کی جماعتیں

جو دین حق کے اتنے وفادار ہوں، اسلام کے اس طرح شیدائی اور جانثار ہوں، نبی ﷺ کے جاں نثار، محب، صادق اور دل و جان سے پیروکار ہوں انہیں صدیقین کہا جاتا ہے، یہ انعام یافتہ لوگوں کا دوسرا گروہ ہے، انبیاءؑ کے بعد ان کا مقام ہوتا ہے ان کے قائد و سربراہ ابوبکرؓ ہیں جنہیں صدیق اکبر کہا جاتا ہے۔

تیسرا گروہ ان سرفروشوں کا ہے، راہ حق کے جانثاروں کا ہے جو اپنا مقصد حیات اعلاء کلمۃ اللہ کو بناتے ہیں ان کی چاہت اور تمنا یہ ہوتی ہے کہ خدا کی زمین پر اس کا قانون رائج ہو ساری دنیا میں حق کا بول بالا ہو، چاہے اس عظیم کام میں انہیں اپنی عزیز جان بھی پیش کرنی پڑے وہ کبھی گریز نہیں کرتے، بلکہ وہ اسی میں اپنی کامیابی کا راز مضمر سمجھتے ہیں، کہ وہ گلشن دین حق کی آبیاری اپنے خون سے کرنے کے بعد انتہائی مسرور ہوتے ہیں وہ جان جانِ آفریں کے سپرد کرتے ہوئے یہ ندا بلند کرتے ہیں، فزت برب الکعبہ رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہوگیا، وہ اس راز سے آگاہ ہوتے ہیں کہ موت و زندگی دونوں مخلوق خداوندی ہیں مقصود دونوں سے رضائے خداوندی کا حصول ہوتا ہے نہ وہ موت سے ڈرتے ہیں نہ خوف زدہ ہوتے ہیں انہیں خداوند کریم نے یہ اعزاز دیا کہ وہ مرتے نہیں ہیں بلکہ حیات فانی سے حیات جاودانی میں قدم رکھتے ہیں، وہ آرام و مصائب کی زندگی سے راحت و آرام کی زندگی میں قدم رکھتے ہیں۔

CamScanner

ان ہی کے حق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ(سورۃ البقرہ ۱۵۴) راہ حق کے مقتولین کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے ہو کہ ان کی زندگی کی حقیقت کیا ہے یہ انعام یافتہ لوگوں کا تیسرا گروہ ہے جنہیں شہداء کہا جاتا ہے۔

اور چوتھی جماعت صالحین کی ہے، جو اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں شب و روز سرگرم عمل رہتے ہیں اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کرتے رہتے ہیں، پھر صالحین کے مختلف درجات ہیں اور آخری درجہ صالحین کا صدیقین ہے ان ہی صالحین کا دوسرا نام اولیاء اللہ ہے جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۶۲) خبردار! اس بات کو جان لو کہ جو اللہ کے دوست ہیں نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور ان کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ جو ایمان دار ہیں اور خوف خدا رکھتے ہیں۔

یہ وہ چار انعام یافتہ جماعتیں ہیں جن کا خداوند کریم نے ذکر فرمایا، ان ہی کے نقش قدم پر چلنے کی ہر مسلمان ہر نماز کی ہر رکعت میں دعا مانگتا ہے، یہ ہدایت یافتہ لوگ ساری قربانیوں اور مجاہدوں کے باوجود یہ کہتے ہیں ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ کہ ہمارا راہ حق پر گامزن ہونا محض ہمارے رب کے فضل کی وجہ سے ہے، اور ایک مؤمن کے لئے یہ ہی حکم ہے کہ وہ ایمان و ہدایت کو اللہ کا احسان جان کر شکر گزار رہے، یہ کہنے کا اسے کوئی حق نہیں کہ میں نے ہدایت قبول کر کے اللہ پر احسان کیا۔

ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

میرے رسول! ایمان کے دعویداروں کو کہہ دیجئے کہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ جتلائیں، بلکہ یہ اللہ کا احسان ہے ان پر جس نے ان کو ایمان لانے کی توفیق بخشی۔

اس لئے کہ اگر دنیا کا کوئی بادشاہ کسی آدمی کو اپنی خدمت کے لئے منتخب کرتا ہے تو وہ اپنا احسان بادشاہ پر نہیں جتلاتا، بلکہ بادشاہ کا احسان مند ہوتا ہے، جس نے اسے اپنی خدمت کے لئے منتخب کر کے اس کی عظمت وشان میں اضافہ کر دیا، تو پھر احکم الحاکمین کی بندگی کرنے والوں کو یہ حق کس نے دیا کہ وہ خدا پر احسان جتلاتے پھریں۔

CS CamScanner

ہدایت کی درجات ومراتب

بندہ اس عظمت میں ترقی وبرتری کے لئے ہمہ وقت دعا گو رہتا ہے اور تا حیات وہ اس دعا کو مانگتا رہتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اس سے مقصد یہ نہیں ہوتا کہ صرف تحصیل حاصل کرنے کے لئے اس کا ورد کیا جاتا ہے، بلکہ یہ ہر فرد کے حق میں مختلف معانی پر مشتمل ہوتی ہے اور اعلیٰ سے ادنیٰ تک کوئی پرہیزگار ہو یا سیاہ کار، متقی ہو یا مفسد، کافر ہو یا مسلم، فاسق ہو یا فاجر، عابد ہو یا زاہد، حتی کہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں بھی یہ دعا ترقی درجات کا سبب بنتی ہے اگر کوئی کافر ہدایت کی دعا کرتا ہے یا کہا جاتا ہے کہ فلاں کافر کو ہدایت کی نعمت مل گئی تو مطلب واضح ہے کہ اسے اسلام کی دولت مل گئی، اور نعمت ہدایت کا طلب گار اگر فسق وفجور میں مبتلا ہے تو وہ اپنے مربی سے التجا کرتا ہے کہ مجھے اس معصیت سے نجات مل جائے اور پاکیزہ زندگی عطا ہو، جب خدا تعالیٰ کے مقرب اولیاء، اتقیاء، عابد وزاہد کثرت سے یہ دعا مانگتے ہیں اس وقت اس دعا کا مفہوم راہ حق پر استقامت ہوتا ہے، یہ ہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کو راہ حق میں تکلیفیں اٹھانے میں جتنی لذت آتی ہے دوسرے لوگ نازونعمت میں بھی اس سے محروم رہتے ہیں۔

اسی لئے تو ایک خدا پرست شاعر نے کہا ہے:

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت — سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

کہ دشمن کو یہ شرف سعادت کیوں ملے کہ وہ تیرے راستہ میں تلواروں کا نشانہ بنے، اس کے لئے تو تیرے دوستوں کی گردنیں ہمہ وقت حاضر ہیں کہ تیرے راستہ کے خنجر ان پر آزمائے جائیں۔
اور جب انبیاء علیہم السلام بارگاہ رب کریم میں دعا پیش فرماتے ہیں تو اس کا مطلب ترقی درجات ہوتا ہے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی انبیاء علیہم السلام کے مراتب میں ترقی جاری رہتی ہے، اور یہ ہی مطلب ہے اس آیۃ مبارکہ کا جو سید الرسل ﷺ کی شان میں نازل ہوئی وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (سورۃ الضحی ۴) ہر آنے والی ساعت (گھڑی) آپ کے حق میں پہلی ساعت سے بہتر ہے، اسلئے کہ ترقی درجات جاری وساری ہے اور اللہ کے پاس غیر متناہی درجات ہیں، ہر بندہ اس کے در سے ہدایت کا طالب ہے اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور مرتبہ کے مطابق یہ نعمت ملتی رہتی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

CS CamScanner

موت کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۱۸۵)

ترجمہ: ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور بے شک تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا، پھر جو شخص دوزخ کی آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا وہ کامیاب ہے اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

حضرات محترم! اس آیت مقدسہ کی روشنی میں موت کے موضوع پر آپ کے سامنے چند چیزیں عرض کرنی ہیں، اول یہ کہ موت کی حقیقت کیا ہے؟ دوسری یہ کہ موت کی کیفیت مؤمن کے لئے کیا ہوتی ہے اور کفار کے لئے کیا ہوتی ہے؟ تیسری چیز موت کے بعد انسانی زندگی کی حیثیت۔

موت سب کے لئے

پہلی بات یہ کہ موت کی حقیقت کیا ہے اسی آیت میں فرمان باری تعالیٰ ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر متنفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ یہ آیت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ کوئی ذی روح مخلوق موت سے فرار حاصل نہیں کرسکتی، موت ایک یقینی امر ہے جس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے منکر ہیں، کچھ ایسے بھی ہیں جو توحید باری تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور شرک کا ارتکاب کرتے ہیں، ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ ہستیوں پر ایمان نہیں لاتے ایسے بھی محروم و بدنصیب ہیں جو اللہ کی مقدس کتاب قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں دنیا میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو یوم جزا کو نہیں مانتے۔

موت کا دوسرا نام یقین ہے

موت کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا اسی لئے موت کا دوسرا نام یقین ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (الحجر ۹۹)

اپنے پروردگار کی عبادت متواتر کرتے رہو یہاں تک کہ اسی حالت میں تمہیں موت آجائے۔ موت کو اسی لئے یقین کہا کہ اس کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا اور اس لئے بھی موت کو یقین کہتے ہیں کہ جو لوگ شکوک وشبہات میں مبتلا رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بغاوت کرتے رہے موت آتے ہی ان کے سارے شکوک کو دور کردیتی ہے، انہیں موت کے وقت کامل ومکمل یقین حاصل ہوجاتا ہے لیکن اس وقت یقین اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور ومعتبر نہیں۔

سورۃ التکاثر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (۱) حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (۲)

لوگو! تمہیں کثرت کی حرص نے غفلت میں ڈال دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں جادیکھیں۔

یہ آیت مبارکہ غافل انسانوں کو متنبہ کرتی ہے کہ دنیا کی کثرت مال ودولت جائیداد کی حرص نے تمہیں حق سے غافل کررکھا ہے تم نے صرف اس عارضی زندگی کو مقصد حیات بنالیا اور اسی کی طلب میں لگے رہے تو تمہاری آنکھیں اس وقت کھلیں گی جب تم مرکر قبروں میں پہنچ جاؤ گے تمہاری غفلت اس وقت دور ہوگی جب یہ دنیا کی زندگی ختم ہوجائے گی تمہیں اس وقت ایمان واعمال صالحہ کی قدر معلوم ہوگی جب آخرت سامنے آجائے گی لیکن اس وقت تم کچھ بھی نہیں کرسکو گے۔

غافل انسانوں کی موت کے وقت مہلت طلبی

جو لوگ تمام زندگی غفلت ونافرمانی میں گزارتے ہیں اور موت کے وقت انہیں ہوش آتا ہے ان کا نقشہ قرآن کریم نے یوں کھینچا ہے:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ (۹۹) لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (۱۰۰) (سورۃ المؤمنون)

یہاں تک کہ جب ان غافلین میں سے کسی کے پاس موت آپہنچتی ہے تو اس وقت کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں نیک اعمال کروں اس زندگی میں جو میں چھوڑ آیا ہرگز ایسا نہیں ہوگا یہ تو صرف ایک بات ہے جو وہ مرنے والا کہہ رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ موت کے بعد انہیں قیامت تک عالم برزخ میں رہنا ہوگا۔

CS CamScanner

ان آیتوں میں رب کریم نے ایک غافل و نافرمان انسان کی اس حالت و کیفیت کو کھول کر بیان کیا ہے جو قیامت کے وقت اسے پیش آتی ہے، جب لوگ دیکھتے ہیں اس کی آنکھیں ایک ہی طرف لگی ہوئی ہیں، لوگ بلاتے ہیں وہ بولتا نہیں ہے، لوگ اپنا نام بتاتے ہیں وہ کسی کو پہچانتا نہیں، لوگ اسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں وہ ان کی طرف دیکھتا نہیں، لوگ حیران ہوتے ہیں کہ یہ ہماری طرف دیکھتا کیوں نہیں یہ ہم سے بولتا کیوں نہیں، یہ ہماری باتوں کا جواب کیوں نہیں دیتا، حکم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق اب دوسرے جہاں سے قائم ہو گیا ہے۔

فرمان باری تعالی ہے:

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ

یہاں تک کہ جب ان غافلوں میں سے کسی کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے دنیا میں واپس لوٹا دیجئے۔

یہ آیت ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ غفلت کی حالت میں دنیا سے جانے والا انسان موت کے فرشتوں کو دیکھتے ہی خدا تعالی سے مہلت مانگنا شروع کر دیتا ہے وہ مزید زندگی کی التجاء کرتا ہے اور کچھ وقت بڑھانے کی درخواست کرتا ہے اپنی حالت کو درست کرنے کیلئے موقع طلب کرتا ہے لیکن اس وقت کسی کو موقع نہیں دیا جاتا۔

سورۃ المنافقون کے آخر میں فرمان خداوندی ہے: وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۱۱)

اور اللہ تعالی کبھی بھی کسی آدمی کی اجل کو مؤخر نہیں کرتے اسکا وقت ہرگز نہیں بڑھاتے اور اللہ تعالی تمہارے اعمال کو خوب جانتے ہیں۔

رب کائنات کا واضح فرمان ہے کہ جب انسان کا وقت پورا ہو جائے پھر اسے زندگی درست کرنے کے لئے کوئی مہلت نہیں دی جائے گی اور وہ ضرور تمنا کرے گا لیکن اس کی یہ تمنا پوری نہ ہوگی وہ کہے گا: لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ۔ اے پروردگار کچھ مدت مزید دنیا میں رہنا چاہتا ہوں موقع عنایت فرمائیں یہ موقع صرف اس لئے چاہتا ہوں کہ کچھ نیک عمل کرلوں آپ کو راضی کرنے کا سامان جمع

CamScanner

کرلوں اپنی کوتاہیوں کی تلافی کرلوں اپنی برباد آخرت کو ٹھیک کرلوں عالم نزع کو دیکھ کر وقت مانگنے والا انسان اس بات کی کھل کر وضاحت کرے گا کہ یہ وقت مجھے صرف اور صرف نیک اعمال کے لئے دیجئے۔

موت کے وقت آخرت کی طلب

اے میرے پروردگار مجھے اس لئے چاہئے کہ آپ کو راضی کرسکوں یہ وقت مجھے اپنی اولاد کو وصیت کے لئے نہیں چاہے، اپنے کاروبار کو درست کرنے کے لئے درکار نہیں، اپنے دوستوں سے بات چیت کرنے کے لئے مہلت نہیں مانگ رہا، مہلت تو صرف اس لئے مانگ رہا ہوں کہ اعمال صالحہ کرکے اپنی آخرت کو ٹھیک کرلوں۔

حضرات محترم! جب آخرت سامنے آجائے گی تو ہر آدمی یہ پسند کرے گا کہ وہ متقی و پرہیز گار بن جائے، وہ مطیع و فرمانبردار ہو کر خدا کے دربار میں پیش ہو وہ اپنی ساری کوتاہیوں کو معاف کروا کر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہو۔

معتبر ایمان

اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر ایمان بالغیب ہے بغیر آخرت کے دیکھے انبیاء علیہم السلام کے بتلانے پر یقین کرنا ہی خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے اسی لئے جو لوگ آخرت کو دیکھ کر نیک اعمال کے لئے وقت کی التجا کریں گے ان کی یہ التجا پوری نہیں کی جائے گی۔

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا

ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسے ہونے کی درخواست کررہا ہوگا یہ تو صرف اس کی ایک بات ہے جو وہ دنیا سے جانے والا کہہ رہا ہے۔

باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ رحیم ہیں کریم ہیں اپنے بندوں پر بڑے مہربان ہیں لیکن اس وقت جب عالم آخرت سامنے آجائے جب آدمی جزا اور سزا کا مشاہدہ کرنے لگے ایمان بالغیب کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

CS CamScanner

ایمان بالمشاہدہ کا اعتبار نہیں

جب عمل کا وقت ختم ہو جاتا ہے اس وقت سے مشاہدہ آخرت کا آغاز ہو جاتا ہے عمل پر ملنے والی جزا اور سزا انسان کو نظر آنے لگتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○

اور موت کے بعد انہیں قیامت تک برزخ کے جہان میں رہنا ہوگا۔

یعنی اب دنیا کے جہاں میں مزید رہنے کا وقت تمہارے پاس نہیں ہے اب تو تمہیں برزخ کے جہاں میں قیام کرنا ہوگا اور یہ قیام اتنا طویل ہے کہ قیامت تک تمہیں ادھر ہی رہنا ہوگا۔

عالم برزخ کی حقیقت

عالم برزخ ایک ایسا جہاں ہے جس کے مقابلہ میں یہ ہمارا دنیا کا جہاں بہت ہی چھوٹا ہے، جس طرح کہ دنیا میں انسان کے رہنے کی مدت عالم برزخ کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے، اسی طرح یہ دنیا کا جہان جس کو ہم دیکھ رہے ہیں یہ برزخ کے جہان کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹا ہے، اس دنیا میں آپ کی ملکیت محدود ہوتی ہے جبکہ عالم برزخ میں ہر مؤمن مرد اور عورت کی قبر اتنی وسیع کر دی جاتی ہے کہ جہاں تک وہ دیکھ سکے، ہماری اس دنیا کے جہاں کا جنت سے براہ راست کوئی ربط و تعلق نہیں ہے لیکن برزخ کے جہاں کا براہ راست جنت سے ربط و تعلق ہے، مؤمن مرد اور عورتیں عالم برزخ میں جنت کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس سے انہیں جنت کی خوشبوئیں جنت کی ہوائیں اور جنت کا رزق ملتا رہتا ہے۔

موت کے وقت مؤمن کی کیفیت

جن لوگوں کے پاس ایمان کی دولت ہے اعمال صالحہ کا سرمایہ ہے دنیا میں سیدھے راستہ پر چل کر زندگی گزاری ہے، گمراہی کے راستہ سے دور رہے ان کی موت بھی آسان ہوتی ہے اور موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی بھی آرام اور نعمتوں میں گزرتی ہے۔

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (سورۃ النحل ۳۲)

وہ لوگ جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں جبکہ وہ لوگ پاکیزہ زندگی گزار رہے ہوتے ہیں اس وقت فرشتے انہیں السلام علیکم کہتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ جنت میں داخل ہو جاؤ ان اعمال کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔

اس آیت مقدسہ میں واضح طور پر فرمان باری تعالی ہے کہ جو لوگ دنیا میں پاکیزہ زندگی گزارتے ہیں جو کلمہ طیبہ پڑھ کر خود بھی طیب بن گئے جن کی زندگیاں کفر سے پاک، شرک سے پاک، بداعمالیوں سے پاک، برے اخلاق سے ہر معصیت و گناہ سے پاک، جو خشیت الہٰی کی وجہ سے گناہ کے ارتکاب سے باز رہتے ہیں اور اگر گناہ کا ارتکاب کر بھی لیں تو فوراً سچی توبہ کر کے اللہ سے معاف کروا لیتے ہیں، ایسے لوگوں کے پاس جب موت کے فرشتے آتے ہیں تو انہیں السلام علیکم کہتے ہیں، جس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے لئے سلامتی ہے دنیا اور آخرت میں، تم اپنا صحیح سالم ایمان لے کر دنیا سے جارہے ہو اور آخرت میں تمہارے لئے اللہ تعالی کی رحمتیں ہی رحمتیں ہیں، اور فرشتے اس لئے بھی انہیں سلام کرتے ہیں کہ ہم تمہارے دوست ہیں تمہیں ہماری طرف سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی بلکہ ساتھ یہ بھی بشارت دیتے ہیں۔

موت کے وقت مؤمن کے لئے جنت کی بشارت اور مشاہدہ

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ کہ جنت میں داخل ہو جاؤ ان اعمال کے وجہ سے جو تم کر کے آئے ہو۔

اس آیت مقدسہ پر وہ لوگ غور کریں جو کہتے ہیں قبر میں جزا اور سزا کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے، وہ کہتے ہیں قبر میں کچھ نہیں ہوتا جو کچھ ہوگا قیامت میں ہوگا، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں قبر میں آدمی مر کر مٹی ہو جاتا ہے جزا اور سزا تو حساب و کتاب کے بعد ملے گی، یہ عقیدہ ان کا صریح گمراہی پر مبنی ہے جو اللہ تعالی کی واضح آیات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشادات کے خلاف ہے کیونکہ موت کے وقت فرشتوں کا یہ کہنا: کہ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ یہ قیامت کے دن کے لئے نہیں بلکہ موت کے فوراً بعد کے لئے ہے اگر یہ حکم قیامت کے دن کے لئے ہوتا تو یہاں امر کا صیغہ نہ ہوتا بلکہ مضارع کا صیغہ ہوتا۔

CamScanner

قبر مؤمن کے لیے جنت کا باغ اور کافر کے لیے جہنم کا گڑھا ہے

اسی آیت کی تشریح امام الانبیاء علیہ السلام کے ارشاد سے ہوتی ہے:

انما القبور روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار۔

کہ بیشک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

حقیقت یہ ہے کہ جزا اور سزا تو موت کے وقت ہی شروع ہوجاتی ہے کیونکہ فرشتوں کا مؤمن کی روح قبض کرنے کا انداز کچھ اور ہوتا ہے اور کافر و مشرک، فاسق و فاجر کی روح قبض کرنے کا انداز اور ہوتا ہے یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ فرشتے موت کے وقت ایک مؤمن انسان کی روح کس طرح قبض کرتے ہیں اس سے وہ کیسے پیش آتے ہیں، اس کے لئے کیا کیا خوشخبریاں اور بشارتیں لاتے ہیں۔

نافرمان انسان کی موت

اب آپ کے سامنے وہ آیت پیش کی جاتی ہے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے موت کے وقت کافروں، مشرکوں اور خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے کیسے پیش آتے ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَو تَرٰی اِذ یَتَوَفَّی الَّذِینَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضرِبُونَ وُجُوھَھُم وَ اَدبَارَھُم وَ ذُوقُوا عَذَابَ الحَرِیقِ ٥

اور کاش تم اس وقت کی کیفیت کو دیکھو جب فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں ان کے چہروں اور پیٹھوں پر گرز یعنی کوڑے اور ہتھوڑے مار رہے ہوتے ہیں اور ان سے کہہ رہے ہوتے ہیں جلانے والا عذاب چکھو۔

اس آیت مقدسہ پر غور فرمائیں! اس میں بے ایمان کی قیامت کے دن کی سزا کو بیان نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ اس کی اس سزا کا ذکر ہے جو کہ انہیں موت کے وقت دی جاتی ہے فرشتے ان کے چہروں اور پشتوں پر گرز موت کے وقت مارتے ہیں اور موت کے وقت ہی ان سے کہتے ہیں جلانے والا عذاب چکھو۔

CamScanner

موت کو دیکھ کر کافر کا ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا

ان سزاؤں کا ذکر کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کاش تم لوگ دیکھ لیتے ان کی اس کیفیت کو لیکن ان کی یہ کیفیت کوئی نہیں دیکھتا صرف وہی دیکھتے ہیں جن کو یہ کیفیت پیش آ چکی ہے، لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ وہ کسی کو بتا نہیں سکتے اگر وہ کیفیت زندہ لوگوں کو نظر آنے لگے تو ایمان بالغیب نہ رہے بلکہ ایمان بالمشاہدہ ہو جائے جبکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان بالغیب ہی معتبر ہے ایمان بالمشاہدہ معتبر نہیں اس لئے کہ موت کے وقت عذاب دیکھ کر تو سب سے بڑا کافر فرعون بھی ایمان لے آیا تھا لیکن اس کے اس وقت کے ایمان نے اس کو کوئی فائدہ نہ دیا اس لئے اللہ تعالیٰ موت کے وقت کی حالت، جزا اور سزا دنیا میں زندہ لوگوں کو نہیں دکھاتے تاکہ یہ ایمان بالغیب کی بنیاد پر آخرت کی تیاری کریں۔

موت کے بعد انسانوں کی صرف دو ہی جماعتیں رہ جاتی ہیں جنتی یا جہنمی

اب میں اس موضوع پر کچھ عرض کروں گا کہ موت کے بعد کی زندگی کی کیا کیفیت ہوتی ہے، دنیا میں لوگوں کی کئی جماعتیں اور کئی ٹولے ہوتے ہیں بہت سارے فرقے اور گروہ بندیاں ہوتی ہیں، لیکن دنیا سے جانے کے بعد لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں، صرف دو ہی جماعتیں بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ایک فریق اہل جنت ہیں اور دوسرے فریق اہل جہنم ہیں۔

ایک کامیاب و کامران گروہ، دوسرا ناکام و نامراد گروہ، ایک سعادت مند و نیک بختوں کی جماعت، دوسرا بدبختوں اور محروموں کا ٹولہ، یہ دونوں نہ موت کے وقت برابر ہیں نہ عالم برزخ و قبر میں یکساں ہیں اور نہ ہی قیامت کے دن مساوی ہیں کیونکہ ایک خدا کے وفادار ہیں دوسرے بے وفا، ایک سچے ہیں دوسرے جھوٹے ہیں، ایک مؤمن ہیں دوسرے کافر، مشرک، فاسق و فاجر، ایک اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں دوسرے مجرم۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ۔

برابر نہیں ہیں دوزخی اور جنتی، ایک جیسے نہیں ہیں اہل نار اور اہل جنت۔

CamScanner

کسی بھی مقام پر یہ ایک جیسے نہیں ہو سکتے نہ موت کے وقت نہ موت کے بعد، قبروں میں اور نہ قبروں سے اٹھنے کے بعد حساب کتاب کے دن۔ کافر کی موت عذاب کا پیغام ہے، مؤمن کی موت خدا تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہے، کافر کی قبر جہنم کا گڑھا ہے، مؤمن کی قبر جنت کا باغ ہے، کافر قیامت کے دن تیز سورج کی شعاعوں کی زد میں پسینے میں غرق ہوگا جبکہ مؤمن عرش باری تعالیٰ کے سایہ میں جنت کے پروانے کا منتظر ہوگا۔

مؤمن آخرت کے تمام مراحل میں کامیاب اور کافر ناکام رہیں گے

قرآن کریم کی آیات اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مؤمن آخرت کے تمام مراحل میں کامیاب وکامران رہیں گے جبکہ کافر، مشرک، فاسق وفاجر ناکام رہیں گے۔

حدیث شریف میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

ان رسول اللہ ﷺ مر بجنازۃ فقال مستریح او مستراح منہ فقالوا یارسول اللہ ما المستریح والمستراح منہ فقال العبد المؤمن یستریح من نصب الدنیا واذاھا الی رحمۃ اللہ والعبد الفاجر یستریح منہ العباد والبلاد والشجر والدواب (متفق علیہ، مشکوۃ ۱۳۹)

نبی اکرم ﷺ کا ایک جنازہ پر گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے آرام پایا، یا مخلوق خدا نے اس سے آرام پایا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس کا کیا مطلب ہے کہ اس نے آرام پایا یا مخلوق خدا نے اس سے آرام پایا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن بندہ دنیا کے مصائب اور تکالیف سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دامن میں آرام پاتا ہے جبکہ فاجر آدمی کی موت سے اللہ کے بندوں کو شہروں، درختوں اور جانوروں کو آرام ملتا ہے۔

موت کے بعد مؤمن کی زندگی

اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے عالم برزخ میں مؤمن اور فاجر کے مقام کے بارے میں ارشاد فرمایا، مؤمن کے بارے میں فرمایا کہ وہ جب دنیا سے جاتا ہے تو مصائب و پریشانیوں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دامن میں پرسکون زندگی کا آغاز کرتا ہے چاہے مؤمن دنیا میں جتنا آرام میں ہو اسے کوئی تکلیف نہ ہو اسے ساری نعمتیں حاصل ہوں، مال و دولت، عزت، اولاد، جاہ و مرتبہ

CS CamScanner

سب کچھ اس کے پاس ہو پھر بھی جب وہ عالم برزخ میں جاتا ہے اسے دنیا کی مصیبتوں سے نجات ملتی ہے کیونکہ دنیا کا یہ سب آرام وسکون آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اسی طرح فاجر و نافرمان انسان دنیا میں چاہے جتنا بھی پریشان حال ہو اس کی موت سے اس کے لئے جو پریشانیاں شروع ہوتی ہیں دنیا میں انسان ان کا تصور بھی نہیں کرسکتا، اور صرف یہ نہیں کہ فاجر کی موت سے اس کی بدترین زندگی کا آغاز ہوتا ہے جو طرح طرح کے عذابوں پر مشتمل ہوتی ہے بلکہ اس کی موت سے اللہ کے بندوں کو، شہروں درختوں اور جانوروں کو بھی آرام ملتا ہے، کیونکہ اللہ کے نیک بندے، زمین، درخت اور تمام جانور اللہ کے فرمانبردار ہیں جو کام اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ لگایا وہ اسے پورا کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے اسی لئے ان سب مخلوقات کو فاجر آدمی سے نفرت ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف زندگی گزراتا ہے اور جب وہ فاجر مرتا ہے تو ان سب مخلوقات کو سکون ومسرت حاصل ہوتی ہے

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

CamScanner

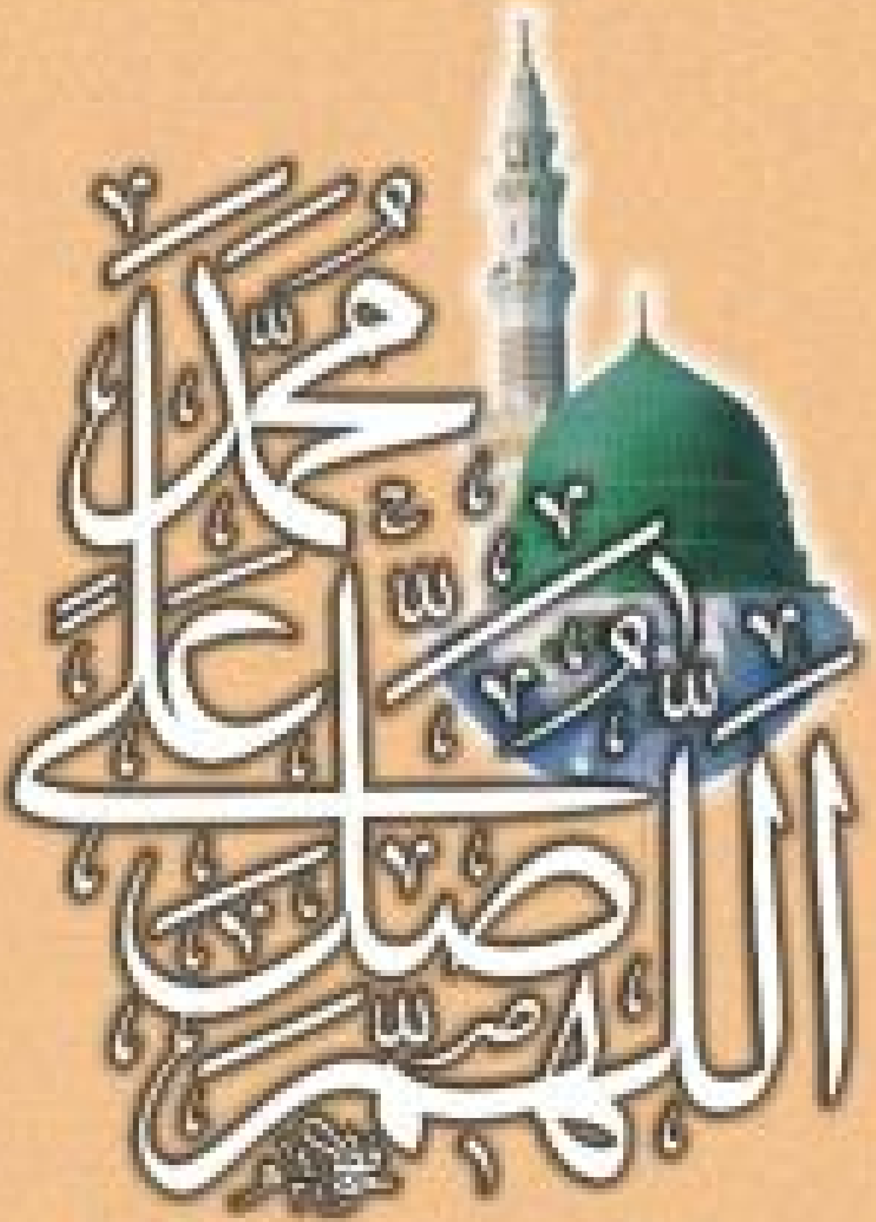

CamScanner